# پاکی کے مسائل

## قرآن وحدیث کی روشنی میں

تحریک
مولانا مفتی جمال الدین شہیدؒ

تالیف
مفتی فیض الوحید

ناشر

ادارہ مرکز المعارف بٹھنڈی جموں

# انتساب

اپنے جملہ معزز و محترم اساتذۂ کرام کے نام خصوصاً کاشف العلوم تھنہ منڈی کے زمانۂ طالب علمی کی ان دو مشفق، مربی و محسن شخصیات کے نام جن کی نیک دعائیں زندگی کے نشیب و فراز، زیر و بم اور پیچ وخم کے ہر موڑ پر شاملِ حال پاتا ہوں۔

فبارک اللہ لھما فی العمر والحسنات.

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

## حرف آغاز

پاکی، صفائی، ستھرائی اور طہارت کی اسلام میں کتنی اہمیت ہے یہ اس سے ظاہر ہے کہ پاکی کو جزوِ ایمان بلکہ آدھا ایمان فرمادیا گیا (الحدیث) اور ہو بھی کیوں نہ جبکہ نماز جیسی اہم عبادت جو ایمان قبول کرنے کے بعد پہلا فریضہ اور ایمان و کفر میں حد فاصل ہے، جو تقرب الی اللہ، تعلق مع اللہ اور دنیاوی واخروی کامرانیوں کا ذریعہ ہے، اس کا حصول پاکی وطہارت ہی پر موقوف ہے یہی وجہ ہے کہ دنیا کی مختلف زبانوں میں جتنا پاکی کے موضوع پر لکھا گیا یا لکھا جارہا ہے اتنا شاید ہی کسی دوسرے موضوع پر لکھا گیا ہو، اردو ہی کو لیجئے! چھوٹے بڑے کتنے ہی کتابچے آج بھی طہارت کے عنوان ہر جگہ دستیاب ہیں۔

آپ کے ہاتھوں کا یہ رسالہ بھی اسی سلسلۃ الذہب میں شمولیت اور حصول سعادت کی ایک کوشش ہے، جس میں تقریبا تمام اہم مسائل پر براہ راست قرآن وحدیث کے ارشادات کو آسان سہل اور سلیس زبان میں ترجمہ ومختصر تشریح کے ساتھ پیش کرنے کی سعی کی گئی ہے، کہ شاید اللہ کے پیارے حبیب (فداہ ابی وامی) ﷺ کے پاکیزہ ونورانی ارشادات پڑھ کر کسی دل میں سنت پر عمل کا جزبہ موجزن ہوجائے تو راقم آثم اور اس کام میں تعاون کرنے والے بھی الدال علی الخیر کفاعله "نیکی کی طرف رہنمائی کرنے والے اس کے کرنے والے کی طرح ہیں (الحدیث) کی بناء پر گناہوں کی معافی اور اللہ تعالیٰ کے یہاں بخشش کی امید کرسکیں۔

یہ رسالہ دراصل حضرت مولانا مفتی جمال الدین القاسمی شہیدؒ بانی جامعہ تعلیم القرآن مقام شاہ ولی (درگمولہ) کپواڑہ کے شروع فرمودہ فقہی موضوعات کی ترتیب پر

احادیث رسول اکرم ﷺ کو اردو میں ترجمہ و مختصر تشریح کے ساتھ جمع کرنے کی کاوشوں کا ایک حصہ ہے، جس کو حضرت مفتی صاحب ؒ مختصر سے خاکہ کی شکل میں تشنۂ تکمیل چھوڑ کر جان جانِ آفریں کے حوالہ فرما گئے تھے پھر پروردگار نے اپنے خاص کرم سے اس بندہ عاجز کو اس کی تکمیل کی پس دیوار زنداں توفیق عطا فرمادی تھی۔

احباب کے مشورہ سے اس کو چھوٹے چھوٹے کتابچوں کی شکل میں شائع کرنے کا فیصلہ کیا گیا تھا، اس سے پہلے ایک رسالہ ''مریض میت اور وراثت کے احکام'' کے دو ایڈیشن طبع ہو چکے ہیں، اب یہ دوسرا حصہ ''پاکی کے مسائل قرآن وحدیث کی روشنی میں'' آپ کے ہاتھوں میں ہے اللہ پاک اس کو نافع عام بنا کر حضرت مفتی صاحبؒ کے لئے صدقۂ جاریہ اور راقم آثم نیز اس کام میں تعاون کرنے والوں کے لئے مغفرت کا سامان وذخیرۂ آخرت بنادے! امین یارب العالمین

والسلام

فیض الوحید غفرلہ

یکے از خادمان مدرسہ مرکز المعارف بٹھنڈی جموں

# فہرستِ مضامین

# اسلام میں پاکی کا مقام

عَنْ عَائِشَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ اَلْاِسْلَامُ نَظِیْفٌ فَتَنَظَّفُوْا فَاِنَّهُ لَا یَدْخُلُ الْجَنَّةَ اِلَّا نَظِیْفٌ. (رواه الطبرانی)

حضرت عائشہ صدیقہؓ سے روایت ہے وہ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:- اسلام پاک ہے۔لہذا پاک و صاف رہو اس لئے کہ جنت میں وہی داخل ہوگا جو پاک ہو۔ (طبرانی)

اس روایت کے ہم معنٰی بہت سی روایات صحیحہ کتب احادیث میں موجود ہیں۔جس سے واضح ہوتا ہے۔کہ طہارت سے مراد بس وہی طہارت نہیں جو ادائے نماز مسِ مصحف (قران کریم کا چھونا) اور طوافِ کعبہ کے لئے ضروری ہے بلکہ طہارت و پاکی بذاتِ خود بھی اسلام کا ایک اہم شعبہ ہے قران کریم میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔

اِنَّ اللّٰهَ یُحِبُّ التَّوَّابِیْنَ وَ یُحِبُّ الْمُتَطَهِّرِیْنَ. (القران الکریم)

بے شک اللہ تعالیٰ توبہ کرنے والوں کو پسند کرتا ہے۔اور پاکی اختیار کرنے والوں کو پسند کرتا ہے۔ (القرآن)

دنیائے اسلام کی سب سے پہلی مسجد-مسجدِ قبا کے نمازیوں کی قران کریم میں اس لئے تعریف کی گئی کہ وہ پاک رہنے کو پسند کرتے ہیں ارشاد ہے۔

فِیْهِ رِجَالٌ یُحِبُّوْنَ اَنْ یَّتَطَهَّرُوْا وَاللّٰهُ یُحِبُّ الْمُطَّهِّرِیْنَ. (القران الکریم)

اس (مسجد) میں ایسے لوگ رہتے ہیں جو پسند کرتے ہیں کہ پاک رہیں۔اور اللہ تعالیٰ پاک رہنے والوں کو پسند کرتا ہے۔ (القران)

# پاکی ایمان کا جز ہے

عَنْ اَبِیْ مَالِکِ الْاَشْعَرِیِّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَسَلَّمَ اَلطُّهُوْرُ شَطْرُ الْاِیْمَانِ.

حضرت ابو مالک اشعریؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:- طہارت و پاکی ایمان کا جز ہے۔

| | |
|---|---|
| وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ تَمْلَأُ الْمِيزَانَ | اور کلمہ الحمدللہ اعمال کے میزان کو بھر دیتا ہے |
| وَسُبْحَانَ اللّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ | اور سبحان اللہ اور الحمد وللہ زمین اور آسمان کو |
| تَمْلَاٰنِ اَوْ تَمْلَأُ مَا بَيْنَ | بھر دیتے ہیں اور نماز نور ہے اور صدقہ دلیل |
| السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَ | اور برھان ہے صبر اُجالا ہے اور قرآن کریم یا |
| الصَّلٰوةُ نُوْرٌ وَالصَّدَقَةُ | تو تمہارے حق میں دلیل ہے یا تمہارے |
| بُرْهَانٌ وَالصَّبْرُ ضِيَاءٌ | خلاف دلیل ہوگا اور ہر آدمی صبح کرتا ہے پھر |
| وَالْقُرْاٰنُ حُجَّةٌ لَكَ اَوْ | وہ اپنی جان کا سودا کرتا ہے پھر یا تو (خدا |
| عَلَيْكَ وَ كُلُّ النَّاسِ يَغْدُوْ | چاہی زندگی گذار کر) اس سے نجات پاتا ہے |
| فَبَائِعٌ نَفْسَهُ فَمُعْتِقُهَا اَوْ | یا (من چاہی زندگی گذار کر) اپنی جان کو |
| مُوْبِقُهَا. (رواه مسلم) | ہلاک کر ڈالتا ہے۔ (صحیح مسلم) |

یہ حدیث! رسول اللہ ﷺ کی ایک تقریر ہے۔ جسمیں آپ ﷺ نے اسلام کے اہم حقائق بیان فرمائے ہیں۔ مگر یہاں اس حدیث کے صرف پہلے فقرہ اَلطُّهُوْرُ شَطْرُ الْاِيْمَانِ (ترجمہ) طہارت ایمان کا جز ہے سے استدلال مقصود ہے۔ اور اسی جملہ کی وجہ سے اس حدیث کو حدیث کی کتابوں میں پاکی کے بیان میں ذکر کیا جاتا ہے۔ ''شَطْرٌ'' کہتے ہیں نصف کو، آدھے کو جس کا ترجمہ یہ ہوگا کہ پاکی آدھا ایمان ہے۔ ذیل میں ہم ایک دوسری حدیث شریف دے رہے ہیں جسمیں نصف ہی کے الفاظ آئے ہیں مگر محدثین کرام کی اکثریت یہ کہتی ہے کہ اس سے مراد نصف بتانا نہیں! بلکہ یہ بتانا مقصود ہے کہ طہارت و پاکی ایمان کا اہم تریں جز ہے۔ مگر نصف ماننے کی صورت میں بھی ''کہ پاکی آدھا ایمان ہے'' کوئی بعد نہیں، اس لئے کہ اکثر عبادات کا تعلق پاکی سے ہے اگر پاکی نہ ہو تو وہ عبادات حاصل ہی نہ ہوں گی اس طرح آدھی عبادتیں مقبول نہیں ہوں گی حالانکہ یہی چیزیں ایمان کی تکمیل کرتی ہیں گویا کہ اس نے ایمان کے آدھے ارکان پر عمل نہیں کیا۔

عَنْ رَجُلٍ مِنْ بَنِیْ سُلَیْم قَالَ عَدَّ هُنَّ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فِیْ یَدِیْ اَوْ فِیْ یَدِه قَالَ التَّسْبِیْحُ نِصْفُ الْمِیْزَان وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ یَمْلَاُهٗ وَالتَّکْبِیْرُ یَمْلَاُمَا بَیْنَ السَّمَاءِ وَلْاَرْضِ وَالصَّوْمُ نِصْفُ الصَّبْرِ وَالطُّهُوْرُ نِصْفُ الْاِیْمَانِ. (رواہ الترمذی)

بنی سُلیم کے ایک آدمی سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے مندرجہ ذیل باتوں کو میرے ہاتھ پر یا اپنے دستِ مبارک پر گنا اور فرمایا:- سبحان اللہ کہنا آدھے میزانِ عمل کو بھر دیتا ہے الحمدللہ اور اللہ اکبر کہنا زمین وآسمان کے درمیان کو (مکمل) بھر دیتا ہے اور روزہ آدھا صبر ہے اور طہارت آدھا ایمان ہے۔ (ترمذی)

یہی روایت ہے جسمیں طہارت کو آدھا ایمان فرمایا گیا ہے اس سے بخوبی اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ اسلام میں پاکی وطہارت کی اہمیت کیا ہے۔ رسول اللہ ﷺ کو اللہ تعالیٰ کی بڑائی بیان کرنے کے حکم کے ساتھ ہی اپنے کپڑے پاک رکھنے کا حکم دیا گیا ہے۔ جیسا کہ قران کریم میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔ وَ رَبَّکَ فَکَبِّرْ وَ ثِیَابَکَ فَطَهِّرْ. (اور اپنے رب کی کبریائی بیان کیجئے اور اپنے کپڑے پاک رکھئے) (سورہ مدثر)

## قضاء حاجت اور استنجا کے متعلق ہدایات

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ ؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَنَا لَکُمْ مِثْلُ الْوَالِدِ لِوَلَدِهٖ اُعَلِّمُکُمْ اِذَا اَتَیْتُمُ الْغَائِطَ فَلَا تَسْتَقْبِلُ الْقِبْلَةَ وَلَا تَسْتَدْبِرُوْهَا وَ اَمَرَ بِثَلٰثَةِ اَحْجَارٍ وَ نَهٰی عَنِ الرَّوْثِ وَ الرِّمَّةِ وَ نَهٰی

حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:- میں تمہارے لئے ایک والد کے مثل ہوں اپنی اولاد کے (یعنی جسطرح ایک والد کے ذمہ ہے کہ وہ اپنی اولاد کو زندگی کے آداب واصول سکھائے اسی طرح تمہاری تعلیم و تربیت میرا کام ہے) میں تمہیں بتاتا ہوں جب تم قضاء حاجت کے لئے جاؤ تو نہ قبلہ کی طرف پیٹھ کر کے بیٹھو اور نہ قبلہ کی طرف منہ کر کے بیٹھو بلکہ اسطرح بیٹھو کہ قبلہ کی طرف تمہارا نہ منہ ہو نہ پیٹھ! اور آپ ﷺ نے استنجاء

| | |
|---|---|
| اَنْ يَّسْتَطِيْبَ الرَّجُلُ بِيَمِيْنِهٖ (رواه ابن ماجه، والترمذی وابوداود والدارمی) | میں تین پتھر استعمال کرنے کا حکم فرمایا۔اور لید، ہڈی کو استنجا میں استعمال کرنے سے منع فرمایا، اور منع فرمایا کہ آدمی اپنے داہنے ہاتھ سے استنجا کرے۔ (ترمذی، ابن ماجہ وابوداود، درامی) |
| عَنْ اَبِی هُرَيْرَةَؓ قَالَ قَالَ النَّبِیُّ ﷺ اِذَا اَتَی الخَلَاءَ اَتَيْتُهٗ بِمَاءٍ فِیْ تَوْرٍ اَوْ رَكْوَةٍ فَاسْتَنْجٰی ثُمَّ مَسَحَ يَدَهٗ عَلَی الْاَرْضِ ثُمَّ اَتَيْتُهٗ بِاِنَاءٍ اٰخَرَ فَتَوَضَّأَ. (رواه ابوداود) | حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جب بیت الخلا میں استنجے کے لئے تشریف لے جاتے تھے تو میں آپ ﷺ کو پانی کے برتن "تور[۱]" یا "رکوہ[۲]" میں پانی لا کر دیتا اس سے آپ ﷺ طہارت فرماتے تھے پھر اپنا دست مبارک زمین پر ملتے پھر میں پانی کا دوسرا برتن لاتا تھا تو اُس سے آپ ﷺ وضو فرماتے تھے۔ (ابوداود) |
| عَنْ اَبِی هُرَيْرَةَؓ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِتَّقُوْا الَّا عِنَيْنِ قَالُوْا وَمَاالَّا عِنَانِ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ الَّذِی يَتَخَلّٰی فِیْ طَرِيْقِ النَّاسِ اَوْ فِیْ ظِلِّهِمْ. (رواه مسلم) | حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ لعنت کا باعث بننے والی دو باتوں سے بچو صحابہؓ نے عرض کیا: یا رسول اللہ ﷺ! وہ لعنت کا باعث بننے والی دو باتیں کیا ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ایک یہ کہ آدمی لوگوں کے راستہ میں قضاء حاجت کرے دوسری یہ کہ سایہ کی جگہ قضاء حاجت کرے۔ (مسلم شریف) |

---

۱ کانسی یا پتھر سے بنا ہوا برتن ۲ چمڑے کا چھوٹا مشکیزہ۔

ان احادیث بالا سے استنجا کے متعلق یہ ہدا تیں ملتیں ہیں۔

۱:- قضاء حاجت یا استنجا کے وقت نہ قبلہ کی طرف منہ ہو نہ پیٹھ ہو۔(بیت الخلاء بھی اسی اعتبار سے بنوانے چاہیئں علماء نے استنجا یا قضاء حاجت کے وقت قبلہ کی طرف منہ یا پیٹھ کرنے کو مکروہ تحریمی لکھا ہے۔

۲:- کسی گندی چیز۔لید، گوبر وغیرہ سے استنجا نہ کیا جائے۔

۳:- کسی محترم چیز مثلاً کاغذ وغیرہ یا نقصان دہ چیز ہڈی وغیرہ سے استنجا نہ کیا جائے۔

۴:- داہنے ہاتھ سے استنجا نہ کیا جائے، بلکہ ایک راوایت میں تو داہنے ہاتھ سے چھونے کو بھی منع فرمایا گیا ہے فلایاخذ ذکرہ بیمینہ (رواہ مسلم والنسائی)

۵:- پانی کے علاوہ جب ڈھیلے سے استنجا کیا جائے تو کم از کم تین ڈھیلے استعمال کئے جائیں اور اگر ضرورت ہو تو زیادہ بھی استعمال کر سکتے ہیں۔ یہ بات یاد رہے کہ موجودہ دور میں قضاء حاجت کیلئے جو فلش کا انتظام ہے اس میں ڈھیلے استعمال کرنے سے فلش بند ہونے کا خطرہ ہوتا ہے اس لئے فلش میں صرف پانی سے ہی اچھی طرح استنجا کر لیا جائے۔

۶:- ڈھیلے کے علاوہ پانی سے بھی استنجا کیا جاوے جیسا کہ سیدنا حضرت ابو ہریرہؓ نے حضور ﷺ کا اپنا عمل بیان کیا ہے۔ نیز روایت میں ہے جب مسجد قبا کے نمازیوں کی طہارت کیوجہ سے قرآن کریم نے تعریف کی تو آپ ﷺ نے ان سے دریافت فرمایا کہ وہ کونسی پاکی ہے جسکی بنیاد پر تمہاری تعریف کی گئی ہے؟ انہوں نے عرض کیا اور تو کچھ نہیں البتہ ہم ڈھیلے سے صفائی حاصل کرنے کے بعد پانی سے بھی خوب صفائی حاصل کر لیتے ہیں یہ پیچھے تفصیل سے ذکر کیا گیا ہے نیز ابن ماجہ میں حضرت عائشہ صدیقہؓ کی روایت ہے۔

| | |
|---|---|
| كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَغْسِلُ مَقْعَدَهُ ثَلَا ثًا قَالَ ابْنُ عُمَرَ جَرَّبْنَاهُ فَوَجَدْ نَاهُ طَهُوْرًا (ابن ماجه) | رسول اللہ ﷺ اپنے استنجاء کی جگہ کو تین بار دھوتے تھے۔حضرت عبداللہ بن عمرؓ فرماتے ہیں کہ ہم نے اس کا تجربہ کیا تو بہت پاک و صاف کرنے والا پایا۔ (ابن ماجہ) |

۷:-استنجا کے بعد ہاتھ اچھی طرح مٹی یا صابن سے صاف کر لئے جائیں تا کہ بدبو دور ہو جائے

۸:-اگر گھر سے کبھی باہر جنگل وغیرہ میں استنجا کرنے کا اتفاق ہو تو راستہ میں اور سایہ دار یا پھل دار درخت کے نیچے قضاء حاجت نہ کی جائے۔تا کہ کسی کی تکلیف وایذا کا باعث نہ بنے۔ غرض یہ کہ ایسی جگہ تلاش کرنی چاہیۓ جہاں لوگوں کی آمد و رفت نہ ہو اور لوگوں کے لئے کسی طرح بھی باعث تکلیف نہ ہو۔ابوداود شریف کی ایک حدیث میں ایک اور جگہ موارد ''یعنی جہاں لوگ پانی کی غرض سے آتے ہوں'' میں بھی قضاء حاجت سے منع فرمایا گیا ہے۔

۹-ابوداود شریف کی ایک روایت میں سوراخ میں پیشاب کرنے سے بھی سختی کے ساتھ منع فرمایا گیا ہے اس لئے کہ سوراخ میں پیشاب کسی کیڑے مکوڑے کے لئے تکلیف دہ ہوسکتا ہے اور یہ بھی ممکن ہے کہ کوئی موذی جانور اچانک نکل کر کاٹ کھائے۔(۱۰) ایک روایت میں ٹھہرے ہوئے پانی یعنی تالاب وغیرہ میں بھی پیشاب کرنے سے منع فرمایا گیا ہے۔(نسائی)

(۱۱) حضرت عبداللہ ابن مغفلؓ کی ایک روایت میں غسل خانہ وباتھروم میں بھی پیشاب کرنے سے منع فرمایا گیا ہے۔اور وجہ یہ ارشاد فرمائی ہے کہ اس سے شکوک وشبہات کی بیماری لگ جائے گی انسان کو یہ شبہ رہیگا کہ غسل کے پانی کے ساتھ پیشاب کی چھینٹیں ملکر کہیں جسم ناپاک تو نہیں ہو گیا (نسائی)۔غور کیجئے! کس قدر رسول اللہ ﷺ کو امت کی تکلیف کی فکر ہے کچھ اور آداب ہیں جنکو ان کی اہمیت اور امت کی ان سے غفلت کی وجہ سے الگ بیان کیا جاتا ہے۔

## قضاء حاجت واستنجاء کے لئے پردہ کی جگہ کا تلاش کرنا

عَنْ جَابِرٍؓ قَالَ كَانَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ اِذَا اَرَادَالْبَرَازَ اِنْطَلَقَ حَتّٰى لَا يَرَاهُ اَحَدٌ

(رواہ ابوداؤد)

حضرت جابرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب کبھی قضاء حاجت کے لئے باہر تشریف لے جاتے تو آپ ﷺ چلتے رہتے یہاں تک کہ اتنی دور ایسی جگہ پہنچ کر قضاء حاجت فرماتے کہ آپ ﷺ کو بالکل کوئی دیکھ نہ سکتا۔ (سنن ابوداوٗد)

شرم وحیاء ایک ایسا مادہ پروردگار نے انسان میں ودیعت فرمایا ہے جسکا تقاضاء ہے کہ انسان کسی کے سامنے کبھی بے پردہ نہ ہو اور کوئی شریف النفس انسان کبھی یہ برداشت نہیں کرسکتا کہ وہ تمام لوگوں کے سامنے ننگا ہو کر قضاء حاجت و استنجا کے لئے بیٹھ جائے۔ ابوداؤد شریف میں ہی حضرت ابوموسی اشعریؓ سے ایک روایت مروی ہے کہ ایک دن میں حضور ﷺ کے ساتھ تھا آپ ﷺ کو پیشاب کی ضرورت پیش آئی اور آپ ﷺ ایک دیوار کے نیچے نرم اور نشیبی زمین کی طرف تشریف لائے اور وہاں پردہ کی جگہ پیشاب سے فارغ ہو کر فرمایا:- جب تم میں سے کسی کو پیشاب کرنا ہو تو اس کو پہلے اس کے لئے مناسب جگہ تلاش کرنی چاہئے یعنی ایسی جگہ جہاں پردہ کا بھی انتظام ہو اور ایسی نرم جگہ ہو کہ چھینٹیں بھی اُڑ کر جسم پر نہ پڑیں۔ یہی آپ ﷺ کی زندگی کا طرز عمل ہے اور اسی کی اُمت کو بھی تعلیم دیتے رہے۔ (فِداہ ابی وامی)

تنبیہ:- ہمارے یہاں بعض مقامات پر بے پردہ قضاء حاجت یا استنجا کرنے کا رواج ہے۔ اور لوگ اس کو بالکل معمولی سمجھتے ہیں یہ بہت بھاری بلکہ سنگین غلطی ہے اللہ پاک ہمیں دین کی سمجھ عطا فرمائے۔ آپ ﷺ کا یہ مشہور ارشادِ گرامی کتاب الایمان میں گزر چکا ہے۔ اَلْحَیَاءُ شُعْبَۃٌ مِنَ الْاِیْمَانِ یعنی حیاء ایمان کا ایک اہم شعبہ ہے ،، غور کیجئے! جہاں بے پردگی کے ساتھ ایک دوسرے کے سامنے قضاء حاجت یا استنجا کا رواج ہو جائے تو وہاں پر حیاء کہاں باقی رہے گی ابوداؤد شریف کی ایک تفصیلی روایت میں جو کہ سیدّنا حضرت ابو ہریرہؓ سے مروی ہے یہ ارشاد بھی ہے۔

| | |
|---|---|
| وَمَنْ اَتَی الْغَائِطَ فَلْیَسْتَتِرْ فَاِنْ لَّمْ یَجِدْ اِلَّا اَنْ یَّجْمَعَ کَثِیْبًامِّنْ رَمَلٍ فَلْیَسْتَدْبِرْہُ فَاِنَّ الشَّیْطٰنَ یَلْعَبُ بِمَقَاعِدِ بَنِیْ اٰدَمَ | جو شخص قضاء حاجت کے لئے جائے تو اُسے چاہیئے کہ پردہ میں بیٹھے، پس اگر کوئی چیز بھی پردہ کے لئے نہ پائے تو ریت کا ایک ڈھیر ہی جمع کر کے اس کی آڑ میں بیٹھ جائے اسلئے کہ شیطان بنی آدم کی شرم گاہ سے کھیلتا ہے۔ |
| (ابوداؤد) | (ابوداؤد) |

# کھڑے ہوکر پیشاب کرنے کی ممانعت

عَنْ عُمَرَؓ قَالَ رَاٰنِی النَّبِیُّ ﷺ وَاَنَا اَبُوْلُ قَائِمًا فَقَالَ یَا عُمَرُ لَا تَبُلْ قَائِمًا فَمَا بُلْتُ قَائِمًا بَعْدُ، (الترمذی، ابن ماجہ)

امیر المؤمنین حضرت عمرؓ فرماتے ہیں کہ مجھے رسول اللہ ﷺ نے کھڑا ہوکر پیشاب کرتے ہوئے دیکھکر فرمایا کھڑے ہوکر پیشاب مت کرو حضرت عمرؓ فرماتے ہیں اس کے بعد میں نے کبھی کھڑے ہوکر پیشاب نہیں کیا۔ (ترمذی، ابن ماجہ)

جی! یہ تھے سیّدنا حضرت عمرؓ جنہوں نے محبوب خدا ﷺ کے ارشاد گرامی کو کس قدر مضبوطی سے پکڑا۔ اللہ اکبر خدا کرے قیامت تک جو بھی امتی اس ارشاد گرامی کو سنے پھر کھڑے ہو کر کبھی پیشاب نہ کرے اور یہی اس کا حق ہے لیکن اگر کوئی شخص ایسا معذور ہو اس کی ٹانگ میں درد ہو یا اور کوئی تکلیف ہو جسکی وجہ سے پیشاب کیلئے بیٹھنا مشکل ہو جائے تو اس کو کھڑے ہوکر بھی پیشاب کرنا جائز ہے لیکن بچنا ضروری ہے۔ اگر اس طرح پیشاب کرتے ہوئے کپڑے ناپاک ہو گئے تو ان میں نماز نہ ہوگی۔ آجکل جو کھڑے ہوکر پیشاب کرنے کے فلیش بنے ہوئے ہیں ان میں بھی کھڑے ہوکر پیشاب کرنے سے بچنا چاہیے! ہاں عذر ہو تو دوسری بات ہے عذر کی بنا پر حضور ﷺ نے بھی اپنی مبارک زندگی میں ایک مرتبہ کھڑے ہوکر پیشاب فرمایا ہے۔ وہ حدیث شریف بھی دیکھ لیجئے!۔

عَنْ اَبِی حُذَیْفَةَؓ قَالَ اَتَی النَّبِیُّ ﷺ سُبَاطَةَ قَوْمٍ فَبَالَ قَائِمًا (البخاری و مسلم)

حضرت ابو حذیفہؓ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ ایک مرتبہ قوم کے کوڑا کرکٹ ڈالنے کی جگہ تشریف لے گئے اور پھر آپ ؐ نے کھڑے ہوکر پیشاب فرمایا۔ (بخاری و مسلم)

علماء کرام فرماتے ہیں کہ اس کی وجہ یہ تھی کہ آپؐ کے گھٹنا مبارک میں اس وقت تکلیف تھی اور آپ ﷺ بیٹھ نہیں سکتے تھے۔ بلکہ ایک روایت میں اسکی صراحت کی گئی ہے۔(لوجع کان فی مأبضہ )یعنی ایسا اس لئے فرمایا کیوں کہ آپؐ کے گھٹنے مبارک میں درد تھا۔ اور بعض حضرات نے تو بہت عجیب بات فرمائی کہ آپؐ کے گھٹنے میں تکلیف تھی تاہم پھر بھی آپؐ بیٹھنے کو ہی ترجیح دیتے مگر آپ ﷺ نے اس حالت میں کھڑے ہوکر پیشاب کیا تا کہ اگر اُمت میں کسی کو کبھی ایسا عذر لاحق ہو تو اس کے لئے اس عمل کیوجہ سے کھڑے ہوکر پیشاب کرنا جائز ہو جائے۔

## قضاء حاجت کی جگہ جانے کی دُعا

عَنْ زَيْدِ اِبْنِ اَرْقَمَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِنَّ الْحُشُوْشَ مُحْتَضَرَةٌ فَاِذَا اَتٰى اَحَدُ كُمُ الْخَلَاءَ فَلْيَقُلْ اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الْخُبُثِ وَ الْخَبَائِث،

(ابو داؤد ،ابن ماجه)

حضرت زید بن ارقمؓ سے روایت ہے فرمایا رسول اللہ ﷺ نے کہ قضاء حاجت کی جگہوں میں خبیث مخلوق شیاطین رہتے ہیں لہذا تم میں سے کوئی جب بیت الخلا جائے تو اس کو یہ دعا پڑھنی چاہیئے۔ اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الْخُبُثِ وَ الْخَبَائِث( میں اللہ کی پناہ مانگتا ہوں خبیثوں سے اور خبیثنیوں سے (ابن ماجہ وابوداؤد)

## قضاء حاجت سے فارغ ہو تو یہ دعا پڑھے

عَنْ عَائِشَةَؓ قَالَتْ كَانَ النَّبِيُّ ﷺ اِذَا خَرَجَ مِنَ الْخَلَاءِ قَالَ غُفْرَانَكَ.

(الترمذی،ابن ماجه)

حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کا معمول تھا کہ جب بیت الخلاء سے باہر تشریف لاتے تو فرماتے غُفْرَانَكَ (اے اللہ میں تیری مغفرت کا طالبگار رہوں) (ترمذی،ابن ماجہ)

ایک دوسری روایت میں یہ دُعا منقول ہے۔

عَنْ اَبِیْ ذَرٍّ ؓ قَالَ کَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ اِذَا خَرَجَ مِنَ الْخَلَاءِ قَالَ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ اَذْھَبَ عَنِّیْ الْاَذٰی وَ عَافَانِیْ

(النسائی)

حضرت ابو ذر ؓ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ جب بیت الخلاء سے باہر تشریف لاتے تو یہ دُعا پڑھتے اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ اَذْھَبَ عَنِّیْ الْاَذٰی وَ عَافَانِیْ تمام تعریف اس پروردگار کے لئے جس نے مجھ سے گندگی دور فرمائی اور مجھے عافیت نصیب فرمائی۔

(نسائی)

معلوم ہوا کبھی آپ ﷺ وہ دُعا غُفْرَ نَکَ پڑھتے تھے اور کبھی یہ دُعا پڑھا کرتے تھے اور دونوں موقعہ محل کے مناسب ہیں۔ اُمت جسکو چاہے اختیار کرے یا دونوں ہی کرے جیسا کہ بعض کُتبِ دُعا میں آیا ہے۔ غُفْرَانَکَ الحمدللہ الخ. حدیث کی کتابوں میں استنجا کے بیان میں ایک ادب یہ بھی بیان ہوا ہے کہ پیشاب کرنے والوں کو سلام نہ کیا جائے۔ حضرت ابنِ عمرؓ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے رحمتِ عالم ﷺ کو سلام کیا جب کہ آپ ﷺ پیشاب فرما رہے تھے آپ ﷺ نے جواب نہیں دیا (نسائی شریف وغیرہ) ایک دوسری روایت میں یہ بھی ہے کہ پھر آپ ﷺ نے وضو فرمانے کہ بعد ان صاحب کے سلام کا جواب فرمایا تھا (نسائی شریف)

پروردگار کی کروڑوں رحمتیں ہوں اس شفیق و مربی و معلم آقا پر جس نے امت کو قضاء حاجت و استنجا تک کے آداب بتا دیئے (فِداہُ اَبِی و اُمِّیْ)

# وضو

## وضو اور اس کی برکتیں:-

عَنْ عُثْمَانَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ ﷺ مَنْ تَوَضَّأَ فَاَحسَنَ الْوُضُوْءَ خَرَجَتْ خَطَایَاہُ مِنْ جَسَدِہٖ حَتّٰی تَخْرُجَ مِنْ تَحْتِ اَظْفَارِہٖ

(البخاری، مسلم)

حضرت عثمانؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:- جس نے وضو کیا اور سنت طریقہ کے مطابق بہت اچھی طرح وضو کیا تو اس کے سارے گناہ اس کے جسم سے نکل جاتے ہیں۔ یہاں تک کہ اس کے ناخنوں کے نیچے سے بھی نکل جائیں گے۔

(بخاری و مسلم)

یعنی جو شخص ظاہری پاکیزگی حاصل کرنے کیلئے رسول اللہ ﷺ کے بتائے ہوئے طریقے کے مطابق اچھی طرح وضو کرتا ہے تو اس وضو سے صرف اس کے ظاہری اعضا ہی پاک و صاف نہیں ہوتے اور بدن کی میل کچیل ہی دور نہیں ہوتی بلکہ اس وضو کی برکت سے اُس کے جسم سے تمام گناہوں کی گندگی بھی دور ہو جائیگی اور یہ شخص حدث سے پاک ہونے کے ساتھ ساتھ گناہوں سے بھی پاک ہو جائے گا۔

عَنْ عُثْمَانَؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ لَا یَسْبَغُ عَبْدٌ الْوُضُوْءَ اِلَّا غُفِرَلَہٗ مَاتَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِہٖ وَمَا تَاَخَّرَ (النسائی)

حضرت عثمانؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: نہیں مکمل کرتا ہے کوئی بندہ وضو کو مگر اس کے اگلے پچھلے گناہ معاف کر دیئے جاتے ہیں۔ (نسائی)

انتباہ:- ایسے تمام مقامات پر گناہوں کی معافی سے مراد علماء کرام نے صغیرہ گناہ لیئے ہیں رہے کبیرہ تو وہ بغیر توبہ کے معاف نہیں ہوتے۔

## قیامت میں اعضاءِ وضو کا روشن ہونا:-

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ ؓ قَالَ قَالَ رَسُـــــوْلُ اللهِ ﷺ اِنَّ اُمَّتِــیْ یُــدْعَــوْنَ یَــوْمَ الْقِیَامَةِ غُرًّا مُّحَجَّلِیْنَ مِنْ اٰثَـــارِ الْـوُضُـوْءِ فَـمَـنِ اسْتَـطَـاعَ مِنْكُمْ اَنْ یُّطِیْلَ غُرَّتَهٗ فَلْیَفْعَلْ (البخاری ومسلم)

حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:- میرے امتی قیامت کے دن اس حال میں بلائے جائیں گے کہ وضو کے اثر سے ان کے چہرے ہاتھ اور پاؤں چمک رہے ہوں گے۔ پس جو شخص تم میں سے اپنی روشنی اور نورانیت بڑھا سکے، مکمل کر سکے، اس کو ضرور ایسا کرنا چاہیئے۔ (بخاری ومسلم)

یہ حدیث اور اس طرح کی متعدد احادیث کا علماء کرام یہ مطلب بتاتے ہیں کہ وضو کا ایک ظاہری اثر ہے کہ اس سے اعضاء وضو دُنیا میں پاک وصاف رہتے ہیں لیکن ایک باطنی اثر ہے جو قیامت کو ظاہر ہوگا اور وہ یہ کہ وضو کی وجہ سے چہرے، ہاتھ اور پاؤں تمام اعضاءِ وضو اسطرح روشن اور چمکدار ہو جائیں گے کہ وہ اس امت کا نشانِ امتیازی بن جائے گا پھر جسکا وضو جتنا سنت کے مطابق کامل ومکمل ہوگا اس کی روشنی وتابانی بھی اتنی زیادہ ہوگی۔
لہٰذا جو شخص قیامت کے دن اپنی نورانیت مکمل دیکھنا چاہتا ہے وہ دُنیا میں وضو کو کامل کرنے کی فکر کرے، اس کے آداب وسنن کی رعایت کرے۔

## وضو کا اہتمام ایمان کی نشانی ہے

عَـنْ ثَوْبَانَ ؓ قَالَ قَالَ رَسُـــــوْلُ اللهِ ﷺ اِسْتَقِیْمُوْا وَلَنْ

حضرت ثوبانؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:- ٹھیک ٹھیک چلو۔ صراطِ مستقیم پر قائم رہو لیکن یہ استقامت بہت مشکل ہے تم اس پر پورا پورا

تَحْصُوْا وَاعْلَمُوْا اَنَّ خَيْرَاَعْمَالِكُمُ الصَّلٰوةُ وَلَا يُحَافِظُ عَلَى الْوُضُوْءِ اِلَّا مُؤْمِنٌ. (الامام مالک و ابن ماجه)

قابونہیں پاسکو گے۔لہذا اپنے آپ کو ہمیشہ قصوروار سمجھتے رہو۔ اور خوب جان لو کہ تمہارے سارے اعمال میں سب سے بہتر نماز ہے۔اس لئے اس کا سب سے زیادہ اہتمام کرو۔اور وضو کی پوری پوری محافظت تو بس بندۂ مؤمن ہی کرتا ہے۔ (موطاامام ملک وابن ماجہ)

وضو کی نگہداشت کی تشریح میں علماء کرام نے دو چیزیں بیان کی ہیں۔(۱)وضو جب بھی کیا جائے آداب وسنت کی رعایت کر کے کامل ومکمل کیا جائے۔(۲) ہمیشہ باوضو رہنے کی کوشش کی جائے۔

## نماز کیلئے وضو کا حکم:۔

نماز پروردگار سے مناجات ومخاطبت کا ایک خاص الخاص طریقہ ہے اُس کیلئے جگہ کی طہارت اور کپڑوں کی پاکیزگی کے ساتھ بدن کا بھی طاہر ہونا ایک لازمی شرط ہے دربار الٰہی کی اس خاص حاضری کے موقع پر وضو فرض ہے بغیر وضو ہرگز ہرگز نماز قبول نہیں ہوگی۔ بلکہ عملاً ایسی بے ادبی کرنے والے کا ایمان خطرہ میں پڑ جائیگا اس سلسلہ کے رسول اللہ ﷺ کے چند ارشادات پڑھیئے۔

عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ ؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ لَا تُقْبَلُ صَلٰوةُ مَنْ اَحْدَثَ حَتّٰى يَتَوَضَّأَ (البخاری ومسلم)

حضرت ابوہریرہ ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:۔جس شخص کا وضو نہیں ہے اس کی نماز اس وقت تک قبول نہیں ہوگی جب تک وہ وضو نہ کرے۔(بخاری ومسلم)

عَنِ ابْنِ عُمَرَ ؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ لَا تُقْبَلُ

حضرت ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کوئی نماز بغیر طہارت کے قبول نہیں ہوسکتی اور

صَلٰوۃٌ بِغَیْرِ طُھُوْرٍ وَّلَا صَدَ قَۃٌ مِنْ غُلُوْلٍ. (مسلم)

کوئی ایسا صدقہ قبول نہیں ہوسکتا جو ناجائز طریقہ سے حاصل کردہ مال سے کیا جائے۔ (مسلم)

عَنْ جَابِرٍؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ مِفْتَاحُ الْجَنَّۃِ الصَّلٰوۃُ وَمِفْتَاحُ الصَّلٰوۃِ الطُّھُوْرُ (مسنداحمد)

حضرت جابرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:- جنت کی کنجی نماز ہے اور نماز کی کنجی طہور (وضو) ہے (مسنداحمد)

یہاں پر رسول اللہ ﷺ نے ایک مثال کے ذریعہ سمجھایا کہ جنت کا دروازہ بند ہے۔ جو بغیر نماز کے نہیں کھلتا اسی طرح نماز کا بھی بغیر وضو افتتاح ہی نہیں ہوسکتا چہ جائے کہ بغیر وضو جائز ہو۔

## وضو کے فرائض:-

وضو کے فرضوں سے مراد ان اعضاء کا دھونا ہے جن میں سے اگر ایک عضو بلکہ کسی عضو کا ایک بال برابر حصہ بھی دھونے سے رہ جائے تو وضو نہیں ہوتا۔ وضو میں چار چیزیں فرض ہیں جنکا ذکر خود قرآنِ کریم نے ان الفاظ میں کیا ہے۔

یٰاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا اِذَا قُمْتُمْ اِلَی الصَّلٰوۃِ فَاغْسِلُوْا وُجُوْ ھَکُمْ وَ اَیْدِیَکُمْ اِلَی الْمَرَافِقِ وَ امْسَحُوْ بِرُءُ وْ سِکُمْ وَ اَرْجُلَکُمْ اِلَی الْکَعْبَیْنِ (القرآن)

اے ایمان والو! جب تم نماز کیلئے کھڑے ہوں (یعنی ارادہ کرو) تو تم دھولو اپنے چہرے اور اپنے ہاتھوں کو کہنیوں سمیت اور اپنے سروں کا مسح کر لو۔ اور اپنے پاؤں کو دھولو ٹخنوں تک۔ (القران)

یہ چار چیزیں (یعنی (۱) چہرہ کا دھونا (۲) دونوں ہاتھ کہنیوں سمیت دھونا (۳) سر کا مسح کرنا (۴) دونوں پاؤں ٹخنوں سمیت دھونا) یہ تو سب کے نزدیک فرض ہیں بعض ائمہ کرام کے نزدیک اس کے علاوہ نیت کرنا، کلی کرنا، ناک میں پانی ڈالنا، وضو سے پہلے بسم اللہ پڑھنا، ترتیب سے وضو کرنا، اعضاء وضو کو مل کر دھونا اور پے در پے وضو کرنا بھی فرض ہے۔

احناف کے نزدیک یہ تمام چیزیں سنت ہیں جن کے بغیر وضو ہو تو جائے گا لیکن سنت کے خلاف ہوگا اور احتیاط اسی میں ہے کہ ان سب کی رعایت کی جائے۔

## چوتھائی سر کا مسح:-

البتہ حنفیہ کے نزدیک مسح میں صرف چوتھائی سر کا مسح فرض ہے اور امام شافعیؒ کے نزدیک صرف اتنا حصہ جس پر چار انگلیاں آجائیں اور امام مالکؒ اور امام احمد بن حنبلؒ کے نزدیک تمام سر کا مسح فرض ہے سب حضرات نے قرآن وحدیث سے ہی استدلال کیا ہے حنفیہ کی دلیل ذیل کی احادیث ہیں۔لیکن تمام سر کے مسح کے اعلیٰ وافضل اور سنت ہونے میں سب کا اتفاق ہے۔

عَنْ اَنَسٍؓ قَالَ رَأَيْتُ رَسُوْلَ اللهِ ﷺ وَعَلَيْهِ عِمَامَةٌ قُطْرِيَّةٌ فَاَدْخَلَ يَدَهُ مِنْ تَحْتِ الْعِمَامَةِ فَمَسَحَ مُقَدَّمَ رَأْسِهٖ وَلَمْ يَنْقُضِ الْعِمَامَةَ.

(رواه ابن ماجه)

حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو جب کہ آپ ﷺ کے سر مبارک پر ایک قطری عمامہ تھا دیکھا تو آپ ﷺ نے اپنا دستِ مبارک عمامہ کے نیچے ڈال کر کے اگلے حصّہ کا مسح فرمایا۔مگر عمامہ شریف نہیں کھولا۔

(ابن ماجہ)

اس روایت سے معلوم ہوا کہ سر کے اگلے حصّہ کا مسح کیا ذیل کی حضرت مغیرہ ابن شعبہؓ کی روایت سے اس اگلے حصہ کی مقدار معلوم ہوتی ہے حضرت مغیرہ ابن شعبہؓ نے آپ ﷺ کا وضو بیان کیا اور جب سر کے مسح کا ذکر آیا تو یہ فرمایا:- **وَ مَسَحَ بِنَا صِيَتِهٖ وَعَلَى الْعِمَا مَةِ** (رواه مسلم) ترجمہ:-اور آپ ﷺ نے مسح فرمایا پیشانی پر اور عمامہ پر۔

یہاں آپ ﷺ کا یہ عمل منقول ہے کہ آپ ﷺ نے پیشانی پر مسح فرمایا۔علماء کرام فرماتے ہیں کہ پیشانی تو وضو میں دھونے کا مقام ہے نہ کہ مسح کرنے کا اس سے مراد یہ ہے کے پیشانی کی بقدر سر پر مسح فرمایا اور وہ چوتھائی سر ہی بنتا ہے لیکن مکمل سر کا مسح کرنا بہر حال سب کے نزدیک افضل وسنت ہے۔

## پاؤں کا اہتمام سے دھونا:-

وضو میں پاؤں کو اہتمام سے دھونا چاہئے کہ کوئی جگہ خشک نہ رہ جائے رسول اللہ ﷺ نے پاؤں کے دھونے پر بطورِ خاص تنبیہ فرمائی ہے۔

عَنْ عَبْدِاللّٰهِ ابْنِ عُمَرَؓ قَالَ تَخَلَّفَ عَنَّا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فِیْ سَفَرٍ فَاَدْرَکْنَا وَقَدْاَرْهَقْنَا الْعَصْرَ فَجَعَلْنَا نَتَوَضَّأُ وَ نَمْسَحُ عَلٰی اَرْجُلِنَا قَالَ فَنَادٰی بِاَعْلٰی صَوْتِهٖ وَیْلٌ لِّلْاَعْقَابِ مِنَ النَّارِ مَرَّتَیْنِ اَوْ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ.

(رواہ مسلم)

حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ ایک سفر میں حضور ﷺ ہم سے پیچھے رہ گئے پھر آپ ﷺ کچھ دیر بعد ہمارے ساتھ مل گئے مگر اس کی وجہ سے ہمیں عصر کی نماز میں دیر ہوگئی۔ تو ہم جلدی جلدی وضو کرنے لگے اور جلدی میں پاؤں پر مسح کرنے لگے یعنی جلدی کی وجہ سے تھوڑا تھوڑا پانی ڈالا۔ جس سے ایڑیاں خشک رہیں۔ تو آپ ﷺ نے بلند آواز سے دو مرتبہ یا تین مرتبہ فرمایا۔ ایڑیوں کو آگ سے تباہی ہو یعنی ان کو مکمل طور پر دھوو مسح نہ کرو۔

(مسلم)

عَنْ عَبْدِاللّٰهِ ابْنِ عُمَرَؓ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ رَاٰی قَوْمًا وَ اَعْقَابُهُمْ تَلُوْحُ فَقَالَ وَیْلٌ لِّلْاَعْقَابِ اَسْبِغُوا الْوُضُوْءَ

(رواہ ابوداؤد)

حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے کچھ لوگوں کو دیکھا جنکی ایڑیاں وضو میں خشک رہنے کی وجہ سے چمک رہی تھیں تو آپ ﷺ نے فرمایا:- ایڑیوں والوں کے لئے ہلاکت ہے۔ وضو مکمل طور پر کرو۔

(ابوداؤد)

یعنی وضو میں اگر ایڑیاں خشک رہ جائیں تو وضو نہیں ہوگا اور ایڑیاں جہنم میں جائیں گی۔اس لئے صحیح طریقہ سے وضو کامل و مکمل کرو۔تمام امت کا اس بات پر اتفاق ہے کہ وضو میں پاؤں کو خاصطور سے اچھی طرح مل کر مکمل طور پر دھونا چاہیئے۔

## وضو کرنے کا سنت طریقہ

عَنْ عَبْدِ خَيْرٍؒ قَالَ اَتَا نَا عَلِيٌّؓ وَ قَدْ صَلّٰى فَدَ عَا بِطُهُوْرٍ فَقُلْنَا مَا يَصْنَعُ بِالطُّهُوْرِ وَقَدْ صَلّٰى مَا يُرِيْدُ اِلَّا لِيَعَلِّمُنَا فَاُتِيَ بِاِنَاءٍ فِيْهِ مَاءٌ وَطَسْتٍ فَاَفْرَغَ مِنَ الْاِنَاءِ عَلٰى يَمِيْنِهٖ فَغَسَلَ يَدَيْهِ ثَلاثًا ثُمَّ تَمَضْمَضَ وَاسْتَنْثَرَ ثَلاثًا فَمَضْمَضَ وَنَثَرَ مِنَ الْكَفِّ الَّذِيْ يَأْخُذُفِيْهِ ثَمَّ غَسَلَ وَجْهَهٗ ثَلٰثًا وَغَسَلَ يَدَهٗ الْيُمْنٰى ثَلٰثًا وَيَدَهُ الشِّمَالِ ثَلٰثًا ثُمَّ جَعَلَ يَدَهٗ فِي الْاِنَاءِ فَمَسَحَ

حضرت عبد خیرؒ سے روایت ہے کہ ہمارے پاس حضرت علیؓ تشریف لائے جبکہ وہ نماز پڑھ چکے تھے پھر بھی انہوں نے وضو کے لئے پانی مانگا ہم نے کہا نماز تو پڑھ چکے ہیں پھر وضو کے پانی کو کیا کریں گے؟ شاید ہمیں وضو کا طریقہ سکھانا چاہتے ہیں چنانچہ ایک برتن میں پانی اور ایک طشت لایا گیا۔تو آپ نے پہلے برتن سے پانی دھانے ہاتھ پر ڈالا اور دونوں ہاتھ تین تین بار دھوئے پھر تین بار کلی کی۔پھر تین بار ناک مین پانی ڈالا ورناک میں پانی اسی چلو سے ڈالا جس میں پانی لیتے ہیں (اس کا مطلب اکثر حضرات یہ کرتے ہیں کہ ایک ہی چلو سے کلی کی اور ناک میں پانی ڈالا) پھر تین بار چہرہ دھویا پھر تین بار دایاں ہاتھ دھویا

| | |
|---|---|
| بِرَأسِهِ مَرَّةً وَّاحِدَةً ثُمَّ غَسَلَ رِجْلَهُ الْيُمْنٰى ثَلٰثاً وَرِجْلَهُ الْيُسْرٰى ثَلَثاً ثُمَّ قَالَ مَنْ سَرَّهُ اَن يَّعْلَمَ وَضُوْءَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَهُوَ هٰذَا.(ابو دؤاد وغیرہ من اصحاب السنن) | اور تین بار بائیں ہاتھ دھویا پھر ہاتھ بھگو کر ایک بار تمام سر کا مسح کیا پھر تین بار دائیں پاؤں دھویا اور تین ہی بار بائیں پاؤں دھویا۔اس کے بعد فرمایا جس کو یہ خواہش ہو کہ وہ حضور ﷺ کا وضو دیکھنا چاہے تو وہ یہی ہے۔(ابوداؤد) |

اس مضمون کی بے شمار احادیث دوسرے صحابہ کرام سے حدیث کی کتابوں میں بیان کی گئی ہیں سب سے آپ ﷺ کے وضو کا یہی طریقہ معلوم ہوتا ہے یہاں کانوں کے مسح کا ذکر نہیں ہے چونکہ وہ سر کے مسح کے ساتھ ہی آ گیا دوسری روایت میں اسکا بھی ذکر ہے تاہم ہر عضو کو تین تین بار دھونا صحیح سنت کا طریقہ ہے مگر کبھی کبھی رسول ﷺ نے امت کو یہ بتانے کے لئے کہ ہر عضو کو ایک مرتبہ دھونے سے بھی وضو ہو جاتا ہے ایک مرتبہ بھی دھویا ہے۔جیسا کہ اس روایت سے معلوم ہوتا ہے۔

| | |
|---|---|
| عَنْ اِبْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ تَوَضَّأَ وَاحِدَةً فَتِلْكَ وَظِيْفَةُ الْوُضُوْءِ الَّتِيْ لَابُدَّ مِنْهَا وَمَنْ تَوَضَّأَ اِثْنَتَيْنِ فَلَهُ كِفْلَانِ وَمَنْ تَوَضَّأَ ثَلٰثاً فَذَالِكَ وُضُوْئِي وَ | حضرت ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ رسول ﷺ نے فرمایا جس نے وضو کیا صرف ایک بار (یعنی ایسا وضو جس میں وضو کے اعضاً کو صرف ایک بار ہی دھویا) تو یہ وضو کا وہ درجہ ہے کہ جس کے بغیر کوئی چارہ ہی نہیں ہے (اور اسکے بغیر وضو ہوتا ہی نہیں ہے) اور جو وضو کرے دو/۲ دو/۲ مرتبہ، (یعنی اعضاؤ ضو کو دو مرتبہ دھوئے) تو اُسکو ایک مرتبہ دھونے والے کے مقابلے میں دو/۲ حصہ ثواب ملے گا اور جس نے وضو کیا تین تین بار |

ضُوْءُ الْاَنْبِیاَءِ مَنْ قَبْلِیْ، تو وہ میرا وضو ہے اور مجھ سے پہلے انبیاء کرام کا وضو ہے۔ (مسند احمد) (رواہ احمد)

یعنی تمام انبیاءؑ کی سنت یہی ہے کہ وضو کے اعضاء کو تین تین مرتبہ دھویا جائے یہ تو آپ ﷺ کا ارشاد ہے ایک دوسری حدیث کہ مطابق آپ ﷺ نے ایسا کر کے بھی دکھایا ہے۔

## وضو کی سنتیں اور اس کے مستحبات :-

وضو میں فرض تو یہی چار چیزیں ہیں جن میں سے اگر کوئی ذرہ برابر بھی چھوٹ جائے تو وضو نہیں ہوگا مگر ان چار چیزوں کے علاوہ کچھ اور چیزیں ہیں جن کا رسول اللہ ﷺ وضو میں اہتمام فرماتے تھے اور دوسروں کو کرنے کیلئے بھی ترغیب دیتے تھے ان میں سے جنکی زیادہ تاکید ہے اُنکو سنن وضو اور جنکی کم تاکید ہے اُنکو وضو کے مستحبات یا آداب وضو کہتے ہیں۔

مثلاً :-نیت کرنا،بسم اللہ پڑھنا، دونوں ہاتھوں کو پہلے تین تین بار گٹوں تک دھونا، مسواک کرنا، کلی کرنا، ناک میں پانی ڈالنا، داڑھی کا اور ہاتھ اور پاؤں کی انگلیوں کا خلال کرنا، ہر عضو کو تین بار دھونا، تمام سر کا مسح کرنا، کانوں کا مسح کرنا ترتیب سے وضو کرنا، پے در پے وضو کرنا، دائیں طرف سے شروع کرنا، بےضرورت پانی نہ بہانا، وضو کے بعد تولیہ سے جسم خشک کرنا، وضو کے بعد مسنون دُعا پڑھنا۔

### (۱) نیت کرنا :-

وضو کی سنتوں میں اہم سنت ہے یعنی اگر کوئی شخص وضو کے ارادے کے بغیر اعضاء کو دھولے اس صورت میں وضو تو ہو جائگا اور اس وضو سے نماز بھی ادا کرسکتا ہے مگر اس وضو کا ثواب نہیں ملے گا حضور ﷺ کا مشہور ارشاد ہے جو امیر المومنین حضرت عمرؓ اور حضرت ابو ہریرہؓ و دیگر صحابہ کرام سے بخاری و مسلم کے حوالے سے کتاب الایمان میں گذر چکا ہے۔

(اِنَّمَا الْاَعْمَالُ بِالنِّیَّاتِ) تمام اعمال کا دارومدار نیت پر ہے۔

(یعنی ثواب تب ہی ملے گا جب عمل کا ارادہ ہوگا)۔

## (۲) بسم اللہ پڑھنا:-

عَـن سَـعِيـدِ ابـنِ زيـدٍ رَضِـیَ اللّٰہُ عَـنْـهُ قَـالَ قَـالَ رَسُـوْلُ اللّٰہِ ﷺ لاوَضُـوْءَ لِـمَـنْ لَّـمْ يَـذْكُـرِاسْـمَ اللّٰہِ عَـلَيْـهِ،

(رواه الترمذی وابن ماجة)

حضرت سعید بن زیدؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جس شخص نے اللہ کا نام لئے بغیر ہی وضو کیا اس کا وضو نہیں۔

(ترمذی۔ابن ماجہ)

بغیر بسم اللہ کے وضو نہیں ہے سے مراد علماء کرام نے یہی لیا ہے کہ اس کا وضو کامل نہیں بلکہ ناقص ہے جیسا کہ حضرت ابو ہریرۃؓ، ابن مسعودؓ اور ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا جسنے بسم اللہ پڑھ کر وضو کیا تو یہ وضو اسکے سارے جسم کیلئے طہارت ہے اور جو کوئی وضو کرے اور بسم اللہ نہ پڑھے تو یہ وضو صرف اس کے اعضاء کو دھوتا ہے (دار قطنی) یعنی وضو تو ہو جاتا ہے مگر ناقص ہوتا ہے یعنی وضو کے اس عمل پر ثواب نہیں ملیگا البتہ طہارت حاصل ہو جائیگی اور اس سے عبادت ادا کرسکتا ہے۔

## پہلے تین بار ہاتھ دھو لینا:-

عَـنْ اَبِـیْ هُـرَيْـرَةَؓ اَنَّ النَّبِیَّ قَـالَ اِذَاسْتَيْقَظَ اَحَدُكُمْ مِنْ نَـوْمِـه فَلَايَـغْـمِـسَنَّ يَدَه' فِی الْاِنَـاءِ حَتّٰـی يَـغْسِـلَهـاَ ثَلٰثاً فَاِنَّهٗ لَا يَدْرِیْ اَيْنَ بَاتَتْ يَدُهٗ

حضرت ابو ہریرۃؓ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا:-جب تم میں سے کوئی آدمی بیدار ہو تو ہرگز اپنا ہاتھ برتن میں نہ ڈالے یہاں تک کہ اُس کو تین مرتبہ دھوئے اس لئے کہ وہ نہیں جانتا کہ اُسکے ہاتھ نے

(رواہ البخاری ومسلم وابو داؤد) رات کہاں گزاری یعنی اسکا ہاتھ سوتے ہوئے کسی ناپاک جگہ لگ کر ناپاک ہوگیا ہو۔
(مسلم، بخاری، ابوداؤد)

## (۴،۵) تین بار کلی کرنا اور ناک میں پانی ڈالنا:-

عَنْ عَبْدِ اللہِ ابْنِ زَیْدٍؓ قَالَ قِیْلَ لَہٗ تَوَضَّاءُ لَنَا وُضُوْءَ رَسُوْلِ اللہِ ﷺ فَدَعَا بِاِنَاءٍ فَاَکْفَاءَ مِنْہُ عَلٰی یَدَیْہِ فَغَسَلَھُمَا ثَلَاثًا ثُمَّ اَدْخَلَ یَدَہٗ فَاسْتَخْرَجَھَا فَمَضْمَضَ وَاسْتَنْشَقَ ثَلَاثًا الخ. (رواہ مسلم)

حضرت عبداللہ ابن زیدؓ سے لوگوں نے کہا کہ آپ ہمیں حضور ﷺ کیطرح وضوکر کے بتایئے! انھوں نے پانی کا ایک برتن منگوایا پھر اسکو جھکا کر پانی لیا اور تین بار دونوں ہاتھوں کو دھویا پھر ہاتھ برتن کے اندر ڈال کر پانی لیا اور تین بار کلی کی اور تین بار ناک میں پانی ڈالا (اسطرح وضو کر کے آخر میں فرمایا یہ ہے آپ ﷺ کا وضو۔ (مسلم)

## (۶) مسواک:-

عَنْ عَائِشَۃَؓ قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللہِ ﷺ اَلسِّوَاکُ مَطْھَرَۃٌ لِلْفَمِ وَمَرْضَاۃٌ لِلرَّبِ (رواہ البخاری واحمد)

حضرت عائشہ صدیقہؓ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا:- کہ مسواک منہ کو بہت زیادہ صاف اور اللہ تعالیٰ کو بہت زیادہ خوش کرنے والی ہے۔ (بخاری، احمد)

احادیث میں مسواک کی بہت زیادہ تاکید ہے وضو کی سنتوں میں اتنی اور کسی سنت کی تاکید نہیں ہے شاید اس لئے کہ امت کے اس میں غفلت کرنے کا آپ ﷺ کو خوف تھا آپ ﷺ خود اپنے بارے میں فرماتے ہیں کہ حضرت جبرئیلؑ جب بھی میرے پاس آتے

ہیں مجھے مسواک کرنے کی اتنی تاکید کرتے ہیں کہ مجھے ڈر ہے کہ کہیں میں مسواک کرتے کرتے منہ کا اگلا حصہ ہی گھس نہ ڈالوں۔ (مسند احمد)

## (۷) داڑھی کا خلال کرنا:-

عَنْ اَنَسٍؓ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ اِذَا اِتَوَضَّأَ اَخَذَ كَفًّا مِّنْ مَاءٍ فَاَدْخَلَهٗ تَحْتَ حَنَكِهٖ فَخَلَّلَ بِهٖ لِحْيَتَهٗ وَقَالَ هٰكَذَا اَمَرَنِيْ رَبِّيْ. (ابو داؤد)

حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ کا معمول تھا کہ جب آپؐ وضو فرماتے تو ایک چلو پانی لے کر ٹھوڑی کے نیچے سے داڑھی مبارک میں پہنچاتے اور خلال فرماتے (یعنی ہاتھ کی انگلیوں کے ذریعہ پانی اندر پہونچاتے) اور فرماتے میرے رب نے مجھے اسی طرح حکم دیا ہے۔ (ابوداؤد)

جب داڑھی ہلکی ہو تو پھر اس کی جڑوں میں پانی پہونچانا ضروری ہے لیکن جب داڑھی گھنی ہو تو بالوں سے متصل حصے کو دھوئیں اور ٹھوڑی کے نیچے کے حصے کا خلال کریں (وفیہ اقوال غیرہ)

## (۸) ہاتھ پاؤں کی انگلیوں کا خلال کرنا:-

عَنْ لَقِيْطِ ابْنِ صَبْرَةَ قُلْتُ يَا رُسُوْلَ اللّٰہِ اَخْبِرْنِيْ عَنِ الْوُضُوْءِ قَالَ اَسْبِغِ الْوُضُوْءَ وَخَلِّلْ بَيْنَ الْاَصَابِعِ. (ابوداؤد والترمذی والنسائی)

حضرت لقیط بن صبرہؓ سے روایت ہے کہ میں نے حضور ﷺ سے عرض کیا کہ مجھے وضو کے بارے میں بتائے (یعنی وہ چیزیں جسکا مجھے خاص طور سے اہتمام کرنا چاہئے تو آپ ﷺ نے فرمایا: وضو اچھی طرح اور کامل طریقہ سے کیا کرو اور انگلیوں کے درمیان خلال کیا کرو۔ (ابوداؤد، ترمذی، نسائی)

یہ ایک طویل حدیث کا ٹکڑا ہے اس میں اور باتوں کے علاوہ انگلیوں کے خلال کرنے کے لئے خاص طور سے فرمایا گیا ہے پاؤں کی انگلیوں کا خلال اسطرح کیا جائے کہ ہاتھ کی سب سے چھوٹی انگلی یعنی چھنگلیا کو پاؤں کی انگلیوں میں ڈال کر خوب ملے آپ ﷺ کا یہی طریقہ بیان ہوا ہے اور ہاتھ کی انگلیوں کا خلال ایک ہاتھ کی انگلیاں دوسرے ہاتھ میں ڈالکر کرے

## (۹) ہر عضو کو تین تین بار دھونا:-

یہ بھی سنت ہے جیسا کہ پیچھے گذرا ہے صرف سر کا مسح ایک بار سنت ہے۔

## (۱۰) داہنے طرف سے شروع کرنا:-

عَنْ اَبِـى هُرَيْرَةَؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِذَالَبِسْتُم وَ اِذَاتَوَضَّأْتُمْ فَابْدَأُوْ بِمَيَا مِنِكُمْ. (رواه احمد)

حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:- جب تم لباس پہنو اور جب تم وضو کرو تو اپنے ہر عضو کو داھنے طرف سے شروع کرو۔ (مسند احمد)

یہ صرف لباس اور وضو کے ساتھ خاص نہیں بلکہ دوسری روایت سے ثابت ہے کہ آپ ﷺ ہر اچھے کام کی ابتدا دائیں طرف سے کرتے تھے یہاں تک کہ کنگھا کرنے میں اور جوتا و موزہ پہننے میں بھی۔

## (۱۱) ایک بار تمام سر کا مسح، اور مسح کا سنت طریقہ:-

عَـنْ مَعَـاوِيَةَ اَنَّـهٗ اَرَاهُـمْ وُضُـوْءَ رَسُـوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَلَمَّا بَلَغَ مَسْحَ رَأْسِهٖ وَضَعَ كَفَّيْهِ عَلٰى

حضرت معاویہؓ سے روایت ہے کہ انہوں نے ایک مرتبہ لوگوں کو حضور ﷺ کے وضو کرنے کا طریقہ دکھایا تو وہ جب سر کے مسح پر پہونچے تو اپنی دونوں ہتھیلیوں کو سر کے اگلے حصہ پر رکھا

| | |
|---|---|
| مُقَدَّمِ رَأْسِهٖ ثُمَّ مَرَّبِهِمَا حَتّٰی بَلَغَ الْقَفَا ثُمَّ رَدَّهُمَا حَتّٰی بَلَغَ الْمَكَانَ الَّذِیْ مِنْهُ بَدَأَ. (معانی الاثار) | اور پھر اُنکو پیچھے کی طرف کھینچا یہاں تک کہ گُدی (گردن) پر پہنچ گئے پھر لوٹایا ان کو یہاں تک کہ اس جگہ پہنچ گئے جہاں سے شروع کیا تھا (معانی الاثار) |

## (۱۲) کانوں کا مسح :-

| | |
|---|---|
| عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍؓ اَنَّ النَّبِیَّ ﷺ مَسَحَ بِرَأْسِهٖ وَاُذُنَیْهِ بَاطِنَهُمَا بِالسَّبَّابَتَیْنِ وَ ظَاهِرَهُمَا بِاِبْهَامَیْهِ. (رواه النسائی) | حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے اپنے سرمبارک کا مسح فرمایا تو اپنے دونوں کانوں کا بھی مسح فرمایا اسطرح کہ کانوں کے اندر کے حصے کا تو شہادت والی اُنگلی سے اور کانوں کے باہر کے حصے کا اَنگوٹھے سے مسح فرمایا۔ (نسائی شریف) |

## (۱۳) اُنگوٹھی کا ہلانا :-

اگر انگوٹھی تنگ نہ ہو بلکہ اتنی ہلکی ہو کہ اس کے اندر پانی بغیر ہلائے پہنچ سکتا ہے تو ایسی انگوٹھی ہلانا مستحب ہے اگر تنگ ہو تو ہلانا ضروری ہے ابن ماجہ شریف میں ہے کہ جب آپ ﷺ وضو فرماتے تو (حرک خاتمہٗ فِیْ اِصْبَعِہٖ) آپ ﷺ انگوٹھی ہلاتے تھے۔

## (۱۴) ترتیب سے وضو کرنا :-

وضو کی جو ترتیب قرآن کریم نے بیان کی اور مذکورہ احادیث میں حضور ﷺ کا عمل بیان ہوا ہے اسی کے مطابق وضو کرنا سنت ہے۔

## (۱۵) پے در پے وضو کرنا:-

وضو اس طریقہ سے مسلسل کیا جائے کہ ایک عضو خشک نہ ہونے پائے کہ دوسرا دھولیا جائے یہ سنت ہے اسکے سنت ہونے میں جمہور کا اتفاق ہے؟ اس لئے کہ آپؐ نے جب بھی وضو فرمایا پے در پے ہی فرمایا۔

## (۱٦) وضو میں بے ضرورت پانی نہ بہایا جائے:-

عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ ابْنِ عَمْرِو ابْنِ الْعَاصِ اَنَّ النَّبِیَّ ﷺ مَرَّ بِسَعْدٍ وَھُوَ یَتَوَضَّأُ فَقَالَ مَا ھٰذَا السَّرَفُ یَا سَعْدُ! قَالَ أَفِی الْوُضُوْءِ سَرَفٌ. قَالَ وَاِنْ کُنْتَ عَلٰی نَھرٍ. (رواہ بن ماجة)

حضرت عبداللہ بن عمرو ابن عاصؓ سے روایت ہے کہ ایک مرتبہ حضور ﷺ حضرت سعدؓ کے پاس سے گزرے جبکہ وہ وضو کررہے تھے آپؐ نے فرمایا سعد! یہ کیا اسراف ہے! یعنی بے ضرورت پانی کیوں بہائے جارہے ہو انہوں نے عرض کیا حضرت کیا وضو میں بھی اسراف ہوتا ہے وضو میں پانی زیادہ بہانا بھی فضول خرچی میں داخل ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا کیوں نہیں ضرور اسراف ہے اگرچہ تم نہر کے کنارے پر کیوں نہ ہو (ابن ماجہ)

## (۱۷) وضو کے بعد تولیہ استعمال کرنا:-

وضو کے بعد تولیہ استعمال کرنا ضروری تو نہیں چونکہ آپ ﷺ سے نہ استعمال کرنا بھی ثابت ہے جیسا کہ عنقریب غسل کے بیان میں یہ حدیث آرہی ہے کہ امّ المومنین حضرت ام میمونہؓ نے غسل کے بعد حضور ﷺ کو تولیہ پیش کیا مگر آپ ﷺ نے استعمال نہ فرمایا تاہم اگر کوئی استعمال کرے تو جائز ہے بلکہ آپؐ کے اکثرِ عمل کی وجہ سے قدر مستحب ہے ذیل کی روایت پڑھئے:-

| | |
|---|---|
| عَنْ مَعَاذِابْنِ جَبَلٍؓ قَالَ رَأَيْتُ رَسُوْلَ اللهِ ﷺ اِذَاتَوَضَّأَمَسَحَ وَجْهَهٗ بِطَرْفِ ثَوْبِهٖ (رواه الترمذی) | حضرت معاذ بن جبلؓ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا کہ جب آپ ﷺ وضوفرماتے تو اپنے ایک کپڑے کے کنارے سے اپنا چہرہ مبارک پوچھ لیتے (ترمذی) |

## (۱۸) وضو کرنے کے بعد یہ دعا پڑھے:-

| | |
|---|---|
| عَنْ عُمَرَابْنِ الْخَطَابؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ مَامِنْكُمْ ؟مِنْ اَحَدٍ يَتَوَضَّأُ فَيُبْلِغُ اَوْفَيُسْبِغُ الْوُضُوْءَ ثُمَّ يَقُوْلُ اَشْهَدُاَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُوَاَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ اِلَّا فُتِحَتْ لَهٗ اَبْوَابُ الْجَنَّةِالثَّمَانِيَةِ يَدْخُلَهَا مِنْ اَيِّهَاشَاءَ. (رواه مسلم) | حضرت عمرابن الخطابؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:- جوکوئی تم میں سے وضوکرے اور خوب اچھی طرح آداب کی رعایت کرتے ہوئے وضو کرے پھر وضو کے بعد یہ دُعا پڑھے۔ (اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُوَاَنَّ مُحَمَّدًاعَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ ) تو یقیناً اس کے لئے جنّت کے آٹھوں دروازے کھل جائیں گے وہ جس دروازے سے چاہے گا داخل ہوجائے گا۔ (مسلم شریف) |

یہ مسلم شریف کی روایت ہے۔ترمذی شریف میں اس روایت میں کلمہ شہادت کے ساتھ یہ دعا بھی ہے اَللّٰهُمَّ اجْعَلْنِی مِنَ التَّوَّابِينَ وَاجْعَلْنِىْ مِنَ الْمُتَطَهِّرِيْنَ (اے اللہ مجھے توبہ کرنیوالے اور پاک رہنے والے لوگوں میں سے بنادے) لہٰذا وضو کے بعد کلمہ شہادت کے ساتھ یہ بھی پڑھے بعض روایات میں سورہ قدر یعنی اِنَّا اَنْزَلْنَا بھی تین مرتبہ پڑھنا آیا ہے

## (۲۰) تحیۃ الوضو:۔

وضوکرنے کے بعد اگر مکروہ وقت نہ ہوتو دورکعت نمازنفل پڑھ لینا بہت بڑا کارثواب ہے اسکوتحیۃ الوضو کہتے ہیں حضرت عثمانؓ سے روایت ہے انہوں نے پہلے لوگوں کوسنت طریقہ کے مطابق وضوکرنا بتایا پھرآخر میں یہ فرمایا۔

ثُمَّ قَالَ رَأَيْتُ رَسُوْلَ اللهِ ﷺ تَوَضَّأَنَحْوَوُضُوْئِي هَذَا ثُمَّ قَالَ مَنْ تَوَضَّأَ وُضُوْئِي هَذَا ثُمَّ يُصَلِّيْ رَكْعَتَيْنِ لَا يُحَدِّثُ نَفْسَهُ بِشَيٍ غُفِرَلَهُ مَاتَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ.

(رواه الطبرانی)

پھرحضرت عثمانؓ نے فرمایا میں نے حضور ﷺ کو دیکھا کہ آپؐ نے بالکل میرے اس وضوکی طرح وضوفرمایا پھر آپؐ نے فرمایا:۔جس نے میرے اس وضوکیطرح وضوکیا اسکے بعد اسطرح خشوع وخضوع کے ساتھ دورکعت نماز ادا کی کہ ان کے درمیان دل میں اِدھر اُدھر کی باتیں بالکل نہیں سوچیں تواس کے پچھلے گناہ معاف ہوگئے ۔

(طبرانی)

نوٹ:۔ وضو کے بعد یہ دورکعت نفل ہی ہوں، یہ ضروری نہیں بلکہ اگروہ وضوکرکے ایسے وقت میں مسجد میں پہنچا کہ وہاں اب اتنا وقت جماعت کھڑے ہونے میں بچ گیا تھا کہ وہ سنت پڑھ سکے اوراس نے اسطرح خشوع وخضوع کے ساتھ سنت پڑھ لیں اوراسی میں تحیۃ الوضوکی نیت بھی کرلی تو بھی انشاءاللہ مذکورہ ثواب کا مستحق ہوگا یا سنت کا بھی وقت باقی نہیں تھا اوراس نے فرضوں میں شرکت کرلی تب بھی اگرخشوع وخضوع ہوگا تو انشاءاللہ ثواب کا مستحق ہوجائیگا حدیث شریف کی روح یہ ہے کہ وضو کے بعد خضوع وخشوع سے جتنا ہوسکے نفل یا سنت؟ یا فرض نماز میں سے کچھ پڑھ لے۔

## وضو کو توڑ دینے والی چیزیں:-

جن چیزوں سے وضو ٹوٹ جاتا ہے ان کو نواقض وضو کہتے ہیں۔نواقض وضو یہ مندرجہ ذیل آٹھ چیزیں ہیں:-

### (۱) پیشاب یا پاخانہ :-

قَالَ تَعَالٰی .اَوْجَاءَ اَحَدٌمِنْكُمْ مِّنَ الْغَائِطِ ؟ (المائدة)

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: یا تم میں سے کوئی قضاء حاجت سے فارغ ہو کر آئے (سورۂ مائدہ)

یعنی قضائے حاجت (پیشاب و پاخانہ) سے وضو ٹوٹ جاتا ہے اور دوبارہ کرنا ضروری ہو جاتا ہے

### (۲) ریح یعنی ہوا خارج ہونا:-

عَنْ اَبِی هُرَیْرَةَؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ لَاتُقْبَلُ صَلٰوةُ مَنْ اَحْدَثَ حَتّٰی یَتَوَضَّأَ قِیْلَ وَمَاالْحَدَثُ یَااَبَا هُرَیْرَةَ قَالَ فُسَآءٌ اَوْ ضُرَاطٌ. (رواه البخاری)

حضرت ابو ہریرۃؓ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا:- جس شخص کو حدث ہو اسکی نماز قبول نہیں ہوتی یہاں تک کہ وہ وضو کر لے۔عرض کیا گیا! کہ اے ابو ہریرۃؓ حدث کیا چیز ہے ؟ حضرت ابو ہریرۃؓ نے فرمایا: کہ بغیر آواز کے یا آواز کے ساتھ ہوا کا نکلنا۔ (رواہ بخاری)

### (۳،۴) قے یا نکسیر ہونا:-

عَنْ عَائِشَةَؓ قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ مَنْ اَصَابَهُ

حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا جب تم میں سے کسی کو قے ہو جائے

| | |
|---|---|
| قَيْءٌ اَوْ رِعَافٌ اَوْ قَلْسٌ اَوْمَذِيٌّ فَلْيَنْصَرِفْ فَلْيَتَوَضَّأْ ثُمَّ لَيَبْنِ عَلٰى صَلٰوتِهٖ وَهُوَفِيْ ذَالِكَ لا يَتَكَلَّمُ. (رواه ابن ماجة) | یا نکسیر پھوٹ جائے یا مذی نکل آئے (اور وہ نماز میں ہو) تو اس کو چاہیئے کہ وہ لوٹ جائے اور وضو کرے پھر اگر اُس نے اس درمیان بات نہ کی ہو تو اسکو چاہیے کہ وہ اپنی پرانی نماز پر بنا کرے (یعنی وہاں سے نماز شروع کردے جہاں سے چھوڑی تھی) (ابن ماجہ شریف) |

اس کے علاوہ ترمذی شریف میں حضرت ابو الدرداءؓ کی روایت ہے کہ آپ ﷺ نے قے فرمائی تو پھر وضو فرمایا۔ امام احمدؒ فرماتے ہیں کہ قے خواہ تھوڑی ہو یا زیادہ اس سے وضو ٹوٹ جاتا ہے۔ احناف کے نزدیک قے جب منہ بھر کر آئے تب وضو ٹوٹتا ہے جبکہ امام مالکؒ و امام شافعیؒ کا مسلک یہ ہے کہ قے اور نکسیر دونوں سے وضو ٹوٹتا ہی نہیں ہے اس روایت کے بارے میں وہ یہ فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ نے قیئ کے بعد وضو فرمایا ممکن ہے آپ ﷺ کو کوئی اور نواقض وضو پیش آیا ہو۔ یہی اختلاف نکسیر کے بارے میں بھی ہے اور اس مسئلہ میں صحابہ کرام اور تابعین کے بھی مختلف اقوال رہے ہیں حضرت ابو ہریرۃؓ حضرت عبداللہ ابن عمرؓ کے متعلق مصنف ابن ابی شیبہ میں اس سے وضو ٹوٹ جانے کا قول ہے اور موطا امام مالک میں حضرت عبداللہ ابن عمرؓ کا یہ عمل بیان ہوا ہے۔

| | |
|---|---|
| عَنِ ابْنِ عُمَرَؓ اَنَّهٗ كَانَ اِذَا رَعَفَ اِنْصَرَفَ فَتَوَضَّأَ ثُمَّ رَجَعَ فَبَنٰى وَلَمْ يَتَكَلَّمْ (رواه الامام مالک فی المؤطا) | حضرت ابن عمرؓ کے متعلق روایت ہے کہ جب نماز میں انکی نکسیر پھوٹ جاتی تو وہ واپس آکر وضو فرماتے اور کسی سے بات چیت نہ کرتے اور پھر نماز وہاں سے شروع کرتے جہاں سے چھوڑی تھی۔ (موطا امام مالک) |

## (۵) مذی نکلنا:-

عَنْ الْمِقْدَادِ ابْنِ اَسْوَدؓ قَالَ اِنَّ عَلِیَّ ابْنِ اَبِی طَالِبٍ اَمَرَهٗ اَنْ یَّسْئَلَ رَسُوْلَ اللهِ ﷺ عَنِ الرَّجُلِ اِذَا دَنَا مِنْ اَهْلِهٖ فَخَرَجَ مِنْهُ الْمَذِیُّ مَاذَا عَلَيْهِ فَاِنَّ عِنْدِیْ اِبْنَتَهٗ وَاَنَا اَسْتَحْیِ اَنْ اَسْئَلَهٗ قَالَ الْمِقْدَادُ فَسَأَلْتُ رَسُوْلَ اللهِ ﷺ عَنْ ذَالِکَ فَقَالَ اِذَا وَجَدَ اَحَدُکُمْ ذَالِکَ فَلْيَسْتَضِحْ فَرَجَهٗ وَ الْيَتَوَضَّأْ وُضُوْءَهٗ لِلصَّلٰوةِ.

(روہ ابوداؤدو النسائی)

حضرت مقدادؓ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ مجھے حضرت علیؓ نے حکم دیا کہ میں حضور ﷺ سے یہ مسئلہ معلوم کروں کہ جب کوئی آدمی اپنی بیوی کے پاس گیا اور اس کو مذی نکل آئی تو اب اسکو کیا کرنا چاہیے (یعنی غسل کرے یا وضو کرے؟) چونکہ رسول اللہ ﷺ کی بیٹی (حضرت فاطمہؓ) میرے گھر میں ہیں اس لئے مجھے خود یہ معلوم کرتے ہوئے شرم محسوس ہوتی ہے حضرت مقدادؓ فرماتے ہیں چنانچہ میں نے حضور ﷺ سے یہ مسئلہ معلوم کیا ۔تو آپؐ نے فرمایا:- جب تم میں سے کوئی آدمی وہ یعنی مذی پائے تو اُسکو چاہیے کہ اپنی شرمگاہ دھولے اور وضو کرلے ۔جیسا کہ نماز کے لئے وضو کرتے ہیں یعنی غسل کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔

(ابوداؤد، نسائی)

مذی کہتے ہیں اس سفید پانی کو جو بوس وکنار سے یا کوئی خیالات پراگندہ آجانے سے نکل

آتا ہے۔ودی کا بھی یہی حکم ہے اس سے وضوٹوٹ جاتا ہے اور ودی اس پانی کو کہتے ہیں جو کسی بیماری یا وزن اٹھانے سے خارج ہو۔غسل والی ناپاکی اس کے علاوہ ہے جو انزال کے وقت نکلتی ہے اس سے وضو کے ساتھ غسل بھی واجب ہوجاتا ہے۔لیکن مذی کے نکلنے سے صرف وضوٹوٹتا ہے اس میں کسی کا اختلاف نہیں۔

## (٦)خون نکل کر بہہ جانا:-

عَنْ ابْنِ ثَابِتٍؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ اَلْوَضُوْءُ مِنْ كُلِّ دَمٍ سَائِلٍ (رواه الدارقطبي و ابن عدى)

حضرت ابن ثابتؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:-ہر بہنے والے خون سے وضو ہے(یعنی جب بھی خون نکل کر بہہ جائے) تو وضوٹوٹ جاتا ہے(دارقطنی،ابن عدی)

خون نکلنے سے وضوٹوٹتا ہے؟صحابہ کرامؓ کے درمیان یہ مسئلہ بھی اختلافی رہا ہے حضرت عبداللہ ابن عمرؓ اور حضرت ابو ہریرہؓ وضوٹوٹ جانے کے قائل ہیں۔اور بہت سے دیگر صحابہ کرامؓ نہ ٹوٹنے کے قائل ہیں۔مگر احناف کے نزدیک مفتیٰ بہ قول یہی ہے کہ خون نکل کر اگر سوئی کی نوک کے برابر بھی اپنی جگہ سے بہہ جائے اس سے وضوٹوٹ جاتا ہے چاہے وہ بدن کے کسی بھی حصّے سے نکلے۔

## (۷)لیٹ کر یا سہارا لگا کر سو جانا:-

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ اِنَّ الْوُضُوْءَ عَلٰى مَنْ نَامَ مُضْطَجِعًا فَاِنَّهُ اِذَا اضْطَجَعَ اِسْتَرَخَتْ مَفَاصِلُهُ.(رواه الترمذى)

حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:-بے شک وضو اس شخص پر لازم ہوتا ہے جو چت لیٹا ہو۔اس لئے کہ جب وہ چت لیٹے گا تو اس کے جوڑ ڈھیلے ہوجائیں گے(ترمذی)

رسول اکرم ﷺ کے اس ارشاد ,,کہ جوڑ ڈھیلے ہوجاتے ہیں'' کا مطلب علماء کرام نے یہ بتایا ہے کہ سوجانا خود کوئی ایسی چیز نہیں جس سے وضوٹوٹ جائے۔البتہ چونکہ سوجانے والے کے اعضاء ڈھیلے ہوجاتے ہیں اس کو جسم سے ہوا وغیرہ خارج ہونے کا احساس نہیں ہوتا ہے اس لئے سونے سے وضوٹوٹ جاتا ہے۔چت لیٹنے کے علاوہ ٹیک لگا کر سونے سے بھی چونکہ جوڑ ڈھیلے ہوجاتے ہیں اگر ایسے ٹیک لگا کر سویا ہو کہ وہ ٹیک ہٹادی جائے تو وہ گر جائے اس سے بھی وضوٹوٹ جاتا ہے۔ہاں اگر کوئی بیٹھے بیٹھے سوجائے (یعنی آنکھ لگ جائے یا اونگھ آئے) اس سے وضونہیں ٹوٹے گا جیسا کہ حدیث میں آیا ہے۔

حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ کے صحابہ عشاء کی نماز کے انتظار میں اتنی دیر بیٹھے رہتے یہاں تک کہ انکے سر جھوم جاتے پھر وہ اٹھتے اور دوبارہ وضو کئے بغیر نماز ادا کرتے تھے
(مسلم،ابوداؤد،ترمذی)

ایک اور مقام پر آپ ﷺ نے ایک اصولی بات ارشاد فرمائی:-

| | |
|---|---|
| عَنْ عَلِيٍّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ وَكَاءُ السَّنَةِ الْعَيْنَانِ فَمَنْ نَامَ فَلْيَتَوَضَّأْ. (رواه ابو داؤد) | حضرت علیؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: سُرین کی ڈاٹ (ڈھکن) تو دو آنکھیں ہیں لہذا جو سوجائے وہ دوبارہ وضو کرے (ابوداؤد) |

یعنی آدمی کو اپنے احوال کا صرف بیداری میں ہی علم ہوتا ہے جب سوجائے تو وہ بے خبر ہوتا ہے کہ اس کے بدن سے کیا نکل رہا ہے۔نیند سے بھی سب کے نزدیک وضوٹوٹ جاتا ہے البتہ حنابلہ،شوافع اور مالکیہ کے نزدیک اس نیند سے وضوٹوٹتا ہے جو خواب گہری ہو ہلکی نیند سے خواہ وہ لیٹ کر ہی آئے وضونہیں ٹوٹتا ہے۔

## غشی یا بے ہوشی سے وضو کا ٹوٹنا:-

جب کسی آدمی پر غشی طاری ہو جائے، یا بے ہوش ہو جائے تو چونکہ اُسکو اپنے حال کی خبر نہیں رہتی اس لئے شرعًا اسکا وضوٹوٹ جاتا ہے۔اس میں کسی کا اختلاف نہیں ہے، چونکہ غشی سے بھی نیند کی طرح جوڑ ڈھیلے پڑ جاتے ہیں۔

## نماز میں قہقہہ سے ہنسنا:-

| | |
|---|---|
| عَنِ ابْنِ عُمَرَ ؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ مَنْ ضَحِکَ فِی الصَّلٰوۃِ قِہْقَہَۃً فَلْیُعِدِ الْوُضُوْءَ وَالصَّلٰوۃَ (رواہ ابن عدی) | حضرت عمرؓ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا:- جو آدمی نماز میں قہقہہ مارکر ہنس پڑے، اسکو چاہیے کہ وضودوبارہ کرے اور نماز کولوٹائے (ابن عدی) |

نیز حضرت ابوموسیٰ اشعریؓ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نماز پڑھا رہے تھے ایک نابینا صحابی عبداللہ ابن ام مکتومؓ مسجد کے سامنے سے آرہے تھے کہ گڑھے میں گر گئے اس پر نمازیوں میں سے بہت سے لوگ ہنس پڑے نماز کے بعد جو لوگ ہنسے تھے انکو نبی کریم ﷺ نے حکم دیا کہ وہ دوبارہ وضو کریں اور دوبارہ نماز پڑھیں (طبرانی) یہ نماز چونکہ رکوع سجدے والی تھی لہذا نماز جنازہ میں ہنسنے سے وضو نہیں ٹوٹے گا۔ چونکہ اس کے متعلق علٰحدہ سے کوئی روایت نہیں ہے۔

یہ مسلک احناف کا ہے دوسرے علماء کے نزدیک قہقہہ سے وضو نہیں ٹوٹتا چونکہ یہ روایت مرسل ہے۔اور اوپر والی اس روایت کو وہ حضرات سند کے اعتبار کمزور کہتے ہیں تاہم احناف ان روایات کو قیاس پر ترجیح دیتے ہیں۔اسلئے نماز میں قہقہہ سے وضوٹوٹ جانے کا حکم لگاتے ہیں قہقہہ کی مقدار یہ ہے کہ برابر والا سن لے یا اس شخص کے کانوں تک آواز پہنچ جائے جو نماز میں مصروف ہو البتہ مسکرانے سے نہ وضوٹوٹتا ہے اور نہ نماز ٹوٹتی ہے اگر کوئی شخص اتنی آواز سے ہنسے کے اسکے کانوں تک

آواز نہ آئی ہوتو اس سے نماز اور وضونہیں ٹوٹتا۔ یاد رہے: مرسل اس روایت کو کہتے ہیں جسمیں تابعی صحابی کا نام لئے بغیر کوئی روایت حضور ﷺ سے نقل کرے اور یہ روایت اگر صحیح سند سے مروی ہوتو احناف کے نزدیک حجت ہے۔

## وہ چیزیں جن سے وضونہیں ٹوٹتا:-

مذکورہ بالا نواقص وضو کے علاوہ کچھ ایسی چیزیں ہیں جن کے بارے میں خیال ہوتا ہے کہ وضو ٹوٹ گیا۔ حالانکہ ان سے وضونہیں ٹوٹتا ایسے ہی کچھ ایسی چیزیں بھی جن سے دوسرے آئمہ کرام کے نزدیک وضوٹوٹ جاتا ہے مگر امام اعظمؒ کی تحقیق میں وضونہیں ٹوٹتا یہاں ان دونوں طرح کی چیزوں کا ذکر ہے۔

## (۱) آگ کی پکی ہوئی چیز کھانا:-

| | |
|---|---|
| عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ اَکَلَ کَتِفَ شَاۃٍ ثُمَّ صَلّٰی وَلَمْ یَتَوَضَّأْ (رواہ البخاری ومسلم) | حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے بکری کا شانہ تناول فرمایا پھر نماز پڑھی لیکن آپؐ نے وضو نہیں فرمایا۔ (بخاری، مسلم) |

شروع شروع میں آگ سے کسی بھی پکائی ہوئی چیز کو کھا لینے کے بعد وضو کا حکم تھا مگر بعد میں یہ حکم منسوخ ہوگیا۔ جیسا کہ حضرت جابرؓ کی اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے۔

| | |
|---|---|
| عَنْ جَابِرٍؓ قَالَ اٰخِرُالْاَمْرَیْنِ مِنْ رَّسُوْلِ اللّٰہِ ﷺ تَرْکُ الْوُضُوْءِ مِمَّا مَسَّتِ النَّارُ (ابوداؤد والنسائی) | حضرت جابرؓ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ ان دونوں باتوں میں سے جو حضور ﷺ سے آخری بات ثابت ہے وہ آگ کی چھوئی ہوئی چیز کو کھانے کے بعد وضو نہ کرنا ہے (ابوداؤد، نسائی) |

ابن ماجہ شریف میں ایک روایت ہے جسمیں یہ ذکر ہے کہ حضورﷺ کے ساتھ حضرت ابوبکرؓ نے گوشت اور روٹی کھائی مگر ان میں سے کسی نے وضو نہیں فرمایا۔

ایک دوسری حدیث کی بنیاد پر سلف میں سے بعض اونٹ کا گوشت کھا لینے کے بعد وضو کو ضروری قرار دیتے تھے احناف کے نزدیک اگرچہ یہ حدیث منسوخ ہے تاہم اختلاف سے نکلنے کے لئے اونٹ کا گوشت کھا کر اگر وضو کر لیا جائے تو اچھا ہے لیکن یہ اختلاف صرف اونٹ کے گوشت کا ہے۔

## (۲) عورت کو چھونا:۔

عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ اِنَّ رَسُوْلَ اللهِ ﷺ قَبَّلَ اِمْرَأَةً مِنْ نِسَائِهٖ ثُمَّ خَرَجَ اِلَى الصَّلوٰةِ وَ لَمْ يَتَوَ ضَّأْ (ابوداؤد والترمذی)

حضرت عائشہ صدیقہؓ سے روایت ہے کہ حضورﷺ نے اپنی ازواج مطہرات میں سے کسی کا بوسہ لیا۔اور آپؐ نماز کیلئے تشریف لے گئے، جبکہ آپﷺ نے وضو نہیں فرمایا۔ (ابوداؤد وترمذی)

حضرت عائشہ صدیقہؓ سے اس طرح کی اور بھی روایات ہیں۔ بخاری و مسلم نے حضورﷺ کا عمل بھی حضرت عائشہ صدیقہؓ کی زبانی یوں نقل کیا ہے۔ کہ آپ ﷺ تہجد کی نماز پڑھتے اور آپﷺ کے سجدہ کی جگہ پر میرے پاؤں ہوتے۔ آپﷺ سجدہ میں جاتے تو مجھے ہاتھ سے ہلا دیتے اور میں پاؤں سکیڑ لیتی معلوم ہوا کہ اس سے وضو نہیں ٹوٹتا۔ ورنہ آپﷺ ایسا نہ کرتے۔ یہی مسلک احناف کا ہے۔ امام شافعیؒ کا مسلک یہ ہے کہ عورت کو چھونے سے وضو ٹوٹ جاتا ہے اور امام مالکؒ فرماتے ہیں کہ اجنبی عورت کو اگر شہوت سے چھوئے تو وضو ٹوٹ جاتا ہے ورنہ نہیں امام احمدؒ سے دونوں طرح کی روایات منقول ہیں ان حضرات کا استدلال قرآنِ کریم کی اس آیت سے ہے۔ اَوْ لٰمَسْتُمُ النِّسَاءَ ''یا چھولو تم عورتوں کو'' احناف یہ کہتے ہیں کہ اس سے مراد جماع ہے نہ کہ محض چھونا۔

## (۳) شرم گاہ کو چھونا:-

عَنْ طَلَقِ ابْنِ عَلِّيٍّ سُئِلَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ عَنْ مَسِّ الرَّجُلِ ذَكَرَهُ بَعْدَمَا يَتَوَضَّأُ قَالَ وَهَلْ هُوَاِلَّا بُضْعَةٌمِنْكَ. (رواہ ابو داؤد والترمذی)

حضرت طلق ابن علیؓ سے روایت ہے کہ رسول اکرم ﷺ سے وضو کر لینے کے بعد آدمی کے پیشاب کی جگہ کو چھو لینے کے بارہ میں سوال کیا گیا تو آپؐ نے فرمایا:-کیا ہے وہ؟ تمہارے جسم کا ایک ٹکڑا ہی تو ہے (یعنی جس طرح جسم کے اور کسی حصے کو چھونے سے وضو نہیں ٹوٹتا اسی طرح شرمگاہ کو چھونے سے بھی وضو نہیں ٹوٹتا)

(ابوداؤد، ترمذی)

اس مسلئے میں ایک اور روایت حضرت بسرہ بنت صفوانؓ سے ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا:- جو شخص اپنی شرمگاہ کو چھوئے تو وہ نماز نہ پڑھے تا وقتیکہ وضو نہ کرلے (ابوداؤد، ترمذی، نسائی) ان دونوں روایتوں کی وجہ سے اس مسئلہ میں بھی علماء کرام کا اختلاف رہا ہے جو حضرت بسرہؓ کی روایت کو سند کے لحاظ سے زیادہ مضبوط کہتے ہیں وہ وضو کے ٹوٹ جانے کا حکم لگاتے ہیں اور جو حضرات حضرت طلقؓ کی روایت کو قوی سمجھتے ہیں وہ وضو نہ ٹوٹنے کا حکم لگاتے ہیں احناف کے نزدیک حضرت طلقؓ کی روایت درایۃً مضبوط ہونے کے علاوہ روایۃً بھی قوی ہے علامہ نیمویؒ فرماتے ہیں کہ طلق ابن علیؓ کی روایت بسرہؓ کی روایت سے عمدہ ہے۔(واللہ اعلم بالصواب) تاہم یہ بات تب ہے جب اپنے پیشاب کے مقام کو اس حال میں چھوئے کہ کوئی چیز بیچ میں حائل نہ ہو یعنی کپڑا وغیرہ نہ ہو، ورنہ کسی کے نزدیک بھی وضو نہ ٹوٹیگا۔ اس حدیث سے وضو کے مسئلہ کے علاوہ یہ بھی معلوم ہوا کہ بدون ضرورت شرمگاہ کو بغیر پردہ ہاتھ لگانا اچھا نہیں احناف کے نزدیک اگرچہ وضو نہیں ٹوٹتا مگر اختلاف سے بچنے کے لئے اگر کبھی ہاتھ لگ جائے تو وضو کر لینا چاہئے، احتیاط اسی میں ہے۔

## (۴) محض خروجِ ہوا کا شک ہوجانا:-

اگر کسی کو یہ شک ہو جائے کہ شاید ریح نکل گئی ہو تو اس طرح محض شک سے بھی وضو نہیں ٹوٹتا حدیث میں آیا ہے۔

عَنْ اَبِی هُرَیْرَةَؓ اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ اِذا كَانَ اَحَدُكُمْ فِی الصَّلٰوةِ فَوَجَدَ حَرْكَةً فِی دُبُرِهٖ اَحْدَثَ اَوْ لَمْ یُحْدِثْ فَاُشْكِلَ عَلَیْهِ فَلَا یَنْصَرِفْ حَتّٰی یَسْمَعَ صَوْتًا اَوْتَجِدُ رِیْحًا. (رواه ابوداؤد والترمذی)

حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:- جب تم میں سے کوئی آدمی نماز میں ہو اور اسکو اپنی سُرین میں کچھ حرکت محسوس ہو اور اسکو شک ہو جائے کہ وضو ٹوٹا کہ نہیں تو اسکو نماز نہیں توڑنی چاہیئے۔ یہاں تک کہ اسکو آواز سنائی دے یا بو محسوس کرے۔ (ابوداؤد، ترمذی)

''آواز سنائی دے یا بو محسوس کرے'' سے مراد یہ ہے کہ یقین ہو جائے دوسری روایت میں ہے کہ یہ بات آپؐ نے اس آدمی سے فرمائی تھی جسکو شک کا مرض تھا کہ انکو ہر بات پر شک ہوجاتا تھا۔ اگر کسی کو یقین ہے کے ریح خارج ہوگئی ہے حالانکہ نہ آواز سنی نہ ہی بو محسوس ہوئی اس صورت میں وضو کرنا ضروری ہوگا (واللہ اعلم بالصواب)

## خفین پر مسح کرنے کا بیان:-

عَنْ بُرَیْدَةَؓ اَنَّ النَّبِیَّ ﷺ صَلَّی الصَّلٰوةَ یَوْمَ الْفَتْحِ وَمَسَحَ عَلٰی خُفَّیْهِ، فَقَالَ لَهٗ عُمَرُؓ لَقَدْ صَنَعْتَ الْیَوْمَ شَیْأً لَمْ تَكُنْ تَصْنَعِ

حضرت بریدہؓ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے فتح مکہ کے دن ایک وضو سے ہی کئی نمازیں ادا فرمائیں اور آپؐ نے خفین پر مسح فرمایا:- حضرت عمرؓ نے آپ ﷺ سے عرض کیا کہ آج تو آپؐ نے ایک ایسی بات کی جو پہلے آپ ﷺ

فَقَالَ عَمَدًا صَنَعْتُ يَاعُمَر . (رواه مسلم)

نہیں کیا کرتے تھے (یعنی ایک وضو سے کئی نمازیں اورخفین پرمسح) آپؐ نے جوابًا فرمایا:- کہ میں نے ایسا جان بوجھ کر کیا ہے (مسلم)

عَنِ الْمُغِيرَةِ ابْنِ شُعْبَةَ رضی اللہ عنہ أَنَّهُ غَزَا مَعَ رَسُولِ اللهِ صلی اللہ علیہ وسلم غَزْوَةَ تَبُوكٍ قَالَ الْمُغِيرَةُ فَتَبَرَّزَ رَسُولُ اللهِ صلی اللہ علیہ وسلم قَبْلَ الْغَائِطِ فَحَمَلْتُ مَعَهُ اِدَاوَةً قَبْلَ الْفَجْرِ فَلَمَّا رَجَعَ اَخَذْتُ اُهْرِيْقُ عَلٰى يَدَيْهِ مِنَ الاِدَاوَةِ فَغَسَلَ يَدَيْهِ وَوَجْهَهُ وَعَلَيْهِ جُبَّةٌ مِنْ صُوْفٍ ذَهَبَ يَحْسِرُ عَنْ ذِرَاعَيْهِ فَضَاقَ كُمُّ الْجُبَّةِ فَاَخْرَجَ يَدَيْهِ مِنْ تَحْتِ الْجُبَّةِ وَاَلْقَى الْجُبَّةَ عَلٰى مَنْكِبَيْهِ وَغَسَلَ ذِرَاعَيْهِ ثُمَّ مَسَحَ بِنَاصِيَتِهٖ وَعَلَى الْعِمَامَةِ ثُمَّ اَهْوَيْتُ لِاَنْزَعَ خُفَّيْهِ فَقَالَ دَعْهُمَا فَاِنِّي اَدْخَلْتُهُمَا طَاهِرَتَيْنِ فَمَسَحَ عَلَيْهِمَا .

(رواه المسلم)

حضرت مغیرہ ابن شعبہؓ سے روایت ہے کہ میں غزوہ تبوک میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ حاضر ہوا (ایک دن) آپؐ قضاء حاجت کے لئے باہر تشریف لے گئے۔ تو میں بھی پانی کا برتن لیکر فجر کی نماز سے پہلے آپؐ کے ساتھ نکلا پس آپؐ تشریف لائے تو میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھوں پر پانی کے برتن سے پانی ڈالنے لگا۔ اور آپؐ نے اپنے ہاتھ اور چہرہ مبارک دھویا اس وقت آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر ایک اونی جبّہ تھا۔ آپؐ اس جبّہ کو اپنے ہاتھوں سے اوپر سمیٹنے لگے ۔ مگر جبّہ کی آستین تنگ ہوگئیں تب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہاتھ جبّہ کے نیچے سے باہر نکالے اور جبّہ کو اپنے کندھوں پر ڈالدیا اور آپؐ نے دونوں بازو دھوئے ۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پیشانی پر اور عمامہ پر مسح فرمایا، جب میں آپؐ کے موزے اُتارنے کے لئے لپکا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اُنکو رہنے دو میں نے انکو اس وقت پہنا تھا جب یہ پاک تھے پس آپؐ نے خفین (چمڑے کے موزے) پر مسح فرمایا۔ (مسلم شریف)

اگر کوئی شخص خفین یعنی چمڑے کے موزے پہنے ہوے ہوتو وہ وضو کرتے ہوئے پاؤں کے دھونے کے بجائے ان پر مسح کرے تو یہ جائز ہے۔جیسا کہ مذکورہ دونوں روایات سے واضح ہوا ہے۔اوراسی پر صحابہ کرام کا عمل رہا ہے اُمت میں سے کسی کو اس میں اختلاف نہیں ہے حضرت امام ابوحنیفہؒ فرماتے ہیں کہ میں خفین پر مسح کا قائل اس وقت تک نہ ہوا جب تک اتنی حدیثیں اس مسئلہ میں ملیں کہ یہ مسئلہ دن کی روشنی کیطرح واضح ہوگیا۔مگر اسکے لئے شرط یہ ہے کہ موزے وضو کر کے پہنے ہوں دوسری شرط یہ ہے کہ موزے دُرست ہوں پھٹے ہوئے نہ ہوں اگر موزہ اتنا پھٹ گیا کہ اس میں سے پاؤں کی تین چھوٹی انگلیاں باہر نکل سکتی ہوں تو ایسے موزے پر مسح جائز نہیں ہے۔

## جرابوں پر مسح :-

چمڑے کے علاوہ دوسرے موزے مثلاً اون کے موزے، کپڑے کے موزے وغیرہ پر مسح کرنا ناجائز ہے ہاں اگر وہ چمڑے کے موزوں کے برابر کام دیتے ہوں تو ان پر بھی مسح جائز ہے (یعنی اس پر چلنا ممکن ہو) جسکے لئے علماء کرام نے یہ شرطیں لگائی ہیں۔

(۱) ایسے اونی سوتی موزے جو بہت گاڑھے اور موٹے ہوں اور انکا تلا چمڑے کا ہو۔

(۲) الف) ایسے اونی سوتی موزے کہ ان میں پانی نہ چھنتا ہو۔

(اب) اگر آنکھ پر رکھکر اس میں سے باہر دیکھیں تو نظر نہ آئے۔

(ج) اسکو پہنکر تین میل جوتے کے بغیر پیدل سفر کریں تو وہ پھٹے نہیں۔

(د) اور پنڈلی پر باندھے بغیر ٹکے رہیں، اگر اس قسم کے چمڑے کے علاوہ بھی موزے ہوں تو ان پر مسح کرسکتے ہیں۔

## موجودہ نائیلان کے موزے :-

آجکل پائے جانے والے نائیلان کے موزے اکثر ان مذکورہ شرطوں پر پورے نہیں اترتے ہیں

لہذا ان پر مسح کرنا جائز نہیں ہے۔ ہمارے یہاں لوگ اس میں بہت بے حتیاطی کرتے ہیں۔
مشہور ومعروف اہلحدیث مکتب فکر کے عالم مولانا عبدالسلام بستویؒ اپنی کتاب اسلامی تعلیم کے دوسرے حصّے صفحہ ۱۲۳ پر رقم طراز ہیں۔ سوال:- کس قسم کے موزوں پر مسح جائز ہے؟
جواب:- تین قسم کے موزوں پر مسح جائز ہے (۱) چمڑے کے موزے جن سے پاؤں ٹخنے تک چھپے ہوں (۲) وہ اونی سوتی موزے جن میں چمڑے کا تلا لگا ہوا ہو (۳) وہ سوتی موزے جو اس قدر گاڑھے ہوں کہ ان میں پانی نہ چھن سکے اور بغیر باندھے دو، دو، چار، چار میل تک چل پھر سکو۔ (اسلامی تعلیم)
معلوم ہوا کہ یہ کوئی مقلدین وغیر مقلدین کے اختلافی مسائل میں سے نہیں ہے غرض اس میں بڑی احتیاط کی ضرورت ہے جب وضو ہی نہیں ہوگا تو نماز کیسے درست ہوگی جس پر کامیابی اور ناکامی کا دارمدار ہے۔ جو حدیث میں جَوْرَبَیْنِ کا لفظ آیا ہے پہلے تو یہ حدیث تمام محدثین کے نزدیک سند کے لحاظ سے اتنی مظبوط نہیں ہے کہ اس کی وجہ سے قرآن کریم کا حکم ''کہ پاؤں دھوؤ'' کو چھوڑ دیا جائے۔ حضرت امام ابوحنیفہؒ اس طرح کے اونی سوتی موزوں پر بھی مسح کے قائل نہ تھے۔ مگر اپنی وفات سے تین دن یا ۹ دن قبل انہوں نے خود اسطرح کے اونی موزوں پر مسح کر کے جمہور کے قول کی طرف رجوع کرلیا تھا۔ (مجمع الانہر)
علماء کرام نے خفین والی حدیث کو سامنے رکھ کر اس سے یہی مطلب نکالا ہے کہ ایسے جراب جن میں چمڑے کے موزوں کی یہ صفات موجود ہوں اسکو فقہاء تنقیحِ مناط کہتے ہیں۔

## مسح کرنے کا طریقہ:-

عَنْ الْمُغِيْرَةِ ا بْنِ شُعْبَةَ قَالَ رَأَيْتُ رَسُوْلَ اللهِ ﷺ بَالَ ثُمَّ تَوَضَّأَ وَمَسَحَ عَلٰى خُفَّيْهِ وَوَضَعَ يَدَهُ الْيُمْنٰى عَلٰى خُفِّهِ الْاَ يْمَنِ

حضرت مغیرہ بن شعبہؓ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا آپ ﷺ نے پیشاب فرمایا پھر وضو فرمایا۔ اور اپنے موزوں پر اس طرح مسح کیا کہ پہلے اپنا دایاں ہاتھ دائیں موزے پر رکھا

وَيَدَهُ الْيُسْرىٰ عَلٰى خُفِّهِ الْاَيْسَرِ ثُمَّ مَسَحَ اَعْلَا هُمَا مَسْحَةً وَاحِدَةً حَتّٰى اَنْظُرَ اَصَابِعَ رَسُوْلِ اللهِ ﷺ عَلَى خُفَّيْهِ

(مصنف ابن ابی شیبه)

اور بائیں ہاتھ بائیں موزے پر رکھا پھر پڑلی کی جانب کھینچ کر ایک مرتبہ دونوں موزوں کے اوپر والے حصّہ پر مسح فرمایا یہ منظر مجھے اچھی طرح یاد ہے کہ گویا میں ابھی دونوں موزوں پر حضور ﷺ کی انگلیاں دیکھ رہا ہوں۔ (مصنف ابن ابی شیبہ)

اس حدیث شریف سے بالکل صاف طور پر موزوں پر مسح کرنے کا طریقہ معلوم ہوگیا (الحمدﷲ) یہی امت میں رائج ہے۔

## خفین پر مسح کی مدت:-

عَنْ خُزَيْمَةَ ابْنِ ثَابِتٍؓ اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ سُئِلَ عَنِ الْمَسْحِ عَلَى الْخُفَّيْنِ ۔ فَقَالَ ثَلَاثَةُ اَيَامٍ لِلْمُسَافِرِ وَيَوْمًا وَلَيْلَةً لِلْمُقِيْمِ.

(الترمذی)

حضرت خزیمہ ابن ثابتؓ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ سے موزوں پر مسح کرنے کی مدت کے بارے میں سوال کیا گیا کہ کتنے وقت تک موزوں پر مسح کر سکتے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا:- کہ تین دن رات مسافر کے لئے اور ایک دن رات مقیم کے لئے ۔(ترمذی)

یعنی اگر کوئی مسافر ہے تو تین دن اور تین رات یعنی ۷۲ گھنٹے تک مسح کر سکتا ہے۔ اور اگر کوئی مقیم ہو تو وہ صرف ایک دن رات یعنی ۲۴ گھنٹے تک مسح کر سکتا ہے اور یہ مدت اس وقت سے شمار ہوگی جب وضو کر کے موزہ پہننے کے بعد وضو ٹوٹ جائے تب سے مقیم ۲۴ گھنٹے اور مسافر ۷۲ گھنٹے تک مسح کر سکتا ہے۔

## مسح کو توڑنے والی چیزیں:-

موزوں پر مسح کو توڑنے والی وہی تمام چیزیں ہیں جن سے وضوٹوٹ جاتا ہے یعنی جب ان سے وضوٹوٹ جائے گا تو مسح بھی ٹوٹ جائے گا۔اب وضو کے ساتھ مسح بھی دوبارہ کرنا ہوگا اسکے علاوہ مدت پوری ہو جانے سے،موزہ کھلکر ٹخنے سے نیچے اترآنے سے اور اتنا پھٹ جانے سے کہ اس سے پاؤں کی چھوٹی تین انگلیاں باہر آسکیں سے بھی مسح ٹوٹ جائے گا۔مگر ان بعد والی تینوں شکلوں میں موزے اتارکر دوبارہ پاؤں دھوکر از سرنو موزے پہن لینے سے دوسری مدت شروع ہو جائیگی اس سلسلے کی بھی ایک حدیث دیکھ لیجئے۔

عَنْ صَفْوَانِ ابْنِ عَسَّالٍؓ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صلى الله عليه وسلم يَاْمُرُنَا اَنْ لَّا نَنْزَعَ خِفَافَنَا ثَلَاثَةَ اَيَامٍ اِلَّا مِنْ جَنَابَةٍ لٰكِن مِنْ غَائِطٍ اَوْ بَوْلٍ اَوْ نَوْمٍ . (رواہ ابن ماجہ)

حضرت صفوان بن عسالؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ ہمیں فرمایا کرتے تھے۔کہ ہم اپنے موزے تین دن تک نہ اتاریں مگر غسل جنابت کیوجہ سے (یعنی اگر غسلِ جنابت کرنا ہو تو پھر موزے اتارنا ضروری ہے لیکن پاخانہ یا پیشاب یا نیند سے بھی وضوٹوٹ جاتا ہے مگر موزے اتارنے کی ضرورت نہیں بلکہ وضو کے وقت پاؤں دھونے کے بجائے مسح کر لینا کافی ہے (ابن ماجہ)

اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ جب غسل واجب ہو جائے تو پھر موزے اتارکر غسل کرنا ضروری ہے۔تب مسح کافی نہیں ہے نیز تین دن کا یہ حکم سفر کی حالت کے لئے ہے چونکہ اس سے پہلے معلوم ہو چکا ہے کہ تین دن رات یہ مسافر کی مدت ہے،مقیم کے لئے صرف ایک دن رات ہی مسح جائز ہے۔

# زخم کی پٹی پر مسح کا حکم :۔

خدانخواستہ اگر کسی آدمی کی کوئی ہڈی ٹوٹ جائے یا کہیں زخم آ جائے تو اگر زخم معمولی ہی ہو اور اس کا دھونا ممکن ہو اور دھونے سے نقصان کا اندیشہ نہ ہو تو پھر زخم کو دھونا ضروری ہے اور اگر اس پر پٹی بندھی ہوئی ہو اور پٹی کھول کر دھونے میں کوئی تکلیف نہ ہو تو کھول کر دھونا ضروری ہے لیکن اگر دھونا ممکن نہ ہو اور بھیگا ہوا ہاتھ پھیرنے سے بھی تکلیف ہوتی ہو تو ایسی شکل میں پٹی کے اوپر سے بھیگا ہوا ہاتھ پھیر دینا کافی ہے یہ شریعت نے رخصت دی ہے تاہم یہ بات یاد رکھیئے جب پٹی کے اوپر مسح کریں تو پھر صرف زخم والی جگہ پر ہی مسح نہیں بلکہ پوری پٹی کے اوپر مسح کریں اور تب تک کریں جب تک زخم ٹھیک نہ ہو جائے اور اگر زخم اتنا اچھا ہو جائے کہ پٹی کھولکر مسح کر سکتے ہوں نہ تکلیف ہوتی ہو نہ زخم ہی کو مسح کرنے سے کوئی خرابی ہوتی ہو تو پھر پٹی پر مسح کرنا چھوڑ دیں اور زخم پر کرنے لگ جائیں اس سلسلے کی چند احادیث دیکھیئے ۔

| | |
|---|---|
| عَنْ عَلِیٍّؓ قَالَ اِنْکَسَرَ اِحْدٰی زَنْدَیَّ فَسَأَلْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ فَاَمَرَنِیْ اَنْ اَمْسَحَ عَلَی الْجَبَائِرِ (رواہ ابن ماجہ) | حضرت علیؓ سے روایت ہے کہ میری کلائی کی ایک ہڈی ٹوٹ گئی تو میں نے اس کے بارے میں رسول اللہ ﷺ سے دریافت کیا کہ اب میں وضو میں کیا کروں۔ تو آپؐ نے مجھے جبیرہ یعنی پٹی پر مسح کرنے کا حکم دیا۔ (ابن ماجہ) |

موجودہ دور میں پلاسٹر یا روئی کا پھایہ جو زخم پر رکھ دیتے ہیں سب کا یہی حکم ہے اسی لئے ہم نے ایک عام لفظ پٹی استعمال کیا ہے۔ حضرت عبداللہ ابن عمرؓ سے ایک روایت ہے وَکَانَ یَمْسَحُ عَلَی الْجَبَائِرِ (الدار قطنی) کہ آپؐ جبیرہ پر مسح فرمایا کرتے تھے۔

مسئلہ:- اگر گہرا زخم آ جائے پھر اس پر غسل واجب ہو جائے تو اب شریعت کی طرف سے اس کی دو رخصتیں ہیں۔

(۱) اگر غسل کرنے سے بیماری بڑھ جانے کا اندیشہ ہے تو اس کو غسل کے بجائے صرف تیمّم کر لینا چاہیئے۔ اور اگر غسل سے مزید تکلیف کا کوئی اندیشہ نہیں ہے تو اس کو چاہیئے کہ زخم کے اوپر یا اسکی پٹی پر مسح کر لے اور باقی کو دھولے۔ حضور ﷺ کا ارشاد مبارک ہے۔

عَنْ جَابِرٍؓ قَالَ خَرَجْنَا فِيْ سَفَرٍ فَاَصَابَ رَجُلًا مِّنَّا حَجَرٌ فَشَجَّهُ فِيْ رَأْسِهِ ثُمَّ احْتَلَمَ فَسَأَلَ اَصْحَابَهُ فَقَالَ هَلْ تَجِدُوْنَ لِيْ رَخْصَةً فِيْ التَّيَمُّمِ قَالُوْا مَانَجِدُ لَکَ رُخْصَةً وَاَنْتَ تَقْدِرُ الْمَاءَ فَاغْتَسَلَ فَمَاتَ فَلَمَّا قَدِمْنَا عَلَى النَّبِيِّ ﷺ اُخْبِرَ بِذَالِکَ فَقَالَ قَتَلُوْهُ قَتَلَهُمُ اللّٰهُ اَلَّا سَأَلُوْا اِذَا لَمْ يَعْلَمُوْا

حضرت جابرؓ سے روایت ہے کہ ہم ایک مرتبہ ایک سفر میں نکلے ہم میں ایک آدمی کو پتھر لگ گیا جس سے اس کے سر میں گہرا زخم لگ گیا پھر انکو احتلام ہو گیا۔ جس پر انہوں نے اپنے ساتھیوں سے اسکے بارے میں سوال کیا کہ آپ لوگ میرے لئے تیمّم کی رخصت پاتے ہو؟ یعنی کیا اس حالت میں میرے لئے تیمّم جائز ہے انہوں نے جواب دیا کہ آپ تو نہانے پر قادر ہیں لہذا آپ کو تیمّم کی اجازت نہیں اس پر انھوں نے غسل کیا۔ اور پانی کی وجہ سے زخم بڑھتا رہا۔ یہاں تک کہ وہ اللہ کو پیارے ہو گئے جب ہم واپس رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو آپ ﷺ کو اسکی خبر دی گئی حضور ﷺ نے یہ سنکر فرمایا:- اللہ ان کو سمجھ دے انھوں نے تو اس

| | |
|---|---|
| فَاِنَّمَا شِفَاءُ الْعَیِّ السُّوَالُ | بیچارے کوقتل کردیا۔انھوں نے پوچھ کیوں نہیں |
| اِنَّمَا کَانَ یَکفِیْهِ اَنْ یَّتَیَمَّمَ | لیا جب وہ نہیں جانتے تھے نادان کی شفا پوچھ |
| وَیَعْصِرَ اَوْ یُعَصِّبَ شَکَ | لینا اور دریافت کر لینا ہے۔پھر آپؐ نے فرمایا |
| مُوْسٰی عَلٰی جُرْحِهٖ خِرْقَةً | کہ اس کے لئے تیمّم کر لینا کافی تھا یا زخم پر پٹی |
| ثُمَّ یَمْسَحُ عَلَیْهَا وَ یَغْسِلُ | باندھ لینا اور اس پر مسح کر لینا باقی کو دھوڈالنا۔ |
| سَائِرَ جَسَدِهٖ (ابو داؤد) | (ابودؤد) |

اس حدیث پاک سے بے شمار مسائل نکلتے ہیں۔مثلاً

۱۔اسلام میں احترام انسانیت کس قدر ہے کہ آپ ﷺ کو اس غلط مسئلہ کی بتانے کی وجہ سے اتنا دُکھ ہوا کہ مسئلہ بتانے والوں کو آپؐ نے تنبیہ کے طور پر یہ فرمایا کہ تم نے اس کو قتل ہی کر ڈالا۔

۲۔جس کو مسئلہ معلوم نہ ہو اسکو کسی جاننے والے سے معلوم کرنا چاہیئے ۔اپنے اندازے سے قطعًا کوئی فیصلہ نہیں کرنا چاہیئے ۔

۳۔اگر غسل کرنا نقصان دہ نہ ہوتو پھر زخم پر پٹی باندھ کر اس کا مسح کرنا چاہیے اور باقی جسم کو دھوڈالنا چاہیئے ورنہ تیمّم کرنا چاہیئے ۔

# غسل کا بیان

اسلام ایک مکمل نظام زندگی کا نام ہے۔ وہ زندگی میں پیش آنے والے تمام مسائل کا حل پیش کرتا ہے۔ بلکہ اس نے تو انسان کی پیدائش سے لیکر موت تک اسکی زندگی میں آنے والے تمام مسائل کا حل پہلے ہی سے مرتب کرر کھا ہے۔

اور یہ بھی ایک حقیقت ہے کہ اسلام نے طہارت و پاکی پر سب سے زیادہ زور دیا ہے یہاں تک کہ پاکی اور طہارت کو آدھا ایمان کہہ دیا گیا۔ اور پاکی کے تمام شعبوں کو تفصیل سے بیان کیا ہے جیسا کہ آپ گذشتہ صفحات میں دیکھتے آرہے ہیں اسلام نے اپنے ماننے والوں کو غسل (نہانے) کا بھی مکمل طریقہ بتایا ہے۔

یہ بھی بتایا کہ غسل (نہانا) کب ضروری ہوتا ہے اور وہ کون کون سے مواقع ہیں جب نہانا ضروری تو نہیں ہے مگر نہانا بہتر اور ثواب کا باعث ہے۔

غسل کے مسائل تو تفصیلی ہیں اور مردوں وعورتوں کے مخصوص مسائل بھی ہیں جو کتب فقہ میں دیکھے جاسکتے ہیں یہاں تو مختصراً آپ ﷺ کے اس سلسلہ کے چند ارشادات پڑھ لیجئے!

## غسل کرنے کا سنت طریقہ

عَنْ عَائِشَةَ ؓ اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ اِذَا غْتَسَلَ مِنَ الْجَنَابَةِ يَبْدَأُ فَيَغْسِلُ يَدَيْهِ ثُمَّ يَفْرَغُ بِيَمِيْنِهٖ عَلَىٰ شِمَالِهٖ فَيَغْسِلُ فَرْجَهُ ثُمَّ يَتَوَضَّأُ وُضُوْئَهُ لِلصَّلٰوةِ

حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ جب جنابت کا غسل فرماتے تھے تو سب سے پہلے اپنے دونوں ہاتھ دھوتے پھر دائیں ہاتھ سے بائیں ہاتھ پر پانی ڈالکر استنجا کی جگہ کو دھوتے پھر اسطرح وضو فرماتے جس طرح نماز کیلئے وضو فرمایا کرتے تھے پھر پانی

ثُمَّ يَأْخُذُ الْمَاءَ فَيُدْخِلُ اَصَابِعَهُ فِيْ اُصُوْلِ الشَّعْرِ حَتّٰى اِذَا رَئٰى اَنْ قَدْ اِسْتَبْرَءَ حَفَنَ عَلٰى رَأْسِهٖ ثَلَاثَ حَفَنَاتٍ ثُمَّ اَفَضَ عَلٰى سَائِرِ جَسَدِهٖ ثُمَّ غَسَلَ رِجْلَيْهِ(مسلم والبخاری)

لیکر انگلیاں بالوں کی جڑوں میں داخل فرماتے اور بالوں کی جڑیں خوب تر فرماتے یہاں تک کہ آپ کو یقین ہو جاتا کہ سب میں اچھی طرح پانی پہنچ گیا ہے تو دونوں ہاتھ بھر بھر کے تین چلو پانی اپنے سر مبارک پر ڈالتے پھر تمام بدن پر پانی بہا دیتے اسکے بعد دونوں پاؤں دھوتے (مسلم، بخاری)

عَنْ عَبّاسٍؓ قَالَ حَدَّثَتْنِیْ خَالَتِیْ مَیْمُوْنَۃُ قَالَتْ اَدْنَیْتُ لِرَسُوْلِ اللّٰہِ غُسْلَهٗ مِنَ الْجَنَابَةِ فَغَسَلَ کَفَّیْهِ مَرَّتَیْنِ اَوْ ثَلَاثًا ثُمَّ اَدْخَلَ یَدَهٗ فِی الْاِنَاءِ ثُمَّ اَفْرَغَ بِهٖ عَلٰى فَرْجِهٖ وَغَسَلَهٗ بِشِمَالِهٖ ثُمَّ ضَرَبَ بِشِمَالِهِ الْاَرْضَ فَدَلَکَهَا دَلْکًا شَدِیْدًا ثُمَّ تَوَضَّأَ وُضُوْئَهٗ لِلصَّلٰوۃِ ثُمَّ اَفْرَغَ عَلٰى رَأْسِهٖ ثَلٰثَ حَفَنَاتٍ

حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ میری خالہ میمونہؓ نے مجھ سے بیان کیا کہ میں نے ایک دن رسول اللہ ﷺ کے غسل جنابت کیلئے پانی بھر کر رکھا تو رسول اللہ ﷺ نے سب سے پہلے دونوں ہاتھوں کو دو ۲/ مرتبہ یا تین ۳/ مرتبہ دھویا، پھر دھویا ہوا ہاتھ پانی کے برتن میں ڈالکر اس سے پانی نکالا۔ اور اپنے مقام استجا پر ڈالا اور اس کو بائیں ہاتھ سے دھویا پھر اس بائیں ہاتھ کو زمین کی مٹی سے خوب رگڑ کر دھویا پھر آپؐ نے وضو فرمایا جیسا کہ نماز کیلئے وضو فرماتے تھے اسکے بعد تین مرتبہ لپ بھر بھر کر سر مبارک پر پانی ڈالا۔

مِلْأَ كَفِّهٖ ثُمَّ غَسَلَ سَائِرَ جَسَدِهٖ ثُمَّ تَنَحّٰى عَنْ مَقَامِهٖ ذَالِکَ فَغَسَلَ رِجْلَيْهِ ثُمَّ اَتَيْتُهٗ بِالْمِنْدِيْلِ فَرَدَّهٗ (البخاری واللفظ لمسلم)

پھر تمام بدن دھویا، پھر اس جگہ سے ذرا ہٹ کر آپ ﷺ نے دونوں پاؤں دھوئے۔ پھر میں نے آپ کو رومال دیا۔ تو آپ ﷺ نے اس کو واپس فرمایا(۱) ایک دوسری روایت ہے کہ رومال کے بجائے آپؐ نے جسم سے پانی کو جھاڑ دیا۔ (مسلم، بخاری)

بخاری شریف میں ہی ایک دوسرے مقام پر حضرت میمونہؓ سے روایت ہے جسمیں یہ ہے کہ استنجا کے بعد اگر جسم پر کوئی چیز لگی ہوئی ہو تو اُس کو دھوئے۔ غسل کے طریقہ میں جو کچھ گذرا اس میں سے بعض چیزیں ضروری ہیں جن کے بغیر غسل نہیں ہوتا ہے اور بعض سنت ہیں جن کے چھوٹنے سے غسل تو ہو جاتا ہے تاہم ثواب نہیں ملتا اب ان کا الگ الگ تفصیلی ذکر!

## غسل کے فرائض:-

غسل میں تین فرض ہیں۔ (۱) کلی کرنا (۲) ناک میں پانی ڈالنا (۳) تمام بدن پر اسطرح پانی بہانا کہ پورے بدن میں بال برابر بھی کوئی جگہ خشک نہ رہ جائے تمام بدن کا دھونا تو اسی حدیث سے ثابت ہوتا ہے کلی کرنا و ناک میں پانی ڈالنا اسلیئے ضروری ہے کہ یہ بھی بدن کا حصّہ ہے اور حضور ﷺ سے بھی کلی کرنا اور ناک میں پانی ڈالنے کا چھوڑنا کبھی بھی ثابت نہیں ہے۔

### حضرت میمونہؓ کی ایک حدیث دیکھئے:-

عَنْ عَبَّاسٍؓ قَالَ حَدَّثَتْنَا مَيْمُوْنَةُؓ قَالَتْ صَبَبْتُ لِلنَّبِيِّ ﷺ

حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ مجھ سے حضرت میمونہؓ نے بیان فرمایا کہ

(۱) یہاں آپ ﷺ نے تولیہ واپس فرما دیا تھا لیکن دوسری روایات سے ثابت ہے کہ کبھی آپ ﷺ استعمال فرماتے تھے جیسا کہ وضو کے بیان میں گذرا علماء کہتے ہیں کہ سردی میں استعمال فرماتے تھے گرمی میں نہیں۔

| | |
|---|---|
| غُسْلًا فَاَفْرَغ بِيَمِيْنِه عَلٰى يَسَارِهِ فغَسَلَهُمَا ثُمَّ غَسَلَ فَرْجَهُ ثُمَّ ضَرَبَ بِيَدِهِ عَلَى الْاَرْضِ فَمَسَحَهَا بِالتُّرَابِ ثُمَّ غَسَلَهَا ثُمَّ مَضْمَضَ وَ اسْتَنْشَقَ ثُمَّ غَسَلَ وَجْهَهُ وَ اَفَاضَ عَلٰى رَأْسِهٖ ثُمَّ تَنَحّٰى فَغَسَلَ قَدْمَيْهِ ثُمَّ اُوْتِىَ مِنْدِيْلٌ فَلَمْ يَنْفُضْ بِهَا (البخاری) | میں نے حضور ﷺ کیلئے غسل کا پانی رکھا تو آپؐ نے پہلے دائیں ہاتھ سے بائیں ہاتھ پر پانی ڈالکر دونوں ہاتھ دھوئے پھر اپنی استنجا کی جگہ کو دھویا۔ بعدازاں اپنے ہاتھ کو زمین پر مارا اوراس کو مٹی سے خوب رگڑ کر دھویا اس کے بعد کلی کی اور ناک میں پانی ڈالا پھر اپنے منہ کو دھوکر سر پر پانی بہایا پھر وہاں سے ہٹ کر پاؤں دھوئے پھر آپ ﷺ کے پاس تولیہ لایا گیا۔ مگر آپؐ نے اس سے بدن مبارک نہ پونچھا۔ (بخاری) |

امام بخاریؒ نے اس حدیث سے خاص طور سے یہ ثابت کیا ہے کہ غسل جنابت میں کلی کرنا اور ناک میں پانی ڈالنا ضروری ہے۔

دارقطنی اورحاکم نے حضرت ابوہریرہؓ سے رسول اللہ ﷺ کا یہ ارشادگرامی نقل کیا ہے جَعَلَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ اَلْمَضْمَضَةَ وَ الْاِسْتِنْشَاقَ لِلْجُنُبِ ثَلَاثًا فَرِيْضَةً یعنی رسول اللہ ﷺ نے جنبی کے لئے غسل میں تین بار کلی کرنے اور ناک میں پانی ڈالنے کو فرض قرار دیا ہے علماء کہتے ہیں کہ کلی کرنا اور ناک میں پانی ڈالنا تو فرض ہے۔ البتہ تین مرتبہ فرض نہیں بلکہ سنت ہے چونکہ دوسری حدیثوں سے صاف طور پر معلوم ہوتا ہے کہ فرض صرف ایک مرتبہ ہے۔ ابوداؤد شریف میں حضرت عبداللہ بن عمرؓ کی روایت ہے کہ حضور ﷺ اللہ تعالی سے اپنی امت کے لئے تخفیف کا سوال فرماتے رہے یہاں تک کہ جُعِلَتِ الصَّلٰوةُ خَمْسًا وَ غُسْلُ الْجَنَابَةِ مَرَّةً. (رواہ ابوداؤد) نمازیں تو پانچ کردی گئیں اور غسل جنابت ایک مرتبہ فرض قرار دیا گیا۔

# غسل کی سنتیں

انہی حدیثوں کی روشنی میں علماء کرام نے ان چیزوں کو غسل کی سنت قرار دیا ہے۔
۱-نیت کرنا -یعنی اللہ تعالی کی خوشنودی اورا جر وثواب کی نیت کرنا۔اگر ثواب کی نیت نہیں ہوگی تو غسل تو ہوجائیگا مگر ثواب نہیں ملیگا جیسے کہ وضو کے بیان میں یہ حدیث گزر چکی ہے .اِنَّمَا الْاَعْمَالُ بِالنِّيَاتِ. (بیشک اعمال کا دارومدار نیتوں پر ہے)
۲- پہلے دونوں ہاتھ گٹوں تک دھونا۔۳- مقام استنجا کو اچھی طرح صاف کرنا۔
۴-غسل سے پہلے مکمل وضو کر لینا جسمیں کلی کرنا۔مسواک کرنا۔ناک میں پانی ڈالنا۔ڈاڑھی کا خلال کرنا۔وغیرہ سب مسائل ہیں۔۵- پہلے سر کے بالوں کی جڑوں کو اچھی طرح تر کر لینا۔۶-سارے بدن پر تیں بار پانی بہانا۔۷-دایئں جانب پہلے ڈالنا اور بایئں طرف بعد میں۔

## پردہ کی جگہ میں غسل کرنا:-

اگر غسل خانے کے اندر بند کمرے میں کوئی نہائے تو اسکے لئے اجازت ہے کہ بالکل ننگا ہو کر بھی نہا سکتا ہے۔مگر یہاں بھی ستر کی جگہ کپڑا وغیرہ باندھ لینا بہتر ہے۔مگر جو شخص باہر کھلے میدان میں نہار ہا ہو اسکے لئے ہرگز یہ جائز نہیں کہ وہ بالکل ننگا ہو کر سب کے سامنے نہائے اسکو لنگی باندھ کر اپنا ستر چھپا کر نہانا ضروری ہے۔ہمارے یہاں اس بارے میں بہت بے احتیاطی کی جاتی ہے بعض حضرات دو/۲ چار/۴ انچ کی چڈی لگا لیتے ہیں اور سمجھتے ہیں کہ پردہ ہو گیا۔اس سے بالکل پردہ نہیں ہوتا ہے۔ستر کی جگہ ناف سے لیکر گھٹنے تک ہے۔اسی طرح مرد مردوں کے سامنے اور عورتیں عورتوں کے سامنے برہنہ ہوجایئں اور ستر کا خیال نہ رکھیں یہ بھی حرام ہے کیوں کہ ستر کا حکم سب کے لئے یکساں ہے۔اس سلسلے میں رسول اللہ ﷺ کا ارشاد پاک دیکھیئے!

عَـنْ يَـعْـلٰى قَـالَ اِنَّ رَسُـوْلَ اللهِ ﷺ رَئٰـى رَجُلًا يَـغْسِلُ بِاالْبَرَازِ فَـصَـعَـدَ الْـمِـنْبَـرَ فَـحَمِدَاللهَ وَاَثْنٰى عَلَيْهِ ثُـمَّ قَـالَ اِنَّ اللهَ حَـيٌّ سَتِيْـرٌيُـحِـبُّ الْحَيَـاءَ وَالتَّسَتُّـرَفَـاِذَا غْتَسَلَ اَحَدُكُمْ فَلْيَسْتَتِرْ.

(رواه الـنـسـائـى ، ابو داؤد واحمد)

حضرت یعلیٰؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک آدمی کو کھلے میدان میں (برہنہ) نہاتے ہوئے دیکھا تو آپ ﷺ مسجد شریف تشریف لائے اور منبر پر چڑھ کر لوگوں کے سامنے یہ خطبہ دیا جسمیں معمول کے مطابق پہلے اللہ کی حمد وثناء کی اسکے بعد فرمایا:- اللہ تعالیٰ خود حیا فرمانے والا اور پردہ کرنے والا ہے بندوں کے لئے بھی حیاءداری اور پردہ داری کو پسند کرتا ہے۔اس کے مطابق اسکا حکم ہے اور میں تمہیں اسکی ہدایت اور تاکید کرتا ہوں ۔کہ جب تم میں سے کوئی غسل کرے تو پردہ کیا کرے لوگوں کے سامنے بے پردہ ہوکر غسل نہ کرے۔

(ابوداؤد، النسائی، احمد)

رسول اللہ ﷺ سے محبت کا دعوٰی رکھنے والے ان ارشادات پر غور فرمائیں ۔آپ ؐکا ایک ارشاد ہے۔فَـاِذَا اَرَادَ اَحَـدُكُـم اَنْ يَغْتَسِلُ فَلْيَتَوَارَ بِشَئٍ (نسائی) ترجمہ:-جس وقت تم میں سے کوئی نہانے کا ارادہ کرے پس چاہیئے کہ کسی چیز کے ذریعہ پردہ کرلے۔

ایک دوسرے موقع پر رسول اللہ ﷺ نے امت کو نصیحت فرماتے ہوئے فرمایا کہ لوگوں کے سامنے تو پردہ ضروری ہے اگر کہیں تنہائی میں ہو تب بھی اللہ تعالیٰ سے شرم وحیا کرتے ہوئے ستر کو چھپانا چاہیئے۔

اِحْـفَـظْ عَـوْرَتَکَ اِلَّا مِـنْ زَوْجِکَ اَوْمَامَلَکَتْ يَمِيْنُکَ

سوائے اپنی بیویوں کے اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کرو! صحابی کہتے ہیں میں نے

قُـلْـتُ يَـارَسُـوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَفَـرَأَيْـتَ اِذَا كَـانَ الـرَّجُلُ خَـالِيًـا قَـالَ فَـاللّٰهُ اَحَـقُّ اَنْ يُسْتَـحْـيٰ مِـنْـهُ

(الترمذی،ابو داؤد،احمد)

عرض کیا کہ یارسول اللہ ﷺ آپ کیا حکم فرماتے ہیں ۔جب آدمی تنہائی میں ہو۔ آپؐ نے فرمایا:- پھر اللہ تعالی زیادہ مستحق ہے کہ اس سے شرم کرو۔

(ترمذی،ابوداؤد،احمد)

یعنی پیشاب پاخانہ اور جماع کے وقت تو ننگا ہونا مجبوری کی وجہ سے جائز ہے ورنہ آدمی جب تنہائی میں ہو تب بھی پردہ کرنا چاہیے۔

موجودہ دور کی بے حیائی کے تمام تر طریقے اہل مغرب کے ایجاد کردہ ہیں ایشیاء کے مسلم تو مسلم ! غیر مسلم بھی سوڈیڑھ سو سال پہلے اس بے حیائی کا تصور نہیں کر سکتے تھے جسکے آج وہ شکار ہیں۔

## خواتین کا غسل :-

عَـنْ اُمِّ سَـلْـمَةَ قَـالَـتْ اِنَّ اِمْـرَأَةً مِّـنَ الْـمُسْـلِـمِيْنَ وَقَـالَ زُهَـيْـرٌ اَنَّـهَـاقَـالَـتْ يَـارَسُـوْلَ اللّٰهِ ﷺ اِنِّـيْ اِمْـرَأَةٌ اَشَـدُّ ضَـفْـرَرَأْسِـهٖ اَفَـاَنْـقُـضُـهُ لِلْجَنَابَةِ قَالَ اِنَّـمَا يَكْفِيْكِ اَنْ تَحْفِنِيْ عَـلَيْـهِ ثَلَاثَ حَثَيَاتٍ مِنْ مَّـاءٍ ثُـمَّ يُـفِيْـضِـيْ عَلٰـى

حضرت ام سلمہؓ سے روایت ہے کہ مسلمانوں میں سے ایک عورت نے رسول اللہ ﷺ سے دریافت کیا اور آپؐ سے یوں عرض کیا یا رسول اللہ ! میں ایک ایسی عورت ہوں کہ اپنی چوٹی کو کس کر باندھ دیتی ہوں تو کیا جنابت کے غسل کیلئے میں اس چوٹی کو کھولوں ؟ آپؐ نے فرمایا:-نہیں ! تمہیں اتنا ہی کافی ہے کہ تم سر پر تین چلو پانی ڈالو۔ پھر تمام بدن پر پانی بہادو جب تم یہ کرلوگی تو پاک

سَـائِرِ جَسَدِکِ فَاِذَا اَنْتِ قَدْ طَهُرْتِ.
ہو جاؤ گی (یعنی چوٹی کھولنا ضروری نہیں)

(ابو داؤد،نسائی،ترمذی ،مسلم)
(ترمذی،ابوداؤد،نسائی،مسلم)

عورتوں کیلئے غسل کرنے کا سنت طریقہ وہی ہے جو مردوں کیلئے ہے۔صرف عورت کی کمزوری کے پیشِ نظر شریعت نے اس کو یہ اجازت دی ہے۔کہ اگر عورت نے چوٹی کر رکھی ہو اور کھولکر سر دھونے میں پریشانی ہو تو اس کے لئے جائز ہے کہ وہ سر کے بیچ میں تین چلو پانی ڈالکر بالوں کو انگلیوں سے تھوڑا ہلائے تاکہ انکی جڑوں میں پانی پہنچ جائے۔پھر بال کھولنے کہ ضرورت نہیں ہے جیسے کہ حدیث سے معلوم ہوا۔

لیکن اگر عورت نے چوٹی نہ کی ہو بلکہ بال کھلے ہوں تو تمام سر کا اچھی طرح دھونا فرض ہے ایسے ہی اگر چوٹی تو کی ہو لیکن چوٹی اتنی سخت ہو کہ بالوں کی جڑوں میں بالکل پانی جا ہی نہ سکتا ہو تب بھی سر کھولکر دھونا ضروری ہے لیکن اسطرح کی چوٹی کرنے والی عورتیں ہزاروں میں کوئی ایک ہی ہوگی عموماً ایسے چوٹی نہیں ہوتی ہے۔

علاوہ ازیں حیض ونفاس سے پاک ہوکر غسل کرنے کے بعد خواتین کے لئے خوشبو استعمال کرنا بھی مسنون ہے آپؐ نے اسکی تاکید فرمائی ہے۔

## وہ چیزیں جن سے غسل فرض ہو جاتا ہے:-

غسل کو فرض کرنے والی مندرجہ ذیل پانچ چیزین ہیں۔

(۱) انزال سے غسل (۲) دخول سے غسل (۳) سونے میں احتلام سے غسل (۴) حیض کے بعد غسل (۵) نفاس کے بعد غسل

## (۱) انزال سے غسل :-

| | |
|---|---|
| عَنْ عَلِيٍّ قَالَ كُنْتُ رَجُلًا مَذَّاءً فَجَعَلْتُ اَغْتَسِلُ حَتّٰى تَشَقَّقَ ظَهْرِی فَذَكَرْتُ ذَالِكَ لِلنَّبِیِّ صلى الله عليه وسلم اَوْ ذُكِرَ لَهُ فَقَالَ رَسُوْلُ اللهِ صلى الله عليه وسلم لَا تَفْعَلْ اِذَا رَأَيْتَ الْمَذِیَّ فَاغْسِلْ ذَكَرَكَ وَ تَوَضَّأْ وُضُوْئَكَ لِلصَّلٰوةِ وَاِذَا فَضَخْتَ فَاغْتَسِلْ. | حضرت علیؓ سے روایت ہے کہ میں ایک ایسا آدمی تھا جسکو مذی بہت آتی تھی جب مذی نکلتی میں غسل کرتا۔ اور غسل کرتے کرتے میری کمر پھٹ گئی۔ آخر حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے جب دریافت کیا گیا تو آپؐ نے فرمایا کہ ایسا مت کرو! بلکہ جب تم کو مذی نکل آئے تو تم صرف شرمگاہ کو دھوڈالو اور وضو کرو ہاں اگر تم کو جوش کے ساتھ انزال ہو جائے تو تم پر غسل کرنا ضروری ہے۔ |
| (رواہ ابوداؤد) | (ابوداؤد) |

## (۲) دخول سے غسل :-

| | |
|---|---|
| عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَؓ عَنِ النَّبِیِّ صلى الله عليه وسلم قَالَ اِذَا قَعَدَ بَيْنَ شُعُبِهَا الْاَرْبَعِ وَاَلْزَقَ الْخِتَانُ بِالْخِتَانِ فَقَدْ وَجَبَ الْغُسْلُ | حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ جب مرد عورت کی چاروں شاخوں کے درمیان بیٹھ جائے اور دونوں شرمگاہیں مل جائیں تو اب انزال ہو یا نہ ہو غسل دونوں پر واجب ہوگیا۔ |
| (رواہ البخاری ومسلم و ابوداؤد والنسائی) | (نسائی ابوداود، بخاری، مسلم) |

اس مسئلہ میں رسول اللہ ﷺ کے چند صحابہؓ میں اختلاف ہو گیا تھا۔ بعض حضرات اس کے قائل تھے کہ مرد و عورت کی محض ملاقات سے غسل واجب نہیں ہوتا بلکہ غسل تب واجب ہوتا ہے جب انزال ہو جائے صحابہ میں سے حضرت ابوموسیٰ اشعریؓ امی عائشہؓ کے پاس گئے اور یہ مسئلہ معلوم کرنے لگے مگر شرم محسوس ہوئی حضرت عائشہؓ نے فرمایا کہو جو کہنا ہے میں تو تمہاری ماں ہوں تو انہوں نے مسئلہ معلوم کیا تب امی عائشہؓ نے فرمایا جب ایک شرمگاہ دوسری شرمگاہ سے مل جائے تو انزال ہو یا نہ ہو غسل ہر حال میں فرض ہو جاتا ہے پھر اس پر امت کا اتفاق ہو گیا۔ (موطا امام مالک، مسند احمد)

امام طحاویؒ فرماتے ہیں کہ امت کا یہ اجماع (اتفاق) امیر المومنین حضرت عمرؓ کے دور خلافت میں ہوا۔ واللہ اعلم۔

## (۳) سونے میں احتلام سے غسل:۔

| | |
|---|---|
| عَنْ عَائِشَةَؓ قَالَتْ سُئِلَ | ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہؓ سے روایت ہے کہ |
| النَّبِيُّ ﷺ عَنِ الرَّجُلِ | حضور ﷺ سے سوال کیا گیا۔ کہ ایک آدمی سو کر اٹھے |
| يَجِدُ الْبَلَلَ وَلَا يَذْكُرُ | اور اپنے کپڑوں پر تری دیکھے مگر اس کو خواب آنا یاد نہ |
| اِحْتِلَامًا قَالَ يَغْتَسِلُ | ہو تو کیا اس پر غسل واجب ہے؟ آپؐ نے فرمایا! اس |
| وَعَنِ الرَّجُلِ يَرٰى اَنْ | پر غسل واجب ہے پھر آپ ﷺ سے معلوم کیا گیا کہ |
| قَدْ اِحْتَلَمَ وَلَا يَجِدُ | ایک شخص کو خواب تو یاد ہے کہ اس نے خواب دیکھا |
| الْبَلَلَ قَالَ لَا غُسْلَ | مگر اس کے جسم یا کپڑوں پر تری نہ ملے تو اس پر غسل |
| عَلَيْهِ فَقَالَتْ اُمُّ سَلِيْمٍ | ہے؟ آپؐ نے فرمایا اس پر غسل نہیں ہے اس پر |
| الْمَرْأَةُ تَرٰى | حضرت امّ سلیمؓ نے عرض کیا کہ اے رسول خداؐ اگر |

ذَالِکَ اَعَلَیْهَا غُسْلٌ قَالَ نَعَمْ اِنَّمَا النِّسَاءُ شَقَائِقُ الرِّجَالِ. (رواه الترمذی وابوداؤد)

عورت بھی مرد کی طرح دیکھے یعنی اس کو بھی احتلام ہوجائے تو کیا اس پر بھی غسل ہے آپؐ نے فرمایا ہاں! اس پر بھی غسل واجب ہے عورتیں بھی تو مردوں کا ایک جوڑا ہیں (یعنی دونوں کا اس مسئلہ میں ایک ہی حکم ہے) (ترمذی ابوداؤد)

## (۴) حیض کے بعد غسل :-

خواتین کو جو ماہواری خون آتا ہے۔اس کو حیض کہتے ہیں۔ یہ عورت کو بالغ ہونے سے لیکر ۵۵ سال تک عموماً آتا ہے۔بعض کو اس سے بھی زیادہ عمر تک آتا ہے۔علماء احناف نے حضرت انسؓ کی روایت کی بنیاد پر اسکی کم سے کم مدت تین روز اور زیادہ سے زیادہ دس روز بیان کی ہے لیکن زیادہ تو اس معاملہ میں عورتوں کی عادت کو دخل ہوتا ہے کسی کو ہمیشہ تین روز کسی کو چار کسی کو پانچ یا سات روز آتا ہے۔اور اپنی عادت کے مطابق ہی اکثر شروع ہوتا ہے۔اور پھر خود ہی بند ہوجاتا ہے اس خون کے بند ہونے پر غسل کرنا فرض ہے اور حیض کے دنوں میں عورت کو نماز پڑھنا اور روزہ رکھنا بھی جائز نہیں ہے خون بند ہونے پر روزوں کی قضاء کریگی مگر نماز کی قضاء نہیں ہے وہ سرے سے ہی معاف ہے۔

عَنْ بَهِيَّةَؓ قَالَتْ سَمِعْتُ اِمْرَأَةً تَسْئَلُ عَائِشَةَؓ عَنِ اِمْرَأَةٍ فَسَدَ حَيْضُهَا وَاُهْرِيْقَتْ دَمًا فَاَمَرَنِیْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم اَنْ اٰمُرَهَا

حضرت بہیّہؓ سے روایت ہے کہ حضرت عائشہ صدیقہؓ سے ایک عورت نے اس عورت کے بارے میں معلوم کیا جسکو پہلے تو متعین دن تک حیض آتا تھا پھر اچانک اس کا خون بگڑ گیا اور برابر جاری رہا۔

| | |
|---|---|
| فَلْتَنْظُرْ قَدْرَمَا كَانَتْ تَحِيضُ فِي كُلِّ شَهْرٍ وَحَيْضُهَا مُسْتَقِيمٌ فَلْتَعْتَدَّ بِقَدْرِ ذَالِكَ مِنَ الْاَيَّامِ ثُمَّ الْتَدْعِ الصَّلٰوةَ فِيْهِنَّ اَوْ بِقَدْرِهِنَّ ثُمَّ تَغْتَسِلُ ثُمَّ لَتَسْتَذْفِرُ بِثَوْبٍ ثُمَّ تُصَلِّيْ | حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ پھر میں نے یہ مسئلہ حضورﷺ سے معلوم کیا تو آپﷺ نے مجھے حکم دیا کہ اس کو بتاؤ کہ جب تمہارا خون بگڑا نہیں تھا ان دنوں میں ہر مہینہ میں جتنی مدت تمہیں حیض آتا تھا اس مدت کو حیض شمار کرو اور اتنے دنوں میں نماز چھوڑ دو جب یہ مدت پوری ہو جائے تو غسل کرو اور شرمگاہ پر کوئی موٹا کپڑا باندھکر نماز پڑھو |
| (رواہ ابوداؤد) | (ابوداؤد) |

دوسری روایت میں ہے اس لئے کہ جو عادت کے بعد خون آتا ہے یہ حیض نہیں ہے یہ تو بیماری کا خون ہے۔ جو کہ رگ کے پھٹنے سے بہہ پڑتا ہے۔ (ترمذی)

## (۵) نفاس کے بعد غسل:-

نفاس اس خون کو کہتے ہیں جو عورت کو بچہ کی پیدائش کے بعد زچگی میں آتا ہے۔ اس کی کم سے کم مدت کچھ بھی نہیں ہے جتنی دیر خون آئے بس وہ نفاس کا خون ہوگا۔ اور جب بند ہو جائے گا تو عورت غسل کر کے نماز شروع کردیگی ہاں زیادہ سے زیادہ مدت چالیس دن ہے چالیس دن کے بعد اگر مزید خون آجائے تو وہ نفاس کا خون شمار نہیں ہوگا۔ بلکہ وہ کسی بیماری کا خون ہے چالیس دن کے بعد ہر حال میں غسل کر کے نماز شروع کردے

نفاس کی مدت میں حیض کی طرح نہ نماز پڑھ سکتی ہے، نہ روزہ رکھ سکتی ہے نفاس ختم ہونے کے بعد روزوں کی قضاء کرے گی مگر نماز کی قضاء بھی نہیں ہے بلکہ وہ معاف ہے۔ حضورﷺ سے نفاس والی خواتین کے بارے میں پوچھا گیا تو آپؐ نے فرمایا:-

تَـنـتَظِرُ النُّفَسَاءُ اَرْبَعِيْنَ لَيُـــلَةً فَــــاِنْ رَأَتْ الطُّهْرَ قَبْلَ ذَالِکَ فَهِيَ طَـاهِـرَةٌ وَاِنْ جَـاوَزَتِ الاَرْبَـعِيْـنَ فَهِيَ بِمَنْزِلَةِ الْـمُسْتَـحَـاضَةِ تَغْتَسِلُ وَتُـــصَــلِّـــيْ.(رواہ الدارقطنی والحاکم)

نفاس والی عورتیں چالیس رات تک انتظار کریں پس اگر اس مدت سے پہلے ہی پاکی دیکھیں (خون بند ہوجائے) تو وہ اپنے آپ کو پاک سمجھیں اور اگر چالیس راتوں سے خون زیادہ بڑھ جائے (یعنی برابر جاری رہے بند نہ ہو) تو وہ بیماری کا خون شمار ہوگا ایسی عورتیں چالیس دن کے بعد غسل کریں اور نماز پڑھنی شروع کرلیں۔ (دارقطنی، حاکم)

## حیض ونفاس کی حالت میں نماز روزہ کا حکم:-

جیسا کہ گذشتہ روایت سے معلوم ہوگیا ہے کہ حالت نفاس وحیض دونوں میں عورت نہ نماز پڑھ سکتی ہے نہ روزہ رکھ سکتی ہے۔البتہ مدت گزرنے کے بعد روزوں کی قضاء کریگی نماز کی نہیں اس سلسلہ کی ایک اور حدیث پڑھئے!

عَنْ مَعَــاذَةَؓ قَــالَتْ اِنَّ امْرَأَةً سَــأَلَـــتْ عَــائِشَةَؓ اَتَـقْـضِـي الْـحَـائِـضُ الـصَّـلٰـوةَ فَقَالَتْ اَحَـــرُوْرِيَّةٌ اَنْــتِ لَـقَـدْ كُـنَّـا نَـحِيْضُ عِنْدَرَسُوْلِ اللهِ ﷺ

حضرت معاذؓ سے روایت ہے کہ ایک عورت نے حضرت عائشہؓ سے معلوم کیا کہ حیض والی عورت کیا حیض کے بعد قضاء کریگی ۔حضرت عایشہؓ نے فرمایا کیا تو حروریہ(۱) ہے؟

---

(۱) یہ ایک گمراہ فرقہ تھا جو حیض کے بعد روزہ کیطرح نماز کی بھی قضاء ضروری سمجھتا تھا حضرت عائشہؓ کا اشارہ اسی جانب ہے ۔

فَلَا نَقْضِىْ وَلَا نُؤْمَرُ بِالْقَضَاءِ وَفِىْ رِوَايَةٍ عَنْ اَيُّوبَ عَنْ مُعَاذَةَ فَنُؤْمَرُ بِقَضَاءِ الصَّوْمِ وَلَا نُؤْمَرُ بِقَضَاءِ الصَّلٰوةِ.

(رواه ابو داود)

ہم عورتوں کو حضور ﷺ کے زمانہ میں حیض آتا تھا مگر نہ تو ہمیں نماز قضاء کرنے کا حکم تھا اور نہ ہم قضاء کرتی تھیں اس حدیث کی دوسری سند میں ہے کہ ہمیں روزہ تو قضاء کرنے کا حکم دیا جاتا تھا مگر نماز قضاء کرنے کا حکم نہیں دیا جاتا تھا۔ (ابوداؤد)

یہاں حکم اگرچہ حیض کا ہے مگر دوسری حدیثوں سے قطعی طور پر معلوم ہوتا ہے کہ نفاس کا بھی یہی حکم ہے ۔اور اس مسئلہ میں امت کا اتفاق ہے ایک دوسرے موقعہ پر آپ ﷺ نے عورتوں کی کمزوریاں بیان کرتے ہوئے فرمایا تھا۔

اَلَيْسَ اِذَا حَاضَتِ الْمَرْأَةُ لَمْ تُصَلِّ وَلَمْ تَصُمْ.

(رواه البخارى ومسلم)

کیا یہ بات نہیں ہے کہ جب عورت حیض کی حالت میں ہوتی ہے۔تو نہ تو وہ نماز پڑھ سکتی ہے اور نہ روزہ رکھ سکتی ہے۔

(بخاری،مسلم)

## حالت حیض ونفاس میں مجامعت:-

حالت حیض ونفاس میں مجامعت کرنا قطعاً جائز نہیں ہے قرآن کریم میں ارشاد باری تعالیٰ ہے

(فَاعْتَزِلُوا النِّسَاءَ فِىْ الْمَحِيْضِ) حالت حیض میں عورتوں سے دور رہو۔(البقرہ)

آپ ﷺ نے حالت حیض ونفاس میں مجامعت کرنے سے سختی سے منع فرمایا۔بلکہ فرمایا کہ اگر کوئی غلطی سے حائضہ سے جماع کرلے تو اس کو کچھ صدقہ کرنا چاہئے۔ (ترمذی)

لیکن اس کے علاوہ عورت کے ساتھ بیٹھنا،لیٹنا جبکہ اس نے کپڑے پہنے ہوں حتّٰی کہ اس کے ساتھ بیٹھ کر کھانا پینا سب بالکل جائز ہے۔

اس سلسلہ کا ایک ارشاد دیکھئے۔

| | |
|---|---|
| عَنْ مَیْمُوْنَةَ قَالَتْ اِنَّ النَّبِیَّ ﷺ کَانَ یُبَاشِرُ الْمَرْأَةَ مِنْ نِسَائِہٖ وَھِیَ حَائِضٌ اِذَا کَانَ عَلَیْھَا اِزَارٌ اِلٰی اَنْصَافِ الْفَخِذَیْنِ اَوِالرُّکْبَتَیْنِ تَحْتَجِزُ بِہٖ. (رواہ ابو داؤد) | حضرت میمونہؓ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ اپنی ازواج مطہرات سے اختلاط فرماتے تھے یعنی ساتھ سوتے تھے جبکہ وہ حائضہ ہوتی تھیں مگر وہ پردہ کے لئے رانوں تک یا گھٹنوں تک ازار باندھ لیتی تھیں (رواہ ابوداؤد) |

معلوم ہوا کہ حالت حیض میں عورت کے ساتھ سونا جائز ہے۔اسی طرح دوسری روایت سے کھانا پینا بھی ثابت ہے۔ یہ جو حالت حیض میں عورت کو بعض مقام پر الگ تھلگ کرنے کا رواج ہے۔ یہ غیر مسلموں کا ہے اسلام اس کو اچھوت نہیں سمجھتا ہے ہاں اگر کسی کو گناہ میں پڑ جانے کا اندیشہ ہو تو اس کے لئے ساتھ نہ سونا بہتر ہے۔ کَمَا قَالَتْ عَائِشَةُؓ وَاَیُّکُمْ یَمْلِکُ اَرْبَہٗ کَمَا کَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ یَمْلِکُ اَرْبَہٗ۔ ترجمہ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کے تم میں سے کون سا شخص ہے جو جذبات کو قابو میں رکھے جیسے اللہ کے رسول ﷺ قابو میں رکھتے تھے۔

## وہ باتیں جو حالت جنابت میں جائز نہیں:-

حیض اور نفاس کی حالت میں جو چیزیں جائز نہیں ہیں ان کا ذکر تو گزر چکا اس کے علاوہ مرد یا عورت دونوں میں سے کوئی بھی جنابت کی حالت میں ہو (یعنی جب اس پر غسل فرض ہو) تو اسکے لئے مندرجہ ذیل تین باتیں جائز نہیں ہیں ١- قرآن کریم کا چھونا ٢- قرآن کریم کا پڑھنا ٣- مسجد میں داخل ہونا۔

**حالت جنابت میں قرآن کریم کا چھونا:-** قرآن مجید کو بے وضو چھونا بھی جائز نہیں ہے چہ جائکہ جنبی قرآن کریم کو چھوئے اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے

لَا یَمَسُّهٗ اِلَّا الْمُطَهَّرُوْنَ. نہیں چھوتے ہیں اس کو مگر پاک لوگ ہی (الواقعہ)

رسول خدا ﷺ کا ارشاد ہے۔

عَنْ عَبْدِاللهِ اِبْنِ اَبِیْ بَکْرِبْنِ حَزْمٍؓ اَنَّ فِی الْکِتَابِ الَّذِیْ کَتَبَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ لِعَمْرِوبْنِ حَزْمٍ اَلَّا یَمَسَّ الْقُرْاٰنَ اِلَّا طَاهِرٌ.

(رواه الامام مالک)

حضرت عبداللہ ابن ابوبکر ابن حزمؓ سے روایت ہے کہ وہ خط جو حضور ﷺ نے عمرو ابن حزم کے لئے لکھا تھا اس میں اور باتوں کے علاوہ یہ حکم بھی تھا کہ نہ چھوئے قرآن کریم کو مگر پاک آدمی ہی۔

(موطا امام مالک)

اس پر امت کا اتفاق ہے۔ البتہ علماء کرام نے لکھا ہے اگر کسی مجبوری میں بے وضو قرآن کریم چھونا پڑ جائے تو کوئی پاک کپڑا ہاتھ میں لے پھر اس میں قرآن کریم کو پکڑے تو یہ جائز ہے مگر اپنے بدن کے پہنے ہوئے کپڑے سے نہ چھوئے، بلکہ بدن سے علٰحدہ کپڑے سے چھوئے۔

## حالت جنابت میں قرآن کریم کا پڑھنا:-

جنابت کی حالت میں ایسے ہی نفاس کی حالت میں اور حیض کی حالت میں قرآن کریم کا جسطرح چھونا جائز نہیں ہے اسی طرح اسکا پڑھنا بھی درست نہیں ہے البتہ اگر کوئی معلّمہ ہو تو اسکے لئے آدھی آدھی آیت یعنی لفظوں کو کاٹ کر بلا سلیس کے پڑھنا بوقت مجبوری جائز ہے۔

آپ ﷺ نے فرمایا:-

لَا تَقْرَأُ الْحَائِضُ وَلَا الْجُنُبُ شَیْأً مِنَ الْقُرْاٰنِ. (رواه الترمذی و ابن ماجة)

حیض والی عورت اور جنبی آدمی قرآن کریم نہ پڑھیں۔ (ترمذی، ابن ماجہ)

اَلْحَمْدُلِلّٰهِ اس پر بھی امت کا اتفاق ہے۔

## حالت جنابت یا حیض ونفاس میں مسجد میں داخل ہونا:

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہؓ فرماتی ہیں کہ مدینہ منورہ میں مسجد نبوی کے گرد اگرد ابتدا میں کچھ ایسے حجرے بنائے گئے تھے جنکے دروازے مسجد میں نکلتے تھے پھر آپ ﷺ نے فرمایا کہ ان گھروں کے رخ مسجد سے پھیر دو۔ صحابہ کرامؓ ابھی انتظار کر رہے تھے کہ شاید اس سلسلہ میں کوئی رخصت نازل ہو جائے مگر آپؐ نے دوبارہ یہ ارشاد فرمایا:-

وَجِّهُوْا هٰذِهِ عَنِ الْمَسَاجِدِ فَاِنِّیْ لَا اُحِلُّ الْمَسْجِدَ لِحَائِضٍ وَّلَا جُنُبٍ

(رواہ ابو داؤد)

ان گھروں کے رخ مسجد سے پھیر دو اسلئے کہ میں حائضہ اور جنبی کیلئے مسجد میں داخل ہونا جائز نہیں قرار دیتا ہوں۔

(ابوداؤد)

اگر کوئی حالتِ اعتکاف میں مسجد کے اندر سویا ہوا ور اس کو غسل کی حاجت ہو جائے تو تیمّم کر کے باہر نکلے۔

### وہ چیزیں جنکا حالت جنابت میں کرنا جائز ہے:-

### ۱-سلام، مصافحہ اور استغفار:-

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ لَقِیَنِیْ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَاَنَا جُنُبٌ فَاَخَذَ بِیَدِیْ فَمَشَیْتُ مَعَهٗ حَتّٰی قَعَدَ فَانْسَلَلْتُ فَاَتَیْتُ الرَّحْلَ فَاغْتَسَلْتُ ثُمَّ جِئْتُ

حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ مجھے راستے میں رسول اللہ ﷺ مل گئے جبکہ میں جنبی تھا پس آپؐ نے میرا ہاتھ پکڑ لیا اور میں آپ ﷺ کے ساتھ چلنے لگ گیا یہاں تک کہ آپ ﷺ ایک مقام پر بیٹھ گئے تو میں چپکے سے کھسک گیا اور گھر جا کر غسل

وَهُوَ قَاعِدٌ فَقَالَ اَيْنَ كُنْتَ يَااَبَا هُرَيْرَةَ فَقُلْتُ لَهٗ فَقَالَ سُبْحَانَ اللّٰهِ! اِنَّ الْمُؤْمِنَ لَايَنْجِسُ. (رواه البخاری ومسلم)

کیا پھر واپس آیا تو آپؐ وہاں ہی تشریف فرما تھے، آپ ﷺ نے فرمایا:-ابوہریرہ! کہاں چلے گئے تھے؟ میں نے معاملہ عرض کیا تو آپؐ نے فرمایا:-سبحان اللہ مومن کبھی ناپاک نہیں ہوتا ہے۔ (ابوداؤد، مسلم)

گویا آپ ﷺ نے حضرت ابوہریرہؓ کے ساتھ مصافحہ فرمایا اور ظاہر ہے کہ سلام وجواب بھی ہوا ہوگا ایک اور روایت دیکھئے:-

عَنْ حُذَيْفَةَ اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ لَقِيَهٗ فَاَهْوٰى اِلَيْهِ فَقَالَ اِنِّىْ جُنُبٌ فَقَالَ اِنَّ الْمُسْلِمَ لَيْسَ بِنَجَسٍ. (رواه ابوداؤد)

حضرت حذیفہؓ فرماتے ہیں رسول پاک ﷺ مجھے ملے (اور میں اس وقت جنبی تھا) پس آپؐ مجھ سے ملنے کیلئے آگے بڑھے تو میں نے عرض کیا! حضرت! میں جنبی ہوں آپؐ نے فرمایا:-مسلمان ناپاک نہیں ہوتا ہے۔ (ابوداؤد)

,,مسلمان ناپاک نہیں ہوتا،، کا یہ مطلب بیان کیا گیا ہے کہ جنبی ہونا ایک معنوی ناپاکی ہے اس سے جسم ظاہری طور پر ناپاک نہیں ہوتا ہے اس مضمون کی اور بھی بہت سی روایات کتب احادیث میں موجود ہیں۔علامہ نوویؒ فرماتے ہیں کہ اس بات پر امت کا اجماع ہے کہ جنبی کا جسم ظاہری طور پر ایسا ناپاک نہیں ہوتا کہ اگر اس سے کوئی لگ جائے تو وہ بھی ناپاک ہوجائے (شرح مسلم) بہرحال انہی روایات کی بناء پر علماء کرام فرماتے ہیں کہ جنبی کیلئے مصافحہ کرنا، سلام کرنا، اور سلام کا جواب دینا نیز قرآن کریم کی تلاوت کے علاوہ اور کوئی دعا استغفار کرنا جائز ہے۔مگر قرآن کریم کی تلاوت نہ زبانی جائز ہے اور نہ دیکھ کر! اور یہی حکم حیض ونفاس والی خواتین کا بھی ہے کہ تلاوت کے علاوہ دعاء استغفار درست ہے، بلکہ بعض اکابر فرماتے ہیں کہ ان کو نماز کے وقت ان ایام میں خاص طور سے دعا واستغفار کرنا چاہیے! تاکہ نماز کی عادت برقرار رہے۔حضرت عقبہ

بن عامرؓ،حضرت عطاؒ،حضرت مکحولؒ،حائضہ خواتین کوحکم دیتے تھے کہ وہ نماز کے وقت وضوکر کے اپنے گھر میں نماز پڑھنے کی جگہ بیٹھ کرتسبیح ،استغفاراورذکرالٰہی کریں (دارمی شریف صفحہ۲۳۲)

## کھانا پینا:-

| | |
|---|---|
| عَنْ عَائِشَةَؓ قَالَتْ اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ اِذَااَرادَ اَنْ يَّأْكُلَ اَوْيَنَامَ تَوَضَّأَ تَعْنِي وَهُوَجُنُبٌ. | حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ جب حالت جنابت میں کچھ کھانا چاہتے یا سونا چاہتے تو وضوفر مالیتے۔ |
| (ابو داؤدو البخاری) | (ابوداؤد) |

یہ صورت اکثر رمضان المبارک میں پیش آجاتی ہے غسل واجب ہو جاتا ہے پھر سحری کھانے سے پہلے غسل کرنا مشکل ہوجاتا ہے تو ایسے آدمی کوآپؐ کے اس عمل سے روشنی حاصل کرتے ہوئے غسل کے بجائے صرف وضوکر کےسحری کھالینی چاہیئے پھر غسل کرنا چاہیئے!

بلکہ اگر وقت بالکل کم رہ جائے اور وضوکرنے کی بھی گنجائش نہ ہوتو ہاتھ دھوکراورکلی کر کے بھی کھانا کھالینا درست ہے۔ابوداؤدشریف میں آپ ﷺ کا بھی کسی وقت کا یہی عمل ذکر کیا گیا ہےموطاامام مالک میں ہے کہ حضرت عبداللہ ابن عمرؓپر جب غسل واجب ہوجاتا پھر وہ کچھ کھانا چاہتے تو منہ اور ہاتھ دھولیتے اورسر کا مسح کر لیتے (یعنی مکمل وضونہ کرتے) پھر کھانا کھالیتے

## ۳-بغیر غسل کے سونا:-

| | |
|---|---|
| عَنْ عَبْدِاللهِ ابْنِ عُمَرَؓ اَنَّهٗ قَالَ ذَكَرَ عُمَرُ ابْنُ الْخَطَابِ لِرَسُوْلِ اللهِ ﷺ اَنَّهٗ تُصِيْبُهُ الْجَنَابَةُ مِنَ الَّيْلِ فَقَالَ لَهٗ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ | حضرت عبداللہ ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ حضرت عمرؓ نے حضورﷺ سے عرض کیا کہ رات کو مجھے غسل واجب ہوجائے تو میں کیا کروں؟ (یعنی کیا فوراً ہی غسل کرنا فرض ہے) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:-وضوکرو!اوراپنے مقام |

تَوَضَّأْ وَ اغْسِلْ ذَكَرَكَ ثُمَّ نَمْ. استنجاءکودھوڈالوپھرسوجاؤ۔

(رواہ البخاری و مسلم) (بخاری، مسلم)

خود رسول اللہ ﷺ کا بھی اکثر تو یہی معمول تھا کہ غسل واجب ہو جاتا تو فوراً ہی غسل فرما لیتے لیکن کبھی کبھی وضو کر کے بھی سو جاتے پھر تہجد سے پہلے غسل فرماتے۔

عَنْ عَائِشَةَ ؓ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ اَنَّهُ كَانَ يَتَوَضَّأُ قَبْلَ اَنْ يَّنَامَ. (رواہ الترمذی)

حضرت عائشہؓ فرماتی ہی کہ آپ ﷺ سونے سے پہلے وضو فرما لیتے تھے۔(یعنی جب غسل کی حاجت ہوتی) (ترمذی)

لیکن یہ مسئلہ کہ جب غسل واجب ہو جائے پھر سونے سے پہلے وضو کرنا یہ فرض یا واجب نہیں ہے بلکہ بہتر اور افضل ہے۔حضرت عبداللہ ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ انہوں نے حضور ﷺ سے دریافت کیا کہ کیا جنبی آدمی سو سکتا ہے تو آپؐ نے فرمایا:- نَعَمْ وَيَتَوَضَّأُ اِنْ شَاءَ. (ابن حبان) جی ہاں سو سکتا ہے اور اگر وہ چاہے تو وضو کر لے۔

لیکن بہتر یہی ہے کہ کم از کم وضو کرے اور غسل میں خوامخواہ اتنی تاخیر کرنا کہ نماز فجر قضاء ہو جانے کا اندیشہ ہو جائے انتہائی بری بات ہے آپؐ کا ارشاد ہے۔

عَنْ عَلِيٍّ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ لَاتَدْخُلُ الْمَلٰئِكَةُ بَيْتًا فِيْهِ صُوْرَةٌ وَلَا كَلْبٌ وَلَا جُنُبٌ. (رواہ ابو داؤد والنسائی)

حضرت علیؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:- رحمت کے فرشتے ایسے گھر میں داخل نہیں ہوتے جسمیں تصویر یا کتا یا جنبی ہو۔ (ابوداؤد، نسائی)

طبرانی میں حضرت میمونہ بنتِ سعدؓ سے روایت ہے کہ آپؐ نے فرمایا:- میں جنبی کیلئے بے وضو سونا ناپسند کرتا ہوں چونکہ میں ڈرتا ہوں کہ اس کو اس حالتِ جنابت میں موت آجائے۔

# اگر ایک ہی رات میں کئی دفعہ غسل واجب ہو جائے تو......

اگر ایک ہی رات میں کئی بار غسل واجب ہو جائے تو ایسے موقع کیلئے آپ ﷺ سے تین عمل ثابت ہیں۔ کسی پر بھی عمل کیا جا سکتا ہے ۱- ہر مرتبہ کیلئے علٰحدہ علٰحدہ غسل کرے یہ بہت افضل وبہتر ہے حضرت ابورافعؓ فرماتے ہیں کہ رسولِ خدا ﷺ ایک ہی رات میں کئی ازواجِ مطہرات کے پاس تشریف لے گئے اور ہر ایک کے پاس علٰحدہ غسل فرمایا میں نے عرض کیا کہ آپؐ ایک ہی غسل کیوں نہیں فرماتے تو آپؐ نے جوابًا یہ ارشاد فرمایا:- فَقَالَ هَذَاازْكٰى وَاَطْيَبُ وَاَطْهَرُ۔ یہ پاکیزہ ہے اور نہایت ہی پاک طریقہ ہے۔(ابوداؤد)

۲- ہر مرتبہ غسل واجب ہونے کے بعد وضو کر لے۔ یہ اوپر والے طریقہ سے ادنیٰ، لیکن افضل طریقہ ہے حضرت ابوسعید خدریؓ سے روایت ہے کہ سول اللہ ﷺ نے فرمایا:- **اِذَا اَتٰى اَحَدُكُمْ اَهْلَهٗ ثُمَّ اَرَادَاَنْ يَّعُوْدَ فَلْيَتَوَضَّأُ بَيْنَهَا وُضُوْءً.** جب تم میں سے کوئی اپنے اہل خانہ کے پاس آئے اور پھر دوبارہ جانا چاہے تو ان دونوں کے بیچ اسکو اچھی طرح وضو کر لینا چاہے! (مسلم شریف)

۳- تیسری صورت یہ ہے کہ صرف آخر میں ایک مرتبہ ہی غسل کر لے یہ بھی جائز ہے! حضرت انسؓ رسول اللہ ﷺ کا کسی وقت کا عمل بیان کرتے ہیں۔ **يَطُوْفُ عَلٰى نِسَائِهٖ بِغُسْلٍ وَاحِدٍ** ۔ آپ ﷺ ایک ہی غسل کے ذریعہ کئی ازواج مطہرات کے پاس تشریف لے گئے (یعنی آخر میں ایک ہی غسل فرمایا) (بخاری، مسلم، ترمذی)

نیز حضرت عائشہ صدیقہؓ آپؐ سے اس رخصت والے عمل کو اس طرح بیان فرماتی ہیں۔ **يُجَامِعُ ثُمَّ يَعُوْدُ وَلَايَتَوَضَّأُ**. آپ ﷺ اپنے اہل خانہ کے پاس تشریف لے جاتے پھر کبھی کبھی بغیر وضو کے ہی دوبارہ تشریف لے جاتے (طحاوی شریف)

لیکن آپ ﷺ کا اکثری عمل کم از کم درمیان میں وضو فرمانے کا تھا۔

# وہ چیزیں جن کے لئے غسل کرنا سنت یا مستحب ہے:-

فرض غسل کے علاوہ کچھ صورتیں وہ ہیں کہ ان میں غسل کرنا سنت ہے۔یعنی نبی ﷺ نے خود بھی ایسے موقعوں پر غسل فرمایا ہے۔اور اُمت کو بھی غسل کرنے کی ترغیب فرمائی ہے۔ ۱-جمعہ کی نماز کیلئے ۲-دونوں عیدوں کی نماز کیلئے ۔۳-حج یا عمرہ کا احرام باندھنے کیلئے ۔۴-حاجی کو عرفہ کے دن سورج ڈھلنے کے بعد۔۵-مکہ و مدینہ میں داخل ہوتے وقت ان پانچ صورتوں کے علاوہ کچھ صورتیں وہ ہیں جن میں غسل کرنا مستحب ہے۔اسلام قبول کرنے کے لئے ۔۲-جنون اور بے ہوشی دور ہونے کے بعد۔۳-شعبان کی پندرھویں رات میں، (۴)مردے کو نہلانے کے بعد۵-کسی گناہ سے توبہ کرنے کے لئے ۔۶-کسی محفل میں جانا کیلئے ، عام حالت میں صاف ستھرا رہنے کے لئے اور جسم سے بدبو میل دور کرنے کے لئے بھی نہانا مستحب ہے چونکہ اسلام پاک رہنے کے ساتھ ساتھ صاف ستھرا رہنے پر بھی زور دیتا ہے اس میں جمعہ کے غسل کی بہت تاکید آئی ہے بعض حضرات کے نزدیک تو یہ واجب کے درجہ تک ہے ۔مگر جمہو علماء کرام کے نزدیک سنت ہے۔ان تمام مواقع کی حدیثیں انہی عنوٰنات کے تحت درج کی جائینگی البتہ جمعہ وعیدین کی چندروایات مبارکہ پڑھ لیں۔

عَنْ اَبِیْ سَعِیْدِنِ الْخُدْرِیِّ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ قَالَ غُسْلُ یَوْمِ الْجُمُعَةِ عَلٰی کُلِّ مُحْتَلِمٍ وَسِوَاکٌ وَیَمُسُّ مِنَ الطِّیْبِ مَا قَدَرَ (رواہ مسلم)

حضرت ابوسعید خدریؓ سے مروی ہے، کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہر بالغ آدمی کیلئے ضروری ہے کہ وہ جمعہ کے دن غسل کرے، مسواک کرے ،اور جتنا ہو سکے خوشبو لگائے (مسلم)

عَنْ ابْنِ عُمَرَ انَّهٗ کَانَ یَغْتَسِلُ قَبْلَ انْ یَغْدُوَاِلَی الْعِیْدِ (روی فی المؤطین)

حضرت نافعؒ سے مروی ہے کہ حضرت ابن عمرؓ عیدگاہ جانے سے پہلے غسل فرمایا کرتے تھے ۔ (مؤطا مالک ومحمد)

# استحاضہ اور اس کے مسائل

جب کسی بیماری کیوجہ سے حیض کے دنوں کے علاوہ یا حیض کی مدت گذر جانے کے بعد بھی خون آتا رہے تو اس خون کو استحاضہ کہتے ہیں ۔استحاضہ کا حکم یہ ہے کہ وہ تمام کام جو حیض میں جائز نہیں وہ استحاضہ میں درست ہیں مثلاً قرآن کریم کو چھونا، مسجد میں داخل ہونا اور مجامعت نیز حیض کے دنوں میں نماز وروزہ ناجائز ہے جبکہ استحاضہ میں نماز اور روزہ فرض ہیں اور انکا ترک کرنا جائز نہیں ۔لیکن جن خواتین کو یہ تکلیف ہوتو وہ حیض واستحاضہ میں کس طرح فرق کریں آپ ﷺ کا ارشاد گرامی پڑھئے :-

عَنْ اُمِّ سَلْمَةَ ؓ زَوْجِ النَّبِیِّ ﷺ قَالَتْ اِنَّ اِمْرَأَةً كَانَت تُهْرَاقُ الدِّمَاءَ عَلٰی عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَاسْتَفْتَتْ لَهَا اُمُّ سَلْمَةَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ لِتَنْظُرْ عِدَّةَ اللَّيَالِیْ وَ الْاَيَّامِ الَّتِیْ كَانَتْ تَحِيْضُهُنَّ مِنَ الشَّهْرِ قَبْلَ اَنْ تُصِيْبَهَا الَّذِیْ اَصَابَهَا فَلْتَتْرُكِ الصَّلٰوةَ قَدْرَ ذَالِكَ مِنْ الشَّهْرِ فَاِذَا خَلَّفَتْ ذَالِكَ ثُمَّ لْتَسْتَثْفِرْ ثُمَّ لْتُصَلِّ

(رواه ابو داود ابن ماجة والنسائی)

زوجہ رسول اللہ ﷺ حضرت امّ سلمہ ؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ کے زمانہ میں ایک عورت کو مسلسل خون آتا تھا اسکے لئے حضرت امّ سلمہ ؓ نے مسئلہ معلوم کیا تو آپ ؐ نے فرمایا :-اس کو چاہیئے کہ اس بیماری سے پہلے اس کو جتنے دن اور رات خون آتا تھا اتنے دن کی نمازیں چھوڑ دے پس جب وہ دن گزر جائیں پھر اسکو چاہئے کہ ستر پر کوئی کپڑا باندھ لے اور نماز پڑھے ۔

(ابوداؤد،نسائی،ابن ماجہ)

یعنی جس عورت کو مسلسل ہی خون آنے لگ جائے تو اس سے پہلے مہینہ کو دیکھے جبکہ اس کا خون

ابھی بگڑا نہیں تھا پس جتنے دن اس مہینہ میں خون آتا تھا اتنے دنوں کو تو حیض شمار کرے اور ان میں نماز نہ پڑھے اور جب وہ دن گزر جائیں تو کپڑا باندھ کر نماز پڑھے لیکن ان دنوں میں وضو کا کیا حکم ہے اسکے لئے ایک اور حدیث ملاحظہ فرمائیے۔

| | |
|---|---|
| عَنْ عَدِیِّ ابْنِ ثَابِتٍ عَنْ اَبِیْهِ عَنْ جَدِّهٖ عَنِ النَّبِیِّ صلی اللہ علیہ وسلم اَنَّهٗ قَالَ فِی الْمُسْتَحَاضَةِ تَدَعُ الصَّلٰوةَ اَیَّامَ اَقْرَاْهَا الَّتِی کَانَت تَحِیْضُ فِیْهَا ثُمَّ تَغْتَسِلُ وَ تَتَوَضَّأُ عِنْدَ کُلِّ صَلٰوةٍ وَتَصُوْمُ وَتُصَلِّیْ. (رواه ابوداؤد والنسائی والترمذی) | حضرت عدی ابن ثابتؓ اپنے والد سے اور وہ اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے استحاضہ والی عورت کے بارے میں فرمایا کہ وہ اتنے دن نماز چھوڑ دے جتنے دن اس کو اس بیماری سے پہلے خون آتا تھا اس کے بعد غسل کر کے پاک ہو جائے پھر ہر نماز کے وقت وضو کر لے اور نماز پڑھے اور روزہ رکھے۔ (ابوداؤد، نسائی، ترمذی) |

یعنی ایک مرتبہ غسل کر کے پاک ہو جائے پھر باقی دنوں میں جو مسلسل خون آرہا ہے اور اس سے وضو ٹوٹ جاتا ہے تو اسکے لئے ہر نماز کے وقت ایک مرتبہ وضو کر لے پھر نماز پڑھتی رہے اور خون کی کوئی پروانہ کرے لیکن اس طرح کی بیماری والی خواتین کی کئی ایک قسمیں ہیں۔

## مستحاضہ کی قسمیں اور انکے احکام:-

حیض اور استحاضہ کے مسائل میں سب سے زیادہ دخل خواتین کی عادت کو ہے اس لئے انہیں اپنی عادت ہمیشہ یاد رکھنی چاہیے۔ خواتین کی عادت کے اعتبار سے خون بگڑنے کی چند صورتیں ہیں۔

۱-جس عورت کومثلا ہر ماہ ۳ یا ۴ یا ۵ یا ٦ دن حیض آتا تھا پھر اچانک ایک مہینہ اس کو اس مدت سے زیادہ آنے لگا تو وہ دس دن تک تو انتظار کرے نماز نہ پڑھے پھر اگر ۷ دن یا ۸ دن یا ۹ دن یا ۱۰ دن کے بعد خون بند ہو جائے ۔تو اب غسل کر کے نماز پڑھنی شروع کر دے اور یہ جتنے دن اس مہینہ کے اس کو خون زیادہ آیا ہے یہ حیض ہی شمار ہوگا اور سمجھا جائیگا کہ اب عادت بدل گئی ہے ۔لیکن اگر دس دن کے بعد بھی بند نہ ہو بلکہ ۱۱ دن یا ۱۲ دن یا اس سے بھی زیادہ خون آجائے تو یہ سمجھا جائے گا کہ حیض تو بس اتنے ہی دن تھا جتنے دن پرانی عادت تھی یہ جو زیادہ دن آیا ہے یہ استحاضہ ہے یعنی کسی بیماری کا خون ہے۔لہذا جیسے ہی دس دن سے یہ تکلیف آگے بڑھے تو فوراً غسل کر کے نماز شروع کر دے اور پرانی عادت کے دنوں کے بعد جتنے دن اس مہینہ زیادہ خون آیا ہے اتنے دن کی نماز قضاء کرے ۔

۲-جس عورت کو پہلے تو چند متعین دن ہر مہینہ خون آیا تھا پھر اچانک ایک مہینہ تکلیف ہو گئی اور اب خون بند ہوتا ہی نہیں بلکہ مسلسل آتا ہی رہتا ہے تو اس کو ہر مہینہ اپنی عادت کے دنوں کو حیض شمار کرنا چاہئے اسکے بعد ہر نماز کے وقت تازہ وضو کر کے نماز پڑھنی چاہیئے اوپر والی حدیث میں اسی قسم کا حکم ہے ۔خواہ اس صورت حال میں کتنے ہی دن کیوں نہ گزر جائیں ۔حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ حضرت ام حبیبہ بنت جحشؓ کو سات سال تک استحاضہ کا خون آتا رہا ان کو یہی حکم تھا کہ اپنی عادت کے دن حیض شمار کر کے ان میں نماز نہ پڑھیں اور جب وہ دن گزر جائیں تو نماز پڑھیں ۔(ابوداؤد)

۳-جس عورت کو اپنی سابقہ عادت بھول جائے وہ غور وفکر کرے پھر جسطرف اس کا غالب گمان ہو جائے اس پر عمل کرے مثلاً شک تو ہے لیکن زیادہ گمان یہ ہے کہ جب میں ٹھیک تھی تو مجھے پانچ روز خون آتا تھا بس آئندہ ہر مہینہ پانچ دن کو حیض شمار کرے اور باقی پچیس دن کو استحاضہ لہذا جب وقت آئے تو وضو کر کے نماز پڑھے ۔

۴-جس عورت کو عمر میں پہلا حیض آیا پھر مسلسل ہی خون آتا رہا اور دس دن کے بعد بھی بند

نہیں ہوا تو ایسی عورت کیلئے احادیث میں صراحت سے کوئی حکم بیان نہیں ہوا ہے اسلئے فقہاء کرام کی رائیں بھی مختلف ہیں، احناف کے نزدیک اسکو دس دن تک تو حیض شمار کرنا چاہیئے اسکے بعد استحاضہ اور اگر اسکے بعد مسلسل یہ تکلیف رہے تو ہر مہینہ کے پہلے دس دن حیض ہوں گے باقی بیس دن استحاضہ ہوگا۔

۵-نفاس کے متعلق جیسا کہ پیچھے بیان ہوا تمام فقہاء کا اتفاق ہے کہ اسکی کم سے کم کوئی مدت نہیں جب بند ہو جائے تو عورت اپنے آپ کو پاک سمجھے غسل کر کے نماز پڑھنا شروع کر دے۔ خون بند ہوتے ہی نماز فرض ہو جاتی ہے۔ اور نفاس کی زیادہ سے زیادہ مدت بھی جمہور علماے کرام کے نزدیک چالیس دن ہے لہذا اگر کسی خاتون کو چالیس دن کے بعد بھی خون آئے تو وہ نفاس نہیں بلکہ استحاضہ ہے اس پر چالیس دن کے بعد نماز پڑھنا فرض ہے۔ اگر خون مسلسل آتا ہو تو چالیس دن پورے ہونے پر غسل کرے اس کے بعد جب بھی نماز کا وقت آئے تو ایک مرتبہ وضو کر لے پھر اس وقت کے اندر جو بھی نماز چاہے پڑھے۔

جیسا کہ مستدرک حاکم اور دار قطنی کے حوالہ سے آپ ﷺ کا یہ ارشاد گزرا کہ۔ نفاس والی عورتیں چالیس دن تک انتظار کریں پس اگر چالیس دن پہلے خون بند ہو گیا تو وہ پاک ہیں اور اگر چالیس دن سے بڑھ جائے۔

| | |
|---|---|
| **فَهِيَ بِمَنْزِلَةِ الْمُسْتَحَاضَةِ** | تو وہ استحاضہ کا خون شمار ہوگا اب غسل کر کے |
| **تَغْتَسِلُ وَتُصَلِّيْ فَإِنْ غَلَبَهَا** | نماز پڑھیں اور اگر اب بھی خون مسلسل آتا |
| **الدَّمُّ تَوَضَّأَتُ لِكُلِّ صَلٰوةٍ.** | ہے تو ہر نماز کیلئے وضو کر لیا کریں۔ |

یعنی پھر چاہے خون آتا رہے اس سے وضو نہیں ٹوٹیگا جب تک اس نماز کا وقت رہے البتہ دوسری نماز کے وقت مستقل علیٰحدہ وضو کرنا پڑے گا اور یہ وضو تیسری نماز تک رہے گا۔

## معذور کا حکم:-

یہ حکم ''کہ نماز کے وقت میں ایک مرتبہ وضو کر لے'' صرف استحاضہ والی عورت ہی کا نہیں

بلکہ ہراس آدمی کا ہے جس کا وضونہیں رہ سکتا۔مثلاً کسی کو زخم ہے جسکی وجہ سے مسلسل خون بہتا ہے یا کسی کو مسلسل ریح خارج ہوتی ہے ، یا مسلسل پیشاب کے قطرے آتے ہیں یا، مسلسل نکسیر بہہ رہی ہو اور عذرا تنا شدید ہو کہ چار رکعت نماز پڑھنے تک بھی وضو نہ رہ سکتا ہو تو ایسے لوگوں کو معذور کہتے ہیں اور ان کا یہی حکم ہے کہ جب بھی نماز کا وقت آئے تو وہ ایک مرتبہ تازہ وضو کرلیں پھر جب تک نماز کا وقت باقی ہو تب تک اس وضو سے جو فرض و نفل نماز چاہیں پڑھ سکتے ہیں اس عذر کیوجہ سے وضو نہیں ٹوٹیگا ۔ہاں اگر کوئی اور نواقض وضو پیش آجائے تو وضو ٹوٹ جائیگا ، ایسے لوگوں کیلیئے لازم ہے کہ جب بھی نماز کا وقت آئے تازہ وضو کرلیں۔

# تیمّم

## تیمّم اوراسکی مُشروعیت

تیمّم عربی میں نیت اورارادہ کرنے کو کہتے ہیں لیکن شریعت میں پاک مٹی پر ہاتھ مار کر منہ اور ہاتھوں پر پھیرنے کو تیمّم کہتے ہیں جبکہ ایسا اللہ کی خوشنودی اور پاکی حاصل کرنے کی نیت سے کیا جائے ۔اگر انسان کو پانی میسر نہ ہو یا پانی موجود تو ہو مگر استعمال کرنے کی قدرت نہ ہو اور اس حالت میں وضو یا غسل کرنے کی ضرورت پیش آجائے تو ایسے حالات میں اللہ نے انسان کو پاک مٹی سے پاکی حاصل کرنے کا یہ طریقہ بتایا ہے ۔تاکہ دربارِ خداوندی میں حاضری کا جو احترام اور تقدس ایمان والوں کے دلوں میں نقش تھا وہ برقرار رہے ، نیز بے وضو ناپاکی کی حالت میں حاضری کی بے ادبی کا خوف بھی موجود رہے اور زیادہ بہتر تو اپنے دین کی حکمتوں کو پروردگار ہی جانتا ہے ۔تیمّم کی اجازت اللہ تعالیٰ نے کب کہاں اور کیسے حالات میں ایمان والوں کو عنایت فرمائی تھی ۔امّی عائشہ صدیقہؓ کی زبانی مسلم و بخاری شریف کی حدیث میں ملاحظہ فرمائیں۔

عَنْ عَائِشَةَ ؓ قَالَ خَرَجْنَا
مَعَ رَسُوْلِ اللهِ ﷺ فِيْ
بَعْضِ اَسْفَارِهٖ حَتّٰى اِذَا
كُنَّا بِالْبَيْدَاءِ اَوْ بِذَاتِ
الْجَيْشِ انْقَطَعَ عِقْدٌ لِيْ
فَاَقَامَ رَسُوْلُ اللهِ
ﷺ عَلٰى الْتِمَاسِهٖ وَ
اَقَامَ النَّاسُ مَعَهٗ وَلَيْسُوْا
عَلٰى مَاءٍ فَاَتَى النَّاسُ اِلٰى
اَبِيْ بَكْرٍ فَقَالُوْا اَلَاتَرٰى اِلٰى
مَاصَنَعَتْ عَائِشَةُ بِرَسُوْلِ
اللهِ ﷺ وَالنَّاسِ مَعَهٗ
وَلَيْسُوْا عَلٰى مَاءٍ وَلَيْسَ
مَعَهُمْ مَاءٌ فَجَاءَ
اَبُوْبَكْرٍ وَرَسُوْلُ اللهِ
ﷺ وَاضِعٌ رَأْسَهٗ عَلٰى
فَخِذِيْ قَدْنَامَ ،فَقَالَ
حَبَسْتِ رَسُوْلَ اللهِ ﷺ
وَالنَّاسَ وَلَيْسُوْا مَعَهُمْ
مَاءٌ قَالَتْ فَعَاتَبَنِيْ اَبُوْبَكْرٍ

حضرت عائشہ صدیقہؓ سے روایت ہے کہ ہم
لوگ حضور ﷺ کے ساتھ ایک سفر میں نکلے
(غزوۂ ذات الرقاع میں) یہاں تک کہ
جب ہم خیبر کے راستہ میں مقام بیداء یا مقام
ذات الجیش پر پہونچے تو میرے گلے کا ہار
ٹوٹ کر گم ہوگیا جسکی اطلاع میں نے حضور
ﷺ کو دی پس آپؐ اسکو تلاش کرنے کیلئے
رک گئے اور آپکے ہمراہ اور لوگ بھی رک گئے
مگر یہاں پانی کا کوئی انتظام نہ تھا تو کچھ لوگ
میرے والد ماجد حضرت ابوبکرؓ کے پاس آئے اور
انسے کہا جناب! آپ نہیں دیکھتے ہیں آپ کی بیٹی
عائشہؓ نے کیا کیا انہوں نے ہار گم کرکے
حضور ﷺ اور تمام لوگوں کو یہاں ٹھہرنے پر
مجبور کردیا ہے حالانکہ نہ یہاں پانی ہے اور نہ ہی
لوگوں کے پاس پانی ہے پس والد محترم حضرت
ابوبکرؓ میرے پاس تشریف لائے اور اس وقت
رسول اللہ ﷺ میری ران پر سر مبارک رکھ کر آرام
فرما رہے تھے۔ انہوں نے فرمایا:-تم ہی روکنے
کا باعث بنی ہو جبکہ نہ یہاں پانی ہے اور نہ لشکر کے
پاس پانی ہے۔حضرت عائشہ صدیقہؓ فرماتی ہیں والد
ماجد نے مجھے خوب ڈانٹا اور جو کچھ خدا کو

مَاشَآءَ اللّٰهُ اَنْ يَّقُوْلَ وَجَعَلَ
يَطْعَنُنِيْ بِيَدِهٖ فِيْ خَاصِرَتِيْ
فَلَايَمْنَعُنِيْ مِنَ التَّحَرُّكِ
اِلَّامَكَانَ رَسُوْلِ اللّٰهِ
ﷺ عَلٰى فَخِذِيْ فَنَامَ
رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ حَتّٰى
اَصْبَحَ عَلٰى غَيْرِ مَاءٍ
فَاَنْزَلَ عَزَّوَجَلَّ اٰيَةَ
التَّيَمُّمِ فَتَيَمَّمُوْا فَقَالَ
اُسَيْدُابْنُ الْحُضَيْرِ وَهُوَ
اَحَدُ النُّقَبَاءِ مَاهِيَ بِاَوَّلِ
بَرَكَتِكُمْ يَااٰلَ اَبِيْ
بَكْرٍ فَقَالَتْ عَائِشَةُ فَبَعَثْنَا
الْبَعِيْرَ الَّذِيْ كُنْتُ عَلَيْهِ
فَوَجَدْنَا الْعِقْدَ تَحْتَهٗ.
(رواه البخاري ومسلم)

منظور تھا مجھے کہا غصہ میں میرے پہلو میں مجھے
کچوکے لگانے لگے لیکن رسول اللہ ﷺ چونکہ میری
ران پر سر مبارک رکھے آرام فرما رہے تھے اسلئے
میں نے حرکت نہیں کی تاکہ آپؐ کے آرام میں خلل
نہ آئے۔پس رسول اللہ ﷺ سوتے رہے،اور صبح
ایسی حالت اور ایسے مقام پر کی جہاں پانی کا کوئی
بندوبست نہیں تھا۔تو اس وقت اللہ تعالیٰ نے تیمّم
کی آیت نازل فرمائی اور لوگوں نے تیمّم کیا۔تو اسید
ابن حضیرؓ نے (جو کہ ان انصار میں سے تھے جنھوں
نے ہجرت سے پہلے حضور ﷺ سے بیعت کی تھی)
فرمایا:-اے اٰل ابوبکرؓ یہ تیمّم کا حکم نازل ہونا تمہاری
کوئی پہلی برکت نہیں ہے بلکہ اس سے پہلے بھی
تمہارے ذریعہ امت کو بے شمار برکتیں حاصل
ہوچکی ہیں حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں اس کے بعد
جب وہ اونٹ اٹھایا گیا جو میری سواری میں تھا تو
میرا ہار اسی کے نیچے پڑا ہوا مل گیا (مسلم، بخاری)

تیمّم کے متعلق قرآن کریم میں ذرا سے فرق کے ساتھ دو جگہ حکم نازل ہوا ہے۔لیکن اکثر مفسرین کے نزدیک حضرت عائشہ صدیقہؓ کے اس ارشاد میں کہ ''تیمّم کی آیت نازل ہوئی'' سے مراد سورہ نساء کی آیت ہے۔ **وَاِنْ كُنْتُمْ مَرْضٰى اَوْعَلٰى سَفَرٍ اَوْ جَآءَ اَحَدٌ مِنْكُمْ مِنَ الْغَائِطِ اَوْ لٰمَسْتُمُ النِّسَاءَ فَلَمْ تَجِدُوْا مَاءً فَتَيَمَّمُوْا صَعِيْدًا طَيِّبًا فَامْسَحُوْا بِوُجُوْهِكُمْ وَاَيْدِيْكُمْ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَفُوًّا غَفُوْرًا (النساء)** ترجمہ اگر تم بیمار ہو (اور پانی کے استعمال کی

ہمت نہ ہو) یا تم سفر پر ہو یا تم میں سے کوئی شخص قضاء حاجت کر کے آئے، یا تم نے بیوی سے قربت کی ہو۔ اور تم کو پانی نہ ملے تو تم پاک زمین سے تیمّم کر لیا کرو۔ یعنی اس پر ہاتھ مار کر اپنے منہ اور ہاتھ پر پھیر لیا کرو۔ یقیناً اللہ بہت معاف کرنے والا ہے (سورہ نساء) یہی آیت ذرا سے فرق کے ساتھ سورۃ مائدہ میں بھی ہے اکثر مفسرین کہتے ہیں کہ اس موقعہ پر یہی سورۃ نساء کی آیت نازل ہوئی تھی اور سورہ مائدہ بعد میں۔

# وہ صورتیں جن میں تیمّم کرنا جائز ہے

## (ا) پانی نہ ملنا:-

جب انسان کو پانی نہ ملے یا اتنا کم پانی ملے کہ اس سے وضو یا غسل نہ ہو سکتا ہو جیسا کہ مذکورہ آیت کریمہ و حدیث نبوی ﷺ میں گزرا البتہ پانی کو اپنے ارد گرد خوب تلاش کرنا ضروری ہے جب نہ ملے تو تیمّم کر لے (ا)۔ اور پانی نہ ملنے کے حکم میں ہی یہ شکلیں داخل ہیں۔

الف- پانی موجود ہے مگر اسکے پاس کوئی موذی جانور ہے جو وہاں جانے نہیں دیتا۔

ب-کوئی دشمن یا گھر سے باہر ڈاکو ہیں اور انکے خطرہ سے باہر نہیں نکل سکتا۔

ج-کنواں ہے مگر ڈول یا رسی نہیں ہے۔

د- پانی تو پاس موجود ہے مگر خطرہ ہے کہ اگر اس سے وضو کر لیا تو پینے کیلئے یا کھانا پکانے کیلئے باقی نہیں رہے گا۔

ہ- پانی کسی دوسرے سے قیمتاً مل رہا ہے مگر وہ حد سے زیادہ قیمت مانگ رہا ہے اور اتنی رقم ہے نہیں۔

و- ریل گاڑی میں یا ہوائی جہاز میں آدمی سفر کر رہا ہے اور وہاں پانی موجود نہیں ہے، نیچے نظر تو آتا ہے مگر سواری سے اترنے کی گنجائش نہیں ہے، مثلاً سواری مسلسل چل رہی ہے۔ یا رُکی ہے مگر نیچے اترنے سے چھوٹ جانیکا قوی اندیشہ ہے۔

---

(ا) کتنی دوری تک تلاش کرے اس سلسلہ میں کوئی واضح روایت نہیں ہے۔ اسی لئے فقہاء میں اختلاف ہوا ہے فقہاء احناف کے نزدیک اگر بستی میں ہے تو امکانی حد تک تلاش کرے اور اگر سفر میں ہو غور کرے اگر اسکا گمان ہو کہ پانی ایک میل کے اندر ہے اور راستہ میں کوئی خطرہ بھی نہیں ہے تو پانی کی تلاش کرنا ضروری ہے ورنہ نہیں، مالکیہ کے نزدیک یہ مسافت ۲ میل اور شوافع کے نزدیک ڈیڑھ میل ہے اور حنابلہ کے نزدیک جسکو عرف عام میں دوری کہا جا سکے

ز- پانی موجود ہے مگر خود اٹھکر لے نہیں سکتا اور دوسرا کوئی اسکو دینے والا نہیں۔

ح-وضو کرنے میں کسی ایسی نماز کے چھوٹ جانے کا اندیشہ ہو جسکی قضاء نہیں ہو سکتی۔ مثلاً عیدین۔ نماز جنازہ۔ یہ تمام صورتیں پانی نہ ملنے کی ہیں ان میں وضو کی جگہ تیمّم کریگا اور غسل فرض ہو تو غسل جنابت کی جگہ بھی تیمّم ہی کافی ہے۔

حضرت ابوذرؓ کا ایک طویل واقعہ حدیث کی کتابوں میں ہے کہ وہ رسول اللہ ﷺ کی بکریاں چرانے کیلئے جنگل تشریف لے گئے۔ جہاں انکو غسل کی حاجت ہوگئی انکے پاس پانی نہیں تھا۔ لہذا انہوں نے بغیر وضو کے ہی نماز پڑھی پھر آپؐ سے تمام واقعہ ذکر کیا آپؐ نے پہلے انکو غسل کے لئے پانی دیا پھر فرمایا:-

فَقَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ يَااَبَاذَرٍّ اِنَّ الصَّعِيْدَ الطَّيِّبَ طُهُوْرٌ وَاِن لَّمْ تَجِدِالمَاءَ اِلٰى عَشْرِ سِنِينَ (ابوداوٗد، ابن ماجة،النسائی)

پس رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:- اے ابوذرؓ یقیناً پاک مٹی پاکی حاصل کرنے کا ذریعہ ہے اگرچہ تجھے دس سال تک پانی نہ ملے (ابوداؤد، ابن ماجہ، نسائی)

عَنْ عِمْرَانَ ابْنِ حُصَيْنِ الْخُزَاعِيِّ اَنَّ رَسُوْلَ اللهِ ﷺ رَئٰ رَجُلًا مُعْتَزِلًا لَمْ تُصَلِّ فِي الْقَوْمِ فَقَالَ يَافَلَانُ مَامَنَعَكَ اَنْ تَصَلِّيَ فِي الْقَوْمِ فَقَالَ يَارَسُوْلَ اللهِ ﷺ اَصَابَتْنِي جَنَابَةٌ وَلَامَاءَ فَقَالَ عَلَيْكَ بَالصَّعِيْدِ فَاِنَّهٗ يَكْفِيكَ (رواه البخاری ومسلم)

حضرت عمران بن حصینؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک شخص کو کونے میں بیٹھا ہوا دیکھا۔ کہ اس نے لوگوں کے ساتھ نماز ادا نہیں کی تو آپؐ نے فرمایا اے فلاں۔ تمہیں لوگوں کے ساتھ نماز پڑھنے سے کس چیز نے روکا؟ عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ مجھے جنابت لاحق ہوگئی ہے اور پانی نہیں مل رہا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تمہارے لئے مٹی سے تیمّم کرلینا کافی ہے (بخاری، مسلم)

انہی روایات سے علماء نے استدلال کیا ہے۔اور یہ مسائل نکالے ہیں؟ کہ جب ایک مرتبہ نماز ادا کرنے کیلئے یا سجدہ تلاوت یا نماز جنازہ وغیرہ کیلئے تیمّم کرلیا تواس سے ہروہ کام کرنا جائز ہے جو وضوکر کے جائز ہوتا ہے مثلاً قرآن کریم چھونا فرض یا نفل نماز ادا کرنا وغیرہ ایسے ہی ایک مرتبہ تیمّم کرنے کے بعد جب تک تیمّم ٹوٹ نہ جائے اس تیمّم سے جتنی نمازیں چاہیں ادا کرسکتے ہیں مثلاً عصر کے تیمّم سے مغرب عشاء کی نماز پڑھ سکتا ہے جب تک کوئی ایسی چیز پیش نہ آئے جس سے وضوٹوٹ جاتا ہے نیز جب تک پانی نہ ملے۔تیمّم کر کے نمازیں پڑھتا رہے خواہ مخواہ وسوسوں اور شک میں نہیں پڑھنا چاہیئے۔چاہے اس میں کئی سال گذرجائیں۔جیسا کہ حضورﷺ نے حضرت ابوذرؓ سے فرمایا کہ خواہ اس حال میں دس سال گزرجائیں۔

البتہ حضرت عبداللہ بن عباسؓ فرماتے ہیں کہ جسطرح ایک وضو سے کئی فرض نمازیں پڑھی جاسکتی ہیں لیکن ہر نماز کیلئے تازہ وضوکرنا افضل ہے۔اسی طرح ایک تیمّم سے کئی نمازیں تو پڑھ سکتے ہیں لیکن ہر نماز کیلئے تازہ تیمّم مستحب ہے۔(الدارقطنی ،باسنادضعیف)

پانی نہ ملنے کی مذکورہ شکلوں کے علاوہ ایک شکل قیدوبند بھی ہے یعنی اگر کوئی گرفتار ہوجائے اور حکام اسکو وضو کیلئے پانی نہ دیں،تب بھی تیمّم کافی ہوگا۔جیسا کہ زیرِحراست حضرات کو بعض دفعہ ۲۔۲،۳۔۳،سال تک وضو کیلئے پانی نہیں ملتا ہے۔

## (۲) بیماری کی وجہ سے تیمّم:-

جو آدمی بیمار ہو اور اس کو اس بات کا غالب گمان ہو کہ اگر وضو کرے گا تو بیماری اور بڑھ جائیگی یا ٹھیک نہیں ہوگا یا صحت پر غیر معمولی اثر پڑسکتا ہے۔اس کو بھی وضو کے بجائے تیمّم جائز ہے اس سلسلے کی حضرت جابرؓ کی روایت پٹی پر مسح کے تحت گزرچکی ہے کہ ہم چند لوگ سفر میں تھے ہم میں سے ایک کے سر پر پتھر سے چوٹ لگ گئی پھر ان کو احتلام ہوگیا اس پر انہوں نے اپنے ساتھیوں سے پوچھا کہ میرے لئے تیمّم کی اجازت ہے ساتھیوں نے کہا کہ آپ کے پاس پانی

ہے اور غسل کر سکتے ہیں اسلئے آپ کے لئے غسل کرنا ضروری ہے جس پر انہوں نے غسل کیا ،جسکے بعد وہ اللہ کو پیارے ہوگئے ۔جب یہ تمام واقعہ آپ ﷺ کو معلوم ہوا تو آپ ﷺ نے افسوس کے ساتھ فرمایا تھا **اِنَّمَا یَکْفِیْہِ اَنْ یَّتَمَّمَ** (رواہ ابوداود ،ابن ماجۃ و الدار قطنی) اس کیلئے تو یہی کافی تھا کہ وہ تیمّم کر لیتا (ابوداؤد،ابن ماجہ دار قطنی)

## (۳) سردی کی وجہ سے تیمّم :-

اگر کوئی آدمی ایسی جگہ میں ہو کہ جہاں شدت کی سردی ہو پانی بہت ٹھنڈا ہو اور گرم پانی کا انتظام بھی ناممکن ہو اور اس پر غسل واجب ہو جائے نیز اس کو غالب گمان ہو کہ اگر غسل ٹھنڈے پانی سے کیا تو بیمار پڑ جاؤنگا یا مر ہی جاؤنگا تو اس کو ٹھنڈے پانی سے غسل کے بجائے تیمّم کر لینا کافی ہے۔اور اگر اسکو صرف وضو کرنا ہو مگر پانی اتنا ٹھنڈا ہو کہ وضو کرنے کی بھی ہمت نہیں ہوتی ہے تو علماء کہتے ہیں کہ اب اگر اسکو یقین کی حد تک اندازہ ہو کہ ٹھندے پانی سے وضو کر کے بیمار پڑ جاؤنگا اور گرم پانی کا انتظام ناممکن ہو تو وضو کے بجائے تیمّم جائز ہے۔اور یہ تجربہ سے بھی ہو سکتا ہے۔مثلاً ایک نزلہ مزاج آدمی ہے اس نے ٹھنڈے پانی سے وضو کیا۔جس سے بیمار ہو گیا آئندہ جب اسکو گرم پانی میسر نہیں ہوگا اسکے لئے سردی میں اس سابقہ تجربہ کی بنیاد پر وضو کی جگہ تیمّم جائز ہے،اس مسئلہ کے تعلق سے رسول پاک ﷺ کا ارشادِ گرامی ملاحظہ فرمایئے!

| | |
|---|---|
| عَنْ عَمْرِوابْنِ العَاصِ قَالَ | حضرت عمرو بن العاص ؓ فرماتے ہیں کہ مجھے |
| اِحْتَلَمْتُ فِیْ لَیْلَۃٍ بَارِدَۃٍ فِیْ | غزوہ ذات السلال کے دوران ایک سردی والی |
| غَزْوَۃِ ذَاتِ السَّلَاسِلَ | رات میں احتلام ہو گیا۔اور مجھے اندیشہ ہوا کہ اگر |
| فَاَشْفَقْتُ اِنْ اغْتَسَلْتُ اَنْ | میں غسل کرونگا تو سردی سے مر جاؤنگا چنانچہ میں |
| اَھْلِکَ فَتَیَمَّمْتُ ثُمَّ صَلَّیْتُ | نے تیمّم کر کے اپنے ساتھیوں کو نماز پڑھائی |
| بِاَصْحَابِیْ الصُّبْحَ فَذَکَرُوْا | پھر جب ہم مدینہ واپس ہوئے تو صحابہ ؓ نے |

ذَالِکَ لِـرَسُوْلِ اللهِ ﷺ فَـقَـالَ يَـاعَـمْـرُوْ صَـلَّيْـتَ بِـاَصْـحَـابِکَ وَاَنْتَ جُنُبٌ وَاَخْبَـرْتُـهُ بِـالَّذِیْ مَعَنِیْ مِنَ الْاِغْتِسَـــالِ وَقُلْـتُ اِنِّــیْ سَــمِــعْــتُ اللهَ يَـقُـوْلُ ”وَلَاتَـقْتُلُوْا اَنْفُسَكُمْ اِنَّ اللهَ كَـــانَ بِـكُــمْ رَحِيْـمًــا“ فَـضَـحِکَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ وَلَمْ يَقُلْ شَيْئًا.

(رواه احـمـد،الـدارقطنی، حاکم،ابوداؤد)

رسول اللہ ﷺ سے اسکا ذکر کیا تو آپ ؐ نے فرمایا:-اے عمرو!تم نے جنابت کی حالت میں اپنے ساتھیوں کونماز پڑھائی ؟میں نے پہلے غسل نہ کرنے کی وجہ سردی کا ذکر کیا۔پھر عرض کیا کہ حضرت !(ﷺ) مجھے قرآن کریم کی یہ آیت یادآ گئی وَلَا تَـقْتُلُـوْا اَنْـفُسَـكُـمْ اِنَّ اللهَ كَـانَ بِـكُـمْ رَحِيْـمًـا ترجمہ(اوراپنے آپ کو ہلاک مت کرو،بیشک اللہ تعالیٰ تم پررحم کرنے والا ہے) اسلئے میں نے تیمّم کرکےنماز پڑھادی اس پر آپ ؐ ہنس پڑے اور آپ ؐ نے مزید کچھ نہیں فرمایا۔ (حاکم،احمد،ابوداؤد،دارقطنی)

ایسی حدیثوں کوتقریر رسول اللہ ﷺ کہتے ہیں کہ حضور ﷺ کے سامنے کوئی کام کیا گیا ہومگر آپ ﷺ نے منع نہ فرمایا۔اس طرح آپ ؐ کے سامنے کوئی معاملہ پیش آجانے کے بعد بیان کیا گیا اور آپ ﷺ نے اس پر خاموشی کا اظہار فرمایا۔اس سے منع نہیں کیا۔تو اس کا مطلب یہ ہے کہ یہ جائز ہے۔اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ اگر امام نے کسی عذر کی وجہ سے تیمّم کر رکھا ہوتو وہ ایسے مقتدیوں کونماز پڑھا سکتا ہے جنہوں نے وضو کیا ہو۔

## تیمّم سے نماز پڑھی پھر پانی مل گیا:-

جب کسی جگہ پانی تلاش کرنے کے باوجود پانی نہیں ملا۔پھر تیمّم کرکے نماز پڑھ لی۔بعد میں پتہ چلا کہ پانی تو یہاں ہی قریب میں موجود تھا یا کسی نے پانی دیدیا اب یہ پڑھی ہوئی نماز کولوٹانے

کی ضرورت نہیں ہے۔چاہے پانی اس نماز کے وقت کے اندر ہی ملے یا وقت گزرنے کے بعد ملے بہر حال وہ تیمّم بھی درست ہے اور وہ نماز بھی درست ہے،ہاں اگر پانی کے بارے میں غور ہی نہیں کیا بلکہ تلاش کے بغیر یوں ہی نماز پڑھ لی پھر پانی مل گیا تو اس نماز کو دھرانا ضروری ہے چونکہ پہلے پانی کا پتہ لگانا ضروری تھا۔

عَنْ اَبِیْ سَعِیْدِنِ الْخُدْرِیؓ قَالَ خَرَجَ رَجُلَانِ فِیْ سَفَرٍ وَحَضَرَتِ الصَّلٰوۃُ وَلَیْسَ مَعَھُمَا مَاءٌفَتَیَمَّمَا صَعِیْدًا طَیِّبًا فَصَلَّیَا ثُمَّ وَجَدَاالْمَاءَ فِیْ الْوَقْتِ فَاَعَادَ اَحَدُھُمَاالصَّلٰوۃَ وَالْوُضُوْءَ وَلَمْ یُعِدِ الْاٰخَرُثُمَّ اَتیَا رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ فَذَکَرَ ذٰلِکَ فَقَالَ لِلَّذِیْ لَمْ یُعِدْاَصَبْتَ السُّنَّۃَ وَاَجْزَأَتْکَ صَلٰوتُکَ وَقَالَ لِلَّذِی تَوَضَّأَوَاَعَادَ لَکَ الْاَجْرُمَرَّتَیْنِ.

(رواہ النسائی وابوداؤد)

حضرت ابوسعید خدریؓ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ کے زمانہ میں دو آدمی سفر میں نکلے نماز کا وقت ہوگیا لیکن انکے پاس پانی نہیں تھا نہ وہاں پانی ملا چنانچہ دونوں نے پاک مٹی سے تیمّم کر کے نماز ادا کی پھر ابھی نماز کا وقت باقی تھا کہ انکو پانی مل گیا۔تو ان میں سے ایک صاحب نے دوبارہ وضو کر کے نماز کا اعادہ کیا مگر دوسرے صاحب نے نماز نہیں لوٹائی۔ پھر دونوں نے حضور ﷺ کے پاس آ کر اس معاملہ کا ذکر کیا،جس پر آپؐ نے اس آدمی سے جس نے نماز نہیں لوٹائی تھی فرمایا کہ تم نے سنت پر عمل کیا اور تمہاری پہلی نماز کافی ہے اور جس نے نماز لوٹائی تھی ان سے ان کی دلجوئی کرتے ہوئے فرمایا کہ تمہارے لئے دوہرا اجر ہے۔ (نسائی ،ابوداؤد)

| | |
|---|---|
| وَاَقْبَلَ اِبْنُ عُمَرَ مِنْ اَرْضِهٖ | حضرت ابن عمرؓ اپنی زمین سے جو جرف میں تھی |
| بِاالْجُرُفِ فَحَضَرَتِ | واپس آرہے تھے کہ مربدِ نعم (ا) میں پہنچے تو عصر |
| الْعَصْرُ بِمَرْبِدِ النَّعِمِ فَصَلّٰی | کی نماز کا وقت ہوگیا تو آپ نے تیمّم کر کے نماز |
| ثُمَّ دَخَلَ الْمَدِیْنَةَ | پڑھی پھر مدینہ میں پہنچے جبکہ سورج ابھی کافی |
| وَالشَّمْسُ مُرْتَفِعَةٌ وَلَمْ | اونچا تھا یعنی نمازِ عصر کا وقت باقی تھا لیکن آپ |
| یُعِدْ . (رواہ بخاری) | نے نماز کا اعادہ نہیں کیا (بخاری) |

یہ وہ صورت ہے کہ جب تیمّم سے نماز پڑھ چکا پھر پانی مل گیا تو نماز دوبارہ نہ پڑھنے کا حکم ہے لیکن اگر تیمّم کر کے نماز پڑھنی شروع کی پھر نماز کے دوران ہی پانی میسر ہوگیا اور اس کو کسی نے بتادیا ''کہ بھائی پانی آگیا ہے'' اب نماز توڑ کر وضو کر کے دوبارہ پڑھنا ضروری ہے۔

## تیمّم کو توڑنے والی چیزیں:-

جن چیزوں سے وضو ٹوٹتا ہے ان سے تیمّم بھی ٹوٹ جاتا ہے اس کے علاوہ جس عذر کی وجہ سے تیمّم کیا تھا جب وہ عذر ختم ہوجائے تو تیمّم ٹوٹ جائے گا۔ مثلاً پانی نہ ملنے کی وجہ سے تیمّم کیا تھا جب پانی مل گیا تو تیمّم ٹوٹ گیا اس طرح بیماری کی وجہ سے تیمّم کیا جب بیماری جاتی رہی اور وضو کرنے کی ہمت ہوگئی تو تیمّم ٹوٹ گیا۔ ویسے ہی جو بھی عذر تیمّم کا باعث بنا ہو وہ عذر جاتا رہے تو تیمّم ٹوٹ جاتا ہے۔

## جن چیزوں پر تیمّم کرنا جائز ہے:-

پاک مٹی یا ہر وہ چیز جو مٹی کی جنس سے ہو جیسے ریت، چونا، پتھر، کنکر، سیمنٹ وغیرہ ان سے تیمّم

(ا) یہ مدینہ سے کچھ دوری پر ایک جگہ کا نام ہے۔

کرنا جائز ہے [۱]۔مٹی کی خاصیت علماء کرام نے یہ بیان کی ہے کہ جو چیز آگ میں جلانے سے نہ جلتی ہو اور نہ پگھلتی ہو وہ مٹی کی جنس میں سے ہے اور جو جل کر راکھ بن جائے جیسے لکڑی ، کپڑا کاغذ وغیرہ یہ مٹی کی جنس میں سے نہیں ہیں لہذا ان پر تیمّم جائز نہیں ہے اور سونا، چاندی ،لوہا، شیشہ، یہ آگ میں گرم ہو کر پگھل جاتے ہیں ۔لہذا ان پر بھی تیمّم جائز نہیں ہے اس لیے کہ قرآن کریم میں فَتَيَـمَّمُوْا صَعِيْدًا طَيِّبًا آیا ہے اور تمام اہل سنت اس پر متفق ہیں صعید سے مراد سطح زمین ہے خواہ وہ مٹی ہو یا مٹی جیسی کوئی اور چیز ہو ریت، پتھر،سنگ مرمر وغیرہ چونکہ مٹی ہی کی جنس میں سے ہیں لہذا ان پر تیمّم جائز ہے۔ نیز جن چیزوں پر تیمّم جائز نہیں اگر ان پر اتنی دھول پڑی ہو کہ ہاتھ مارنے سے اڑنے لگے تو ان پر بھی اس دھول کی وجہ سے تیمّم جائز ہے۔

## تیمّم کے فرائض اور طریقہ:-

اس پر تمام امت کا اتفاق ہے کہ تیمّم میں تین فرائض ہیں ۔۱-نماز ادا کرنے کی غرض سے پاکی حاصل کرنے کی نیت کرنا ۔۲- دونوں ہاتھوں کو پاک مٹی پر مار کر ایک مرتبہ منہ پر پھیر لینا ۳- دوسری مرتبہ دونوں ہاتھوں پر پھیر لینا۔لیکن تھوڑا سا اختلاف اس بات میں ہے کہ پاک مٹی پر ہاتھ، منہ اور ہاتھوں کیلئے ایک مرتبہ ماریں گے یا الگ الگ دونوں کیلئے دو مرتبہ اور دوسرے یہ کہ ہاتھوں پر تیمّم کہنیوں تک کریں گے یا صرف کلائیوں تک اس اختلاف کی وجہ یہ ہے کہ قرآن کریم میں ان دونوں باتوں کی وضاحت نہیں ہے ۔اور رسول اللہ ﷺ کی حدیثیں دونوں طرح کی ملتی ہیں ۔امام احمد بن حنبلؒ اور امام اوزاعیؒ کا مسلک یہ ہے کہ ایک مرتبہ دونوں ہاتھوں کو پاک مٹی پر مار کر چہرہ پر اور دونوں ہاتھوں پر بس کلائیوں تک پھیر لیا جائے ۔جبکہ امام

---

[۱] بعض اکابر امام شافعیؒ وغیرہ کے نزدیک تیمّم صرف مٹی پر ہی ہو سکتا ہے ان کی دلیل یہ حدیث ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا اللہ نے میرے لئے تراب (مٹی ) کو پاکی حاصل کرنے کا ذریعہ بنا دیا ہے۔اسلئے اکابر کے اختلاف سے بچنے کیلئے مناسب یہی ہے کہ جب تک خالص مٹی موجود ہو تو دوسری چیز پر تیمّم نہ کیا جائے ہاں اگر مٹی موجود ہی نہ ہو تو پھر دوسری چیزوں پر تیمّم کریں۔یعنی حتی الامکان اختلاف امت سے بچا جائے۔

ابوحنیفہؒ اور امام شافعیؒ اور امام مالکؒ کا موقف یہ ہے کہ ایک مرتبہ دونوں ہاتھوں کو پاک مٹی پر مار کر منہ پر اسطرح پھیر لیا جائے کہ جتنا منہ دھونا فرض ہے اس میں سے کوئی جگہ ہاتھ پھیرنے سے بچ نہ جائے۔ اور دوسری مرتبہ پھر زمین پر ہاتھ مار کر پہلے دائیں ہاتھ پر کہنی سمیت پھر بائیں بازو پر کہنی سمیت اسطرح پھیرا جائے کہ کوئی جگہ بھی ہاتھ پھیرنے سے نہ بچ جائے۔

ذیل میں دونوں طرح کی حدیثیں دیکھئے:- اور غور کیجئے کہ ان بزرگوں نے قرآن وحدیث کا صحیح منشاء معلوم کرنے کیلئے کس قدر محنت کی ہے حضرت امامؒ احمد کی دلیل یہ حدیث ہے کہ ایک آدمی حضرت عمرؓ کے پاس آیا کہ مجھے جنابت لاحق ہوگئی ہے اور غسل کیلئے پانی ہے نہیں۔ میں کیا کروں؟ حضرت عمرؓ کے پاس حضرت عمارؓ تھے انہوں نے حضرت عمرؓ کو اپنا اور انکا واقعہ یاد دلایا۔ کہ اے امیر المومنینؓ آپکو یاد نہیں ہے کہ ایک مرتبہ میں اور آپ دونوں سفر میں تھے دونوں کو غسل کی حاجت ہوئی آپ نے تو نماز قضاء کر دی تھی مگر میں نے زمین پر پلٹے لگائے اور پھر نماز پڑھی (چونکہ حضرت عمارؓ کو وضو کے تیمّم کا طریقہ تو معلوم تھا مگر غسل کی جگہ تیمّم کا طریقہ معلوم نہ تھا۔ اسلئے انہوں نے اپنے اجتہاد سے پورے جسم کا تیمّم کر ڈالا۔ پھر جب رسول اللہ ﷺ کے پاس پہنچے اور آپ ﷺ سے واقعہ عرض کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا۔

| | |
|---|---|
| فَقَالَ النَّبِیُّ ﷺ اِنَّمَا یَکْفِیکَ هٰکَذَا فَضَرَبَ النَّبِیُّ ﷺ بِکَفَّیْهِ الْاَرْضَ وَنَفَخَ فِیْهِمَا ثُمَّ مَسَحَ بِهِمَا وَجْهَهُ وَکَفَّیْهِ (البخاری) | نبی ﷺ نے فرمایا:- تمہارے لئے بس اتنا کافی تھا یہ کہہ کر حضور ﷺ نے دونوں ہتھیلیاں زمین پر ماریں اور انہیں جھاڑ دیا پھر منہ اور دونوں ہاتھوں پر مسح فرمایا (بخاری) |

بخاری شریف میں یہ واقعہ کئی طریقوں سے بیان کیا گیا ہے ایک طریقہ میں جس سے امامِ بخاریؒ یہ ثابت کرتے ہیں کہ تیمّم کیلئے صرف ایک ہی مرتبہ زمین پر ہاتھ مارے جائیں اس میں رسول اللہ ﷺ کے تیمّم کی جو کیفیت بیان ہوئی ہے اس میں ہاتھوں کا مسح پہلے اور چہرہ کا مسح بعد

میں آیا ہے علماء احناف وشوافع یہ کہتے ہیں کہ حضرت عمارؓ ابن یاسر کو رسول اللہ ﷺ نے تیمّم کا طریقہ نہیں بتایا تھا بلکہ یہ فرمایا تھا کہ غسل کے تیمّم کیلئے پورے جسم کا مٹی میں لوٹ پوٹ کرنا ضروری نہیں ہے بلکہ جیسا وضو کیلئے تیمّم کرتے ہیں اسیطرح غسل کیلئے بھی منہ اور ہاتھوں کا مسح کافی ہے۔اسی لئے آپ ﷺ نے اسکی وضاحت نہیں فرمائی کہ کہاں تک اور کیسے مسح کریں۔اور خود حضرت عمار بن یاسرؓ نے یہ واقعہ لوگوں سے تیمّم کا طریقہ سکھانے کیلئے غالبًا نہیں بیان کیا ہے اسی وجہ سے ان سے اس مسئلہ میں مختلف الفاظ نقل کئے جاتے ہیں مثلاً ابوداؤ دشریف میں ان سے یہ حدیث بھی مروی ہے کہ میں نے حضو ﷺ سے تیمّم کے متعلق معلوم کیا تھا۔

فَاَمَرَنِی بِضَرْبَةٍ وَاحِدَة لِلْوَجْهِ وَالْكَفَّيْن. تو آپ ﷺ نے مجھے چہرہ اور ہاتھوں کیلئے ایک ہی ضرب کا حکم دیا۔

جبکہ ابوداؤ دشریف میں ہی انکا یہ ارشاد بھی موجود ہے۔

اَنَّ رَسُوْلَ اللهِ ﷺ قَالَ اِلَی الْمِرْفَقَيْن کہ حضو ﷺ نے کہنیوں تک مسح کرنے کیلئے فرمایا۔

ایک دوسری سند کے ساتھ ان سے یہی قصہ منقول ہے جس میں یہ ہے اِلٰی نِصْفِ الذِّرَاعِ. کہ آپ ﷺ نے آدھے بازوؤں تک مسح فرمایا۔

بلکہ خود انہوں نے تیمّم کے جائز ہونے کے بعد جو سب سے پہلا تیمّم صحابہ کرام کا بیان کیا ہے اس میں یہ ہے کہ صحابہؓ نے کندھوں تک اور بغلوں تک بازوؤں کا مسح کیا وہ حضرت عائشہؓ کے ہار گم ہوجانے کا واقعہ تقریبًا اسی طرح بیان کرتے ہیں پھر جب اللہ تعالیٰ پانی کے نہ ہونے کیوجہ سے تیمّم کا حکم نازل فرمادیتا ہے تو وہ صحابہ کرام کا عمل اسطرح بیان کرتے ہیں۔

فَقَامَ الْمُسْلِمُوْنَ مَعَ رَسُوْلِ اللهِ ﷺ فَضَرَبُوْا بِاَيْدِيْهِمْ ثُمَّ رَفَعَ اَيْدِيَهُمْ وَلَمْ يَنْفَضُوْامِنَ التُّرَابِ پس مسلمان حضو ﷺ کے ساتھ کھڑے ہوگئے اورانہوں نے اپنے ہاتھ زمین پر مارے پھر ان سے مٹی

| | |
|---|---|
| شَيْـئًـا فَـمَسَـحُـوْا بِهَا وُجُوْهَهُمْ | نہیں جھاڑی بلکہ اسی طرح ان سے |
| وَاَيْـدِيَهِـمْ اِلَـى الْـمَـنَـاكِـبِ وَمِنْ | پہلے چہرہ کا مسح کیا ۔پھر ہاتھوں کا |
| بُـطُـوْنِهِـمْ اِلَـى الْاٰبَـاطِ وَرَوَاهُ | اوپر کی طرف سے مونڈھوں تک اور |
| مُعْمَرُعَنِ الزُّهْرِيِّ ضَرْبَتَيْنِ | نیچے کی جانب سے بغلوں تک ۔ |
| (رواہ ابو داؤد) | (ابوداؤ د) |

امام ابوداؤ دفرماتے ہیں کہ یہی حدیث معمر نے جوامام زہریؒ سے نقل کی ہے اس میں دو ضربیں ہیں یعنی ایک مرتبہ ہاتھ زمین پر مارکر چہرہ پر پھیرے دوبارہ مارکر بازووں پر کندھوں تک پھیرے، یہ تیمّم کرنے کا پہلا موقع تھا جس میں صحابہ کرام نے اجتہاد سے کندھوں تک مسح کیا پھر بعد میں آپ ﷺ نے بتایا کہ جس طرح وضو میں کہنیوں تک دھونا فرض ہے اسی طرح تیمّم میں بھی کہنیوں تک ہی مسح کرنا ہے مسند بزار میں ان کے یہ الفاظ ہیں

| | |
|---|---|
| فَـاَمَـرَنَـا فَضَرَبْنَا وَاحِدَةً لِلْوَجْهِ | تو آپ ﷺ نے ہمیں حکم دیا تو ہم نے |
| ثُـمَّ ضَـرْبَةً اُخْـرٰى لِلْيَدَيْنِ اِلَى | ایک ضرب چہرہ کیلئے لگائی پھر دوسری |
| الْمِرْفَقَيْنِ. | ضرب کہنیوں تک دونوں ہاتھوں کیلئے۔ |

اس مسئلہ میں دار قطنی وحاکم نے حضور ﷺ کا صاف لفظوں میں یہ ارشاد نقل کیا ہے

| | |
|---|---|
| عَنْ جَابِرٍؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ | حضرت جابرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ |
| ﷺ التَّيَمَّمُ ضَرْبَتَان ضَرْبَةٌ | ﷺ نے فرمایا:-تیمّم دو ضربیں ہیں ایک |
| لِـلْـوَجْـهِ وَضَـرْبَةٌ لِلْذَّرَاعَيْن | ضرب چہرہ کیلئے اورایک ضرب بازووں کیلئے |
| اِلَى الْمِرْفَقَيْن (دارقطنی،حاکم) | کہنیوں سمیت۔ (دار قطنی،حاکم) |

یہ روایت دار قطنی نے مرفوعًا بھی روایت کی ہے اور موقوفًا بھی یہ الفاظ مرفوع کے ہیں اس کو نقل کرکے دار قطنی نے کہا ہے رِجَالُهٗ ثِقَاتٌ۔یعنی اس کے تمام راوی معتبر اور مضبوط ہیں۔

بہرحال ان تمام احادیث پرغور کر کے علماء احناف وشوافع ومالکیہ کی یہ رائے ٹھہری ہے کہ تیمّم کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ پہلے بسم اللہ پڑھ کرنماز پڑھنے کیلئے پاکی حاصل کرنے کی نیت کرے پھر دونوں ہاتھوں کی انگلیاں کھولکر پاک مٹی یا مٹی جیسی چیز پر مارے اور اگر گرد لگ گئی ہو تو اسکو جھاڑ دے پھر ہاتھوں کو منہ پر پھرے۔

دوسری مرتبہ پھر اسیطرح زمیں پر ہاتھ مار کر پھر گرد جھاڑ کر پہلے بائیں ہاتھ کو دائیں ہاتھ پر کہنی تک اسطرح پھیرے کہ کوئی جگہ خالی نہ رہ جائے۔ پھر اسیطرح دایئں ہاتھ کو بائیں ہاتھ پر پھیر لے بس تیمّم ہو گیا اگر ہاتھ میں انگھوٹھی یا گھڑی یا چوڑی ہو تو اسکو ہلا کر اس کے نیچے بھی ہاتھ پھیرنا ضروری ہے۔ انگلیوں کا خلال بھی کرنا چاہیے۔(۱)

## تیمّم کے متفرق مسائل:۔

اگر کوئی خود تیمّم نہیں کرسکتا ہے معذور ہے دوسرا آدمی اسکو تیمّم کرا دے یہ جائز ہے مٹی کے ایک ڈھیلے پر ایک بار تیمّم کر لینے کے بعد دوبارہ بھی جائز ہے بلکہ جب تک وہ ڈھیلا موجود ہے اس پر تیمّم جائز ہے خواہ کتنی ہی بار کرے ایسے ہی ایک ڈھیلے پر کئی آدمی تیمّم کرلیں یہ بھی جائز ہے کوئی حرج نہیں۔

## فاقد الطہورین:۔

یہاں ایک مسئلہ رہ جاتا ہے کہ اگر کسی کو وضو کیلئے پانی بھی میسر نہ ہو اور تیمّم کیلئے مٹی بھی، جیسے کہ ہوائی جہاز ٹرین اور بعض دفعہ حراستی مراکز میں محبوسین کو یہ صورت پیش آجاتی ہے ایسے آدمی کو فاقد الطہورین کہتے ہیں یعنی وہ آدمی جسکو مٹی و پانی دونوں نہ ملیں ایسا آدمی کیا کرے؟ اس بارے میں علماء میں کافی اختلاف ہوا ہے بعض حضرات کہتے ہیں کہ اس کو اسی حالت میں نماز ادا کرنی ہے۔ یہ امام بخاریؒ کا مسلک ہے۔

---

(۱) جن اکابرین کے نزدیک تیمّم اللہ صرف ایک ضرب ہے۔ اور ہاتھوں کا مسح صرف کلائیوں تک ہے ان کے بھی بعض علماء کرام نے لکھا ہے کہ اختلاف امت سے بچنے کیلئے دو ضربیں اور کہنیوں تک مسح کرلیا جائے تو جائز و مناسب ہے۔

حنفیہ کے نزدیک فتویٰ اس بات پر ہے کہ ایسے آدمی کو بغیر وضو وتیمّم ہی نماز کی شکل وصورت اختیار کرنی ہے اور جب دونوں میں سے کسی ایک پر قادر ہو جائے تو ان تمام نمازوں کی قضاء کرے گا (۱)۔ البتہ اس نماز میں قرات نہیں کرنی ہے۔ بلکہ جتنی دیر میں سورہ فاتحہ اور کوئی سورہ پڑھی جاسکتی ہے اتنی دیر خاموش کھڑا رہے۔ اور جب تک پانی یا مٹی نہ ملجائے ایسا ہی کرتا رہے۔ جب پانی ملجائے تو اس نماز کو وضو کرکے دوبارہ پڑھ لے چونکہ نماز ترک کردینا تو بہت بڑا گناہ ہے ۔ جیسا کہ کتاب الصلوٰۃ میں آئیگا کہ نماز ترک کرنا آدمی کو کفر تک پہنچا دیتا ہے۔ لیکن بغیر وضو نماز درست نہیں ہے اسلئے احناف نے تشبہ بالمصلین کا حکم دیا ہے کے عادت بھی نہ جائے اور بعد میں نماز کی قضاء کرنی چاہیئے جیسے حیض اور نفاس والی عورتوں کے بارے میں آپ پیچھے پڑھ چکے ہیں کہ نماز کے وقت نماز کی جگہ بیٹھ کر ذکر واستغفار کریں ،حضرت عبداللہ ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ اللہ تعالیٰ کوئی نماز بغیر وضو کے اور کوئی صدقہ مالِ غنیمت کی چوری سے قبول نہیں کرتا ہے ۔ (بخاری،ترمذی ،ابوداؤد ،نسائی ،ابن ماجہ) اس لئے اہمیت نماز کا احساس پیدا کرنے کیلیئے صرف نماز کی شکل بنالے۔ چونکہ بغیر وضو نماز درست نہیں ہے۔ امام بخاریؒ اُس حدیث سے استدلال کرتے ہیں جوانہوں نے حضرت عائشہ صدیقہؓ سے ہی انکے ہار گم ہونے کے بارے میں روایت کی ہے۔ ''حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ میں نے اپنی بہن حضرت اسماءؓ سے پہننے کیلیئے مانگ کر ہار لیا اور وہ راستہ میں گم ہو گیا۔ تو حضورﷺ نے اسکو تلاش کرنے کیلیئے ایک آدمی کو بھیجا پس وہ ہار تو مل گیا مگر نماز کا وقت ہو گیا۔ جبکہ لوگوں کے پاس پانی نہیں تھا، لوگوں نے بغیر وضو کے نماز پڑھ لی اور حضورﷺ سے اسکی شکایت کی ۔ تو اس موقعہ پر اللہ تعالیٰ نے تیمّم کی آیت نازل فرمائی۔ (بخاری)

امام بخاریؒ یہ فرمانا چاہتے ہیں کہ جب تک تیمّم کا حکم نہیں آیا تھا تو پاکی حاصل کرنے کا صرف ایک ذریعہ پانی تھا۔ جب وہ نہیں ملا تو صحابہ نے بغیر وضو نماز پڑھی۔ لہذا اب جبکہ مٹی اور پانی دو چیزیں پاکی کا ذریعہ ہیں اگر یہ دونوں نہیں ملیں گی تو بھی بغیر وضو نماز پڑھیں گے واللہ اعلم بالصواب۔

۱؎ اس مسئلہ میں صحابہ کرام کے بھی مختلف اقوال ہیں احتیاط اسی میں ہے کہ اس وقت نماز پڑھلی جائے اور بعد میں اسکی قضاء کی جائے وعلیہ الجمہور۔

# پانی کی پاکی کا بیان

آپ پاکی کا اسلامی تصور پڑھ رہے ہیں۔لیکن پاکی پاک پانی ہی سے حاصل کی جاسکتی ہے۔لہذا اب مختصر انداز میں پانی کی پاکی کے متعلق رحمت عالم ﷺ کے چند ارشادات نقل کئے جاتے ہیں۔ پانی کے پاک یا ناپاک ہونے کا دارومدار اس کی کیفیت ومقدار پر ہے۔ اگر پانی ٹھہرا ہوا ہے اور بہت زیادہ مقدار میں نہیں ہے تو ایسا پانی تھوڑی سی گندگی پڑنے سے بھی ناپاک ہوجائیگا' نبی کریم ﷺ کا ارشاد پاک ہے۔

| | |
|---|---|
| عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ عَنْ رَّ سُوْلِ اللهِ ﷺ قَالَ لَایَبُوْ لَنَّ اَحَدُ کُمْ فِي الْمَاءِ الدَّائِمِ ثُمَّ یَتَوَ ضَّأُ مِنْهُ (رواه النسائی والترمذی) | حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسولِ پاک ﷺ نے فرمایا: تم میں سے کوئی ہرگز ٹھہرے ہوئے پانی میں پیشاب نہ کرے کہ پھر اس سے وضو کرے (نسائی، ترمذی) |

ایک روایت میں اس موقع پر وضو کے بجائے غسل کی ممانعت ہے۔ایک اور حدیث پاک دیکھئے!

| | |
|---|---|
| عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ انَّ النّبی ﷺ قَالَ اِذَا اسْتَیْقَظَ اَحَدُ کُمْ مِنْ نَوْمِهِ فَلَا یَغْمِسَنَّ یَدَهٗ فِیْ وُضُوْ ئِهِ حَتّٰی یَغْسِلَهَا ثَلَا ثًا فَاِنَّ اَحَدَ کُمْ لَا یَدْرِیْ اَیْنَ بَا تَتْ یَدُهٗ (رواه النسائی والترمذی) | حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: جب تم میں سے کوئی سو کر اٹھے تو وہ اپنا ہاتھ وضو کے پانی میں نہ ڈالے جب تک کہ اس کو تین بار دھو نہ لے، اس لئے کہ تم میں سے کوئی نہیں جانتا رات کو اس کا ہاتھ کہاں کہاں پڑا (نسائی، ترمذی) |

یعنی یہ ممکن ہے کہ سونے والے کا ہاتھ کسی ناپاک جگہ پر پڑ کر ناپاک ہوگیا ہو پھر جب وہ ناپاک ہاتھ پانی میں پڑے گا تو اس سے پانی ناپاک ہوجائگا۔ان دونوں روایتوں سے معلوم ہوا کہ دریا

وغیرہ کا بہتا ہوا پانی تو ناپاک نہیں ہوتا تاہم ٹھہرا ہوا پانی معمولی گندگی پڑنے سے بھی ناپاک ہو جاتا ہے۔لیکن اگر ٹھہرا ہوا پانی بہت زیادہ مقدار میں ہو تو وہ ناپاکی پڑنے سے ناپاک نہیں ہوتا ہے اس سلسلہ کا ایک ارشادِ گرامی پڑھئے!

| | |
|---|---|
| عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ یَقُوْلُ سَئَلَ رَجُلٌ رَسُوْلَ اللهِ ﷺ فَقَالَ یَا رَسُوْلَ اللهِ! اِنَّا نَرْکَبُ الْبَحْرَ وَنَحْمِلُ مَعَنَا الْقَلِیْلَ مِنَ الْمَاءِ فَاِنْ نَتَوَضَّأْ بِهٖ عَطِشْنَا اَفَنَتَوَضَّأُ مِنْ مَّاءِ الْبَحْرِ؟ فَقَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ هُوَ الطُّهُوْرُ مَائُهٗ وَالْحِلُّ مَیْتَتُهٗ (رواہ النسائی) | حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے رسولِ پاک ﷺ سے عرض کیا ہم سمندر میں سوار ہوتے ہیں اور اپنے ساتھ ہم تھوڑا پانی اٹھائے ہوئے ہوتے ہیں اب اگر ہم اس سے وضو کرتے ہیں تو پیاسے رہ جاتے ہیں تو کیا ہم سمندر کے پانی سے وضو کرلیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: سمندر کا پانی پاک ہے اور اس کی مری ہوئی (مچھلی) حلال ہے۔ (نسائی) |

اس روایت سے معلوم ہوا کہ ٹھہرا ہوا زیادہ پانی گندگی پڑنے سے ناپاک نہیں ہوتا ہے۔ لیکن زیادہ پانی کتنے پانی کو کہیں گے اس بارے میں فقہا کرام کی آراء مختلف ہیں، احناف کے نزدیک جس مقدار کو دیکھنے والا زیادہ مقدار کہے بس وہی زیادہ ہے۔ پھر اس کی تشریح اس طرح کی گئی ہے کہ جب پانی اتنی مقدار میں ہو کہ ایک طرف کی ناپاکی سے دوسری طرف متاثر نہ ہو یا ایک طرف کو حرکت دینے سے دوسری جانب متحرک نہ ہو تو یہ پانی زیادہ شمار ہوگا۔ بعد کے علماء نے عوام کی سہولت کیلئے یہ بیان کیا ہے کہ جب پانی اتنے بڑے تالاب یا حوض میں ہو کہ وہ دس ہاتھ لمبا اور دس ہاتھ چوڑا ہو تو یہ مقدار زیادہ ہے اس میں جب تک نجاست کا اثر ظاہر نہ ہوگا پانی ناپاک نہ ہوگا۔

# جھوٹے پانی کا حکم

حلال جانوروں کے منہ کے ساتھ اگر کوئی نجاست لگی ہوئی نہ ہوتو اُن کا جھوٹا بلا اختلاف پاک ہے اس سے وضو وغسل کیا جا سکتا ہے۔ ہاں! حرام جانوروں کا جھوٹا ناپاک ہے۔اور حرام جانوروں میں کتے کا حکم سب سے زیادہ سخت ہے،اس سلسلہ کی ایک روایت پڑھئے!

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ یَقُوْلُ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰه ﷺ اِذَا وَ لَغَ الْكَلْبُ فِیْ اِنَاءِ اَحَدِ كُمْ فَلْیَغْسِلْهُ سَبْعَ مَرَّاتٍ (رواہ النسائی و مسلم)

حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے ،کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب تم میں سے کسی کے برتن میں کتّا منہ ماردے تو اس کو سات بار دھوئے (مسلم نسائی)

حضرت عبداللہ بن مغفلؓ کی روایت میں ہے کہ آٹھویں بار مٹی سے مانجھ کر دھوئے۔اس روایت کے الفاظ کی بنیاد پر اکثر فقہاء کرام سات بار دھونے اور آٹھویں بار مٹی سے مانجھنے کو ضروری بیان فرماتے ہیں۔مگر فقہاء احناف کی تحقیق ہے کہ افضل ومستحب طریقہ تو یہی سات بار دھونے اور آٹھویں بار مٹی سے مانجھنے کا ہے۔تاہم چونکہ ایک روایت میں تین بار دھونے کا بھی ذکر آیا ہے (دارِقطنی) بلکہ ایک روایت میں یہ بھی ہے کہ پہلی بار مٹی سے مانجھکر دھوئے جیسا کہ آخری بار مٹی سے مانجھتے ہیں۔گویا زیادہ مرتبہ دھونے اور مٹی سے مانجھنے کا حکم استحبابی ہے وجوبی نہیں ہے، واجب وضروری یہی ہے کہ گندگی دور کی جائے جو تین بار دھونے سے بخوبی حاصل ہوجاتی ہے،خیر! افضل طریقہ سب کے نزدیک سات بار دھونا اور مٹی سے مانجھنا ہی ہے

# بلّی کا جھوٹا

حرام جانوروں کے جھوٹے کے معاملہ میں کتے کے برخلاف بلی کے جھوٹے کے بارے میں نرمی برتی گئی ہے، چونکہ ہر وقت گھر کے اندر ہونے کی وجہ سے اس سے بچنا کافی دشوار ہے، رحمتِ عالم ﷺ کا ارشاد ہے۔

عَنْ اَبِیْ قَتَادَۃَ قَالَ اِنَّ رَسُوْلَ اللہ ﷺ قَالَ اِنَّھَا لَیْسَتْ بِنَجِسٍ اِنَّمَا ھِیَ مِنَ الطَّوَّافِیْنَ عَلَیْکُمْ وَالطَّوَّ فَاتِ (رواہ النسائی)

حضرت ابوقتادہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: وہ ناپاک نہیں ہے! اس لئے کہ وہ تمہارے پاس آنے جانے والوں میں سے ہے۔ (نسائی)

یعنی بار بار آنے جانے اور ہمہ وقت پاس رہنے کی وجہ سے اس سے بچنا مشکل ہے اس لئے یہ رخصت دیدی گئی ہے کہ اس کا جھوٹا پانی حرام جانوروں کی طرح حرام نہیں رہا بلکہ مکروہ قرار پایا۔

## حیض ونفاس والی خاتون کا جھوٹا

اسلام سے پہلے کا دورِ جہالت حیض و نفاس والی خاتون کے بارے میں بھی عجیب افراط وتفریط کا شکار تھا۔ کچھ قومیں تو کسی چیز کی بھی پرہیز نہیں کرتی تھیں۔ جبکہ دوسرے بعض قبائل ان دنوں میں عورت کو گندے کپڑے کی طرح ناپاک سمجھتے تھے۔ بلکہ منحوس خیال کرتے تھے۔ اسلام نے اعتدال والا انصاف پر مبنی یہ حکم دیا کہ ان دنوں میں میاں بیوی کے تعلقات تو جائز نہیں، باقی اس کے سوا معاشرتی زندگی میں مل جل کر رہنا، اکٹھے کھانا پینا سب جائز ہے۔ ایک ارشادِ گرامی اس مضمون کا بھی پڑھ لیجئے۔!

عَنْ عَائِشَۃَ قَالَتْ کُنْتُ اَتَعَرَّقُ الْعَرْقَ فَیَضَعُ رَسُوْلُ اللہِ ﷺ فَاہُ حَیْثُ وَضَعْتُ وَ اَنَا حَائِضٌ وَ کُنْتُ اَشْرَبُ مِنَ الْاِنَاءِ فَیَضَعُ فَاہُ حَیْثُ وَضَعْتُ وَاَنَا حَائِضٌ (رواہ النسائی)

حضرت عائشہ صدیقہؓ فرماتی ہیں کہ (میں اور رحمت عالم ﷺ ملکر کھانا کھاتے تھے) تو جس جگہ سے میں ہڈی چوستی آپؐ وہاں سے ہی چوستے۔ حالانکہ میں حیض کی حالت میں ہوتی تھی ایسے ہی میں جس جگہ برتن میں منہ لگا کر پانی پیتی آپؐ بھی اسی جگہ منہ مبارک رکھ کر نوش فرماتے جبکہ میں حیض میں ہوتی تھی۔ (نسائی)

بعض مقامات پر آج بھی یہ جہالت ہے کہ اگر حیض ونفاس والی خاتون کوئی کھانا تیار کرے تو یہ خیال کیا جاتا ہے کہ عام لوگ تو اس کھانے کو کھا سکتے ہیں تاہم متقی پرہیزگاروں کو اس میں سے کھانا ان کے تقویٰ کے خلاف ہے۔ ایسے لوگوں کو مذکورہ حدیث پر غور کرنا چاہئے! پہلے تو متقی وغیر متقی کی یہ تفریق بلا دلیل ہے! پھر رحمتِ عالم ﷺ سے بڑھ کر کوئی متقی ہوسکتا ہے؟؟؟

# زمین کی پاکی

عَنْ اَنَسٍ اَنَّ اَعْرَابِیًّا بَالَ فِی الْمَسْجِدِ فَقَامَ اِلَیْهِ بَعْضُ الْقَوْمِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ دَعُوْهُ لَا تُزْرِمُوْهُ فَلَمَّا فَرَغَ دَعَا بِدَلْوٍ فَصَبَّ عَلَیْهِ (رواہ النسائی)

حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ (حضور ﷺ کے زمانہ میں) ایک دیہاتی نے مسجد شریف میں پیشاب کر دیا تو کچھ لوگ اسکی طرف جھپٹے اس پر نبی کریم ﷺ نے فرمایا! اس کو چھوڑ دو اس کا پیشاب بند نہ کرو جب وہ پیشاب کر چکا تو آپؐ نے ایک ڈول پانی منگوایا اور اس پر سے بہا دیا۔ (نسائی)

ابوداؤد شریف کی ایک روایت میں ناپاک حصہ کا کھود کر پھینک دینا بھی آیا ہے، ان روایات کی بناء پر امت کا اس بات پر اتفاق ہے کہ زمین سے گندگی دور کر دینے اور اس پر پانی بہا دینے سے زمین پاک ہو جاتی ہے۔ ہمارے فقہاء احناف کے نزدیک اس کے علاوہ اگر زمین کے خشک ہو جانے سے ناپاکی کے اثرات ختم ہو جائیں تو اس سے بھی زمین پاک ہو جاتی ہے چونکہ مصنف ابن عبدالرزاقؒ میں حضرت ابوقلابہؒ و دیگر اسلاف کا یہ اثر (ارشاد) وارد ہوا ہے جفوف الارض طھورھا زمین کا خشک ہوجانا اس کی پاکی ہے۔

# جسم کی ظاہری پاکی

حدیث کی کتابوں میں پاکی وصفائی کے بیان میں ناخن تراشنا، موئے زیرناف صاف کرنا، موچھیں کاٹنا اور داڑھی بڑھانا بھی بیان کیا جاتا ہے اسی موضوع کی چند روایات نقل کرکے یہ کتابچہ ختم کیا جاتا ہے۔

| | |
|---|---|
| عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ خَمْسٌ مِنَ الْفِطْرَةِ قَصُّ الشَّارِبِ ،نَتْفُ الْاِبِطِ وَ تَقْلِیْمُ الْاَظْفَارِ ، وَالْاِسْتِحْدَادِ وَالْخِتَانُ (رواہ النسائی و ابن ماجة) | حضرت ابو ہریرۃؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: پانچ چیزیں فطرت میں سے ہیں (۱) موچھیں کاٹنا (۲) بغل کے بال اکھیڑنا (۳) ناخن کاٹنا (۴) موئے زیر ناف مونڈنا (۵) اور ختنہ کرنا (نسائی وابن ماجہ) |

یعنی یہ تمام چیزیں انسان کی طبیعت سلیمہ میں سے ہیں اور تمام انبیاء علیہم السلام نے ان پر عمل کرنے کی ترغیب فرمائی ہے، سنت جاریہ یا فطری سنتیں یہ کم وزیادہ بھی بیان ہوئی ہیں مسلم شریف میں حضرت عائشہ صدیقہؓ کی ایک روایت میں دس بیان ہوئی ہیں (۱) موچھیں کاٹنا (۲) داڑھی کا لمبا کرنا (۳) مسواک کرنا (۴) ناک میں پانی ڈالکر اس کی صفائی کرنا (۵) ناخن تراشنا (۶) انگلیوں کے جوڑوں کو دھونا (۷) بغل کے بال اکھاڑنا (۸) موئے زیرناف مونڈنا (۹) اور پانی سے استنجاء کرنا۔ حدیث کے راوی کہتے ہیں کہ یہ نو ہوئیں ہیں دسویں میں بھول گیا مگر میرا گمان ہے کہ دسویں چیز کلی کرنا ہے۔ ان تمام ہی امور کی بہت تاکید ہے۔ اور وقت کی بھی کوئی تحدید نہیں بلکہ جیسے ہی ضرورت پیش آجائے تو فوراً انجام دیدینا چاہیے! مرقاۃ شرح مشکوۃ میں ہے افضل یہ ہے کہ ہفتہ میں ایک بار ناخنوں، مونچھوں اور موئے زیرِ ناف نیز بغل کے بالوں کی اصلاح کرلی جائے لیکن اگر کسی عذرِ شدید کی بنا پر تاخیر ہو ہی جائے تب بھی چالیس دن سے زائد تاخیر کرنے کی بالکل گنجائش نہیں ہے۔ ایک روایت دیکھئے!

| | |
|---|---|
| عَنْ انس ابن مالكٍ قَالَ وَقَّتَ لَنَا رَسُوْلُ اللهِ ﷺ فِيْ قَصِّ الشَّارِبِ وَتَقْلِيْمِ الْاَظْفَارِ وَحَلْقِ الْعَانَةِ وَ نَتْفِ الْاِبِطِ اَنْ لَّانَتْرُكَ اَكْثَرَ مِنْ اَرْبَعِيْنَ يَوْمًا وَقَالَ مَرَّةً اُخْرٰى اَرْبَعِيْنَ لَيْلَةً. (رواه النسائی) | حضرت انس ابن مالکؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ہمارے لئے موچھ کترنے، ناخن کٹانے، زیر ناف مونڈنے اور بغل کے بال اکھیڑنے میں یہ مدت مقرر فرمائی کہ ہم ان کو (حد سے حد) چالیس دن سے زیادہ نہ چھوڑیں۔ (نسائی) |

ان تمام چیزوں میں بھی موچھیں کتروانے کی سب سے زیادہ تاکید ہے۔ یہاں تک کہ اس کو کفر و اسلام کے درمیان تمیز کرنے والی فرمایا ہے اور موچھیں بڑھانے والے کو جماعت مسلمین سے الگ ہوجانے والا بیان فرمایا ہے۔

| | |
|---|---|
| عَنْ زَيْدِ ابْنِ اَرْقَمْ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَنْ لَّمْ يَقُصَّ شَارِبَهٗ فَلَيْسَ مِنَّا . (رواه النسائی) | حضرت زید ابن ارقمؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو شخص موچھ کے بال نہ لے یعنی نہ کتروائے وہ ہم میں سے نہیں ہے۔ (نسائی) |

دیکھئے! کیسی سخت وعید ہے کہ جو مونچھ نہ کاٹے وہ ہماری جماعت میں سے ہے ہی نہیں۔ مونچھوں کے بارے میں احادیث میں پانچ طرح کے الفاظ آئے ہیں۔

(۱) مونچھیں کاٹو (۲) مونچھیں کتراؤ (۳) مونچھیں خوب پست کرو۔ (۴) مونچھیں بہت گھٹاؤ (۵) مونچھیں لے لو۔ اکثر علماء کرام کا فرمانا ہے کہ قینچی سے اگر اتنی پست کردی جائیں جو مونڈنے کے قریب ہوجائیں تو تمام ہی الفاظ پر عمل ہوجائیگا۔

# داڑھی کا بڑھانا

داڑھی کا بڑھانا بظاہر پاکی سے تعلق نہیں رکھتا لیکن اکثر محدثین کرام نے اس کو پاکی کے ابواب میں بیان فرمایا ہے یہاں تک کہ حدیث کی چھ مشہور کتابوں میں سے مسلم شریف، ابن ماجہ شریف اور نسائی شریف میں کتاب الطہارۃ (پاکی کے بیان) کے شروع میں ہی اس کو بیان کیا گیا ہے۔اس کی وجہ محدثین کرام نے یہ بیان فرمائی ہے کہ داڑھی کا بڑھانا اور موچھوں کا گھٹانا ہی مردوں کیلئے صفائی، پاکیزگی اور زینت ہے۔انسان کی فطرتِ سلیمہ اسی کا تقاضا کرتی ہے ہاں! اگر کسی سے صحیح تصورِ نظافت وزینت اور شعورِ مردانگی ہی جاتا رہا ہو تو اس میں اسلام کا کیا قصور!! داڑھی بڑھانے کی دین میں کتنی اہمیت ہے یہ مذکورہ بالا مسلم شریف کی حضرت عائشہ صدیقہؓ والی روایت سے واضح ہوگیا کہ اس کو فطرت فرمایا گیا، علامہ نوویؒ شارحِ مسلم شریف اس حدیث کی شرح کرتے ہوئے فرماتے ہیں'' **فِطْرَۃٌ** '' کا یہ مطلب ہے کہ یہ تمام انبیاء کرام کی سنتوں میں سے ہے۔صاحبِ مجمع البحار فرماتے ہیں فطرۃ ہونے کا مطلب یہ ہے کہ یہ وہ پرانی سنتیں ہیں جنکو تمام انبیاء کرام نے اختیار فرمایا ہے اور ہمیں ان پر عمل کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔ایک اور ارشادِ گرامی دیکھئے!

| | |
|---|---|
| عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِیِّ صلی اللہ علیہ وسلم اُحْفُوا الشَّوَارِبِ وَ اعْفُوْا اللُّحٰی (النسائی) | حضرت ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا موچھوں کو خوب پست کرو! اور داڑھیوں کو چھوڑ دو (نسائی) |

**اُعْفُوْا** کا لفظی معنٰی ہے داڑھیوں کو معاف کرو! یعنی بڑھنے دو اور اُن کو کاٹ کر ظلم نہ کرو۔اس کے علاوہ احادیث میں داڑھی کے متعلق مزید یہ الفاظ آئے ہیں۔**اَرْخُوْا** خوب لمبا اور وسیع کرو! اَوْفُوْ بِہٖ کامل رکھو! وَفِّرُوْا زیادہ کرو! **دَعَوْ** چھوڑ دو۔ ان الفاظ پر گہرائی سے غور کرنے کی ضرورت ہے، داڑھی کا بڑھنا ایک قدرتی عمل ہے یعنی داڑھی ایسی چیز نہیں ہے جسکو کھینچ کر بڑھایا جاسکتا ہو لیکن پھر بھی بار بار اس کے بڑھانے کی تاکید کرنے کا مطلب اس کے سوا اور کیا

ہوسکتا ہے کہ داڑھی کو چھیڑو مت! بلکہ اس کو بڑھنے دو لمبا ہونے دو، نہ کاٹو نہ مونڈو۔

آج امت میں داڑھی کے تعلق سے کوتاہی کرنے والے دو طرح کے لوگ ہیں ایک طبقہ سرے سے داڑھی رکھتا ہی نہیں بلکہ ہر صبح داڑھی مونڈنا ہی شانِ مردانگی سمجھتا ہے دوسرا وہ جو بالکل معمولی سی ایک دوسوت داڑھی رکھکر سمجھتا ہے کہ ہم نے پیارے نبی ﷺ کی سنت کا حق ادا کر دیا۔ پہلے طبقہ سے کوئی گلہ شکوہ نہیں اس لئے کہ جن کے یہاں دینِ خداوندی کی کوئی اہمیت ہے ہی نہیں، جن کے دلوں میں عشقِ نبوی اور پیرویِ سنت کے جزبہ کی کوئی چنگاری سلگی ہی نہیں، جن کے دلوں میں رحمتِ عالم ﷺ کے جیسی صورت بنانے کا شوق کبھی موجزن ہوا ہی نہیں، ان سے شکوہ بھی کیا! ہاں! اتنا عرض کرنے کی گستاخی ضرور کرونگا، دوستو! شاید ہم بھول گئے: دن کتنا بھی لمبا ہو آخر رات ہے، کسی کی کتنی بھی زندگی ہو جائے آخر موت ہے، ہم نے کل میدانِ محشر میں اپنے آقاء رحمتِ عالم ﷺ کے سامنے بھی جانا ہے، پھر ہم کونسا منہ لیکر جائیں گے! جب ہم نفسی نفسی کے عالم میں شفاعت کی امید لیکر حاضر ہوں گے اس وقت اگر یہ فرما دیا گیا کہ تمہیں صورت تو کسی اور کی پسند تھی اب یہاں کیا لینے آئے ہو! اس وقت ہمارا کیا حال ہوگا!! کیا ہمارے لئے اتنا کافی نہیں تھا کہ ہمارے آقا جناب محمد رسول اللہ ﷺ کا مبارک چہرہ باریش تھا۔ دیکھئے!! حضرت انسؓ فرماتے ہیں: رحمتِ عالم ﷺ جب وضو فرماتے تو داڑھی مبارک کا خلال فرماتے ہوئے فرماتے **ھکذا امرنی ربی** میرے رب نے مجھے ایسے ہی حکم دیا ہے۔ (ابوداؤد) آپ ﷺ کی داڑھی مبارک اتنی گھنی تھی کہ اس نے سینہ مبارک کو گھیر لیا تھا **کث اللحیۃ یَمْلَأُ صَدَرَہٗ** (رواہ الترمذی) آپ ﷺ اپنی مبارک داڑھی میں کنگھی فرمایا کرتے تھے (شمائل ترمذی) یہ ہے ان مبارک ہستی کا نورانی طرزِ عمل جن سے محبت کرنے کے ہم سب امتی دعویدار ہیں، تو کیا محبت کا یہی تقاضا ہے!! کیا جواب دیں گے ہم حضرت عثمان غنیؓ جیسی سچی محبت کرنے والوں کو جنکی ٹخنے سے اونچی لنگی دیکھکر جب صلح حدیبیہ کے موقع پر مکہ کے مشرکین نے مذاق اڑانے کی کوشش کی تو بس ایک بات فرما کر سب کو خاموش کر دیا، **کان حبیبی یفعل ھکذا** بھائی جن سے مجھے محبت ہے وہ اسی طرح کرتے ہیں۔ (حیاۃ الصحابہ)

# داڑھی کتنی ہونی چاہیۓ؟

دوسرا طبقہ جو داڑھی کاٹ کر بالکل معمولی سی داڑھی رکھتا ہے جس سے زیادہ سے زیادہ یہ احساس ہو جائے کہ چند دن سے شو نہیں کی ہے، اور اسی طرز عمل کو وہ سنت سمجھتا ہے، اس طبقہ سے ضرور پیار و محبت والا شکوہ ہے کہ آپ پیارے نبی ﷺ سے محبت بھی کرنا چاہتے ہیں، ان کی مبارک صورت کی نقل بھی کرنا چاہتے ہیں، مگر اپنی سوچ سے! اپنے انداز سے! سبحان اللہ! کیا محبت میں اپنی مرضی چلتی ہے؟ محبت تو فریفتگی کا نام ہے، محبت تو ایک ایک ادا پر مر مٹنے کا نام ہے، پھر جب آپ کو یقین سے معلوم ہے کہ اللہ کی ساری مخلوق میں جن سے آپ کو سب سے زیادہ محبت ہے، جن پر ہم اپنے ماں باپ، اساتذہ، اعزہ واقارب سب کی عزتیں قربان کر دینے کیلئے بیتاب و بیقرار رہتے ہیں، ان کی مبارک داڑھی لمبی تھی، لمبی داڑھی ہی ان کو پسند تھی، داڑھی کو بڑھانے، لمبا کرنے اور چھوڑ دینے ہی کا وہ حکم فرماتے تھے جیسا کہ گذشتہ احادیث سے معلوم ہو گیا۔ پھر داڑھی کو کاٹ کر صرف داڑھی کا نشان رکھ لینے کو کیسے آپ نے تکمیل محبت سمجھ لیا ہے!؟ کیا آپ یہ سمجھتے ہیں کہ ممانعت فقط داڑھی مونڈھنے کی ہے کاٹنے کی نہیں! کیسے؟ جبکہ آپ روایات دیکھ چکے ہیں کہ حکم داڑھی بڑھانے اور لمبا کرنے کا ہے مونڈنے کا تو ذکر ہی نہیں۔ ایران کے بادشاہ کسریٰ کے دو قاصد رحمت عالم ﷺ کے پاس حاضر ہوئے جن کی موچھیں بڑھی ہوئیں اور داڑھیاں مونڈھی ہوئیں تھیں آپ ﷺ نے ان سے فرمایا: تمھیں ایسی صورت بنانے کا حکم کسنے دیا ہے؟ انھوں نے جواب دیا ہمارے رب کسریٰ نے، آپ ﷺ نے اس بات سے نفرت کرتے ہوئے فرمایا لکن امر نی ربی ان احفی شاربی واعفی لحیتی " لیکن میرے رب نے مجھے موچھیں پست کرنے اور داڑھی بڑھانے کا حکم دیا ہے" (طبقات ابن سعد) یعنی اس موقع پر بھی یہ نہیں فرمایا کہ داڑھی منڈاؤ مت! بلکہ داڑھی بڑھانے ہی کا ارشاد فرمایا۔ پھر غور تو مایئے! صحابۂ کرام جو کائنات میں سب سے زیادہ منشأ نبوت کو سمجھنے والے اور اتباع سنّت کا حق ادا کرنے والے تھے کیا ان میں بھی کوئی داڑھی کاٹنے یا خشخشی داڑھی رکھنے والا تھا؟ جواب یقیناً نفی

میں ہوگا تو پھر ہمارا یہ طریقہ کار کس کی اتباع ہے!! کیا ہم صحابہ کرام کی فہم کو ناقص اور اپنی کو کامل کہنے کی بیوقوفی میں مبتلا تو نہیں ہیں!!

## داڑھی کا بڑھانا شعار اسلام

بعض حضرات خیال کرتے ہیں کہ داڑھی کا بڑھانا محض سنت ہی تو ہے! اگر اس پر عمل نہ بھی ہوا تو بھی کوئی بڑا گناہ نہیں، نہیں، دوستو! ایسا ہرگز نہیں، اگر داڑھی کا بڑھانا محض سنت ہی ہوتا اس کی مزید کچھ بھی تاکید نہ ہوتی تب بھی محبّ نبی ایک امتی کیلئے (جس کا کام ہی اپنے آقا ﷺ کی سنتوں پر مرمٹنا ہے) اس کی اہمیت کچھ کم نہیں تھی۔ پھر اوپر والی ان تاکیدی روایات کے بعد آپ کس بنیاد پر اس کو سنتِ محض سمجھ رہے ہیں؟ دیکھئے ہمارے آقا ﷺ تو اس کو اسلام کی پہچان فرما رہے ہیں عنِ ابنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ اَلنَّبِی ﷺ خَالِفُوْ الْمُشْرِکِیْنَ اَوْفِرُوْا لُّحٰی واحفُوْا الشَّوَارِبَ وَفِی رِوَایَۃٍ اَنْھکُوْا الشَّوَارِبَ وَ اعْفُوْا اللُّحٰی (رواہ البخاری و مسلم) نبی کریم ﷺ نے فرمایا: مشرکین کی مخالفت کرو، موچھیں پست کرو (یعنی چھوٹی کرو) اور داڑھیوں کو بڑھاوٗ (بخاری و مسلم) گویا داڑھی کا بڑھانا اور موچھوں کا گھٹانا یہ شرک کرنے والوں کی مخالفت اور اسلام کی پہچان ہے۔ آپ کبھی ٹھنڈے دل سے غور فرمائیں، غیر مسلموں میں بھی مختلف طبقے داڑھی رکھ لیتے ہیں. ایک بھاری طبقہ تو داڑھی و موچھ دونوں چھوٹی چھوٹی رکھتا ہے، یہ شوقیہ داڑھی رکھنے والے لوگ ہیں۔ دوسرا مذہبی طبقہ ہے جو داڑھی و مونچھ دونوں مکمل رکھتا ہے. لیکن رحمت عالم ﷺ کے سنت طریقہ پر موچھیں کاٹ کر صرف داڑھی لمبی رکھنے والا کم از کم مجھے اپنی عمر میں آج تک کوئی غیر مسلم نہیں ملا۔ گویا یہ خاص اہل ایمان کا شعار اور طرز عمل ہے غیر مسلم کسی مقصدِ خاص کے سوا ایسا بالکل نہیں کرتے۔ انھیں تاکیدی روایات کی بنیاد پر چاروں فقہاء داڑھی کو سنت نہیں بلکہ واجب قرار دے رہے ہیں، اس کے وجوب پر امت کا اجماع نقل کر رہے ہیں اور داڑھی مونڈنے یا کاٹ کر ایک مشت سے کم رکھنے کو فقہاء اربعہ حرام لکھ رہے ہیں، حضرت شیخ عبدالحق محدثِ دہلویؒ اشعت اللمعات میں اسکی وضاحت کرتے ہوے فرماتے ہیں کہ داڑھی کو سنت کہنے کا مطلب صرف یہ ہے کہ یہ سنت سے ثابت ہے اور تمام انبیاء علیہم السلام کا طریقہ رہا ہے ورنہ یہ واجب ہے، شیخ ابن ہمامؒ فرماتے ہیں: واما

**الاخـذ مـنهـا وهي دون القبضة كما يفعله بعض المغاربة و مخنثة الرجال فلم يبـحـه احد** یعنی داڑھی کٹانا جبکہ وہ ایک مشت سے کم ہو جیسا کہ بعض مغربی لوگ اور مخنث قسم کے لوگ یہ حرکت کرتے ہیں تو اسے کسی نے جائز قرار نہیں دیا ہے۔(فتح القدیر)

## داڑھی بڑھانے سے مقصود!

اللہ تعالیٰ اپنے احکام کی حکمت اور حقائق تو خود ہی جانتا ہے، لیکن داڑھی بڑھانے کی اس تاکید سے ایک موٹی بات تو ہر آدمی سمجھ سکتا ہے، کہ اس سے ایمان والوں کے لئے ایسے حالات بنانے ہیں جس کے بعد گناہ کی طرف جانا آسان نہ رہے، جو شکل وصورت ایمان واعمال کی حفاظت میں حصار اور دیوار بندی کا کام کرے۔ دیکھئے تو سہی! اس گئے گذرے دور میں بھی کتنے لوگ داڑھی نہ رکھنے کا یہ عذر پیش فرماتے ہیں کہ ''ہم داڑھی تو رکھ لیتے مگر ہم سے داڑھی کا احترام نہ ہو سکے گا،، گویا وہ بھی سمجھتے ہیں کہ خدا کی نافرمانی والی ہماری یہ مخصوص حالت سنت کے مطابق داڑھی رکھ لینے کے بعد چل نہیں پائیگی! کتنے ہی لوگ داڑھی والوں سے کوئی غلطی سرزد ہوتے ہوئے ان کو یہ طعنہ دیتے ہوئے آپ کو ملیں گے کہ ''تم داڑھی رکھ کر ایسا کر رہے ہو'' گویا وہ بھی سمجھتے ہیں کہ داڑھی رکھ کر یہ غلطیاں نہیں ہونی چاہئیں۔

اس کے بالمقابل شیطان کی پہلی محنت کا محور ہی یہ ہے کہ ایمان والے سے وہ مخصوص لباس، وہ مخصوص شکل وصورت چھین لے جس میں گناہ ناممکن نہیں تو مشکل ضرور ہوتا ہے۔ تاکہ اس کے لئے کوئی بریک اور کوئی رکاوٹ نہ رہے، اس کی محنت یہی ہے کہ ایمان والوں کو اللہ اور اس کے حبیب ﷺ کے ساتھ عشق ومحبت کے بھنور میں نہ جانے دے بلکہ کنارہ پر رکھے جہاں سے جب چاہے شکار کر لے۔ اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد کو ذرا غور سے دیکھئے! کیا اس میں یہی حقیقت نہیں سمجھائی گئی؟ ﴿وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّعْبُدُاللّٰهَ عَلٰى حَرْفٍ﴾ اور لوگوں میں سے کچھ ہیں جو کنارہ پر اللہ کی عبادت کرتے ہیں (سورۃ الحج آیۃ ۱۱)

پھر میرے محترم! ہم تو رحمت عالم ﷺ سے والہانہ محبت کے دعویدار ہیں، بلکہ اس حقیقت کو تو ساری دنیا تسلیم کر رہی ہے کہ ایمان والوں کو اپنے آقا اللہ کے پیارے نبی ﷺ سے جو محبت

ہے دنیا اس کی مثال پیش کرنے سے عاجز وقاصر ہے، تو کیا عاشق کنارہ پر بیٹھتا ہے، کیا عاشق صادق کے پاس اپنے محبوب کی چاہت پر مر مٹنے کے سوا کچھ اور بھی ہوتا ہے؟ شاید ہم محبت رسول ﷺ کا صحیح مفہوم نہیں سمجھ پا رہے ہیں۔ رحمتِ عالم ﷺ سے محبت کا مطلب کیا ہے؟ اسی عنوان کی ایک روایت نقل کرکے اس کتابچہ کو ختم کرتا ہوں۔ عَنْ اَنَسٍ قَالَ قَالَ لِیْ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ یَا بُنَیَّ اِنْ قَدَرْتَ اَنْ تُصْبِحَ وَ تُمْسِیَ وَ لَیْسَ فِیْ قَلْبِکَ غَشٌّ لِاَحَدٍ فَافْعَلْ ثُمَّ قَالَ یَا بُنَیَّ وَ ذَالِکَ مِنْ سُنَّتِیْ وَ مَنْ اَحَبَّ سُنَّتِیْ فَقَدْ اَحَبَّنِیْ وَ مَنْ اَحَبَّنِیْ کَانَ مَعِیْ فِی الْجَنَّۃِ (رواہ الترمذی)
حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ مجھ سے رسولِ پاک ﷺ نے (بڑے پیار سے) فرمایا: میرے بیٹے! اگر تو ایسا کر سکے کہ تو صبح وشام اس حال میں رہے کہ تیرے دل میں کسی کے لئے کچھ کھوٹ نہ ہو تو تو ایسا ضرور کر لے۔ پھر فرمایا: میرے بیٹے! یہ میری سنّت میں سے ہے اور جو میری سنت سے محبت کرے گا وہ مجھ سے محبت کرنے والا ہوگا۔ اور جو مجھ سے محبت کرے گا وہ جنت میں میرے ساتھ ہوگا۔ (ترمذی شریف) یعنی محبت کا مطلب سنت پر عمل ہے۔

وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العلمین والصلوٰۃ والسلام علی نبیہ وعلیٰ الہ وصحبہ اجمعین۔

اللہ تعالیٰ اس حقیر سی محنت کو جسکی توفیق اسی کے فضل سے نصیب ہوئی قبول فرما کر اس کو نافع عام بنائے، اور اسکو راقم کیلئے، اس کے والدین واساتذہ کیلئے اور اس کام میں تعاون کرنے والوں کیلئے بخشش کا بہانہ بنائے آمین یارب العلمین۔

قدتم ہٰذا الباب
۱۱ربیع الثانی ۱۴۱۸ھ
الموافق ۱۴/اگست ۱۹۹۷ء
زندان مرکزی جموں پارک (۱)

# مدارس دینیہ کیا ہیں؟؟؟

آپ اگر گردو پیش پر ایک گہری نگاہ ڈالیں تو آپ کو شوریدگی کے اس دورِ ابتلاء و تاریکی میں امید و روشنی کی ایک حوصلہ افزاء کرن بھی ضرور دکھائی دے گی کہ کتنی ہی بستیاں ہیں جو سالہا سال سے جہالت کی اندھیریوں میں ڈوبی پڑیں تھیں مگر اب وہاں علم خصوصاً علمِ دین کی مشعلیں چمکتی ہوئی دکھائی دیتی ہیں، جی ہاں! ابھی کل کی بات ہے ہمارے اکثر علاقے علم، علماء، حفاظ، قراء وغیرہ کے نام سے بھی نا آشنا تھے جبکہ اب قریہ قریہ، بستی بستی حافظ کلام اللہ اور علوم دینیہ کے ماہر علماء کرام نظر آرہے ہیں؛ جگہ جگہ علم کی دیپ روشن ہو رہی ہیں۔ کیوں! آپ کیا سمجھ رہے ہیں کیا یہ سب کچھ خود بخود ہی ہو رہا ہے؟ نہیں ہرگز نہیں! یہ تو کچھ اصحابِ دل کی مخلصانہ دعاؤں، سحر خیزیوں اور مختلف زاویوں کی محنتوں اور کاوشوں کا ثمرہ ہے۔ ان زاویوں میں مدارسِ اسلامیہ کا مقام کسی سے پوشیدہ نہیں۔ انھیں مدارس نے بستی بستی علم و عمل کے قمقے روشن کر کے بھٹکتی ہوئی انسانیت کو ہدایت کا مینارۂ نور دکھایا، ایمان و اخلاص اور روحانیت کے چشمے جاری کر کے مردہ دلوں کو زندہ کیا۔ مدارس کی اس کہکشاں یا سلسلۃ الذھب میں ایک ادارہ مرکز المعارف بٹھنڈی جموں بھی ہے۔ جس نے گیارہ سال کی قلیل مدت میں سیکڑوں حفاظ و علماء اور داعیان دین پیدا کیئے، جو تا حال اپنے منصوبہ جات کی طویل فہرست میں سے شعبہ حفظ، شعبۂ عالمیت اور شعبہ علوم عصریہ تین شعبہ جات قائم کرنے میں کامیاب ہو چکا ہے۔ شعبہ علوم عصریہ میں بھرپوری دینی تعلیم و اسلامی ثقافت کے ساتھ ساتھ دسویں تک انگلش میڈیم اسکول ہے، ان شعبہ جات میں آٹھ سو سے زائد طلباء زیر تعلیم ہیں۔

یاد رکھیئے! جس طرح خدا بے نیاز ہے، اسی طرح اُس کا دین بھی اپنی بقا و فروغ کیلئے کسی کا محتاج نہیں، ہاں! انسان کی دنیا و آخرت کی کامیابی اسی میں پنہاں ہے کہ وہ تن من دھن سے خدا کے دین سے جڑ جائے۔ تو اے جنت کے طلبگارو! اُٹھو! اور دنیا و آخرت میں نہ ختم ہونے والی کامرانی کیلئے خدا تعالیٰ کے نام پر چلنے والے ان دینی اداروں سے وابستہ ہو جاؤ!

**مرکز المعارف بٹھنڈی جموں فون ۲۴۹۳۲۵۱ ۰۱۹۱**